UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188543
UNIVERSAL
LIBRARY

۹۵۴۱۵ ۱۲۶۷۶
ذ U.12676
OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY
ذوالقدر، درگاہ قلی خان
مرقع دہلی
2 - AUG 2000

Osmania University

Call No. 920.51D Accession No. 14947

Author U.12676

Title ذوالقدر درگاہ قلی خان مرقع دہلی

This book should be returned on or before the date last marked below.

2 - AUG 2000

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

مرقعِ دہلی

از

نواب ذوالقدر درگاہ قُلی خاں سالار جنگ خاندوراں

مقدمہ

از

حکیم سیّد مظفر حسین

۵۴ ف

تصاویر

(۱) ۔ نواب میر یوسف علی خاں بہادر سالارجنگ

(۲) ۔ نواب نوروز قلی خاں ۔

(۳) ۔ نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں سالارجنگ خاندوران ۔

(۴) ۔ منظر مقبرۂ سالارجنگی ۔

(۵) ۔ مرقد نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں سالارجنگ خاندوران ۔

(۶) ۔ منظر باغ دلکشاد ۔

(۷) ۔ دروازۂ جلوخانۂ قدیم ۔

(۸) ۔ نواب مؤتمن الدولہ خان عالم امام قلیخاں سالارجنگ ۔

(۹) ۔ عاشورخانۂ خان عالم ۔

انتساب

سنہ ۱۱۵۱ھ میں حضرت مغفرت مآب نظام الملک آصفجاہ اول طاب ثراہ جب عازم دہلی ہوئے اس وقت **خاندوراں ذو القدر نواب درگاہ قلی خاں سالار جنگ** و نواب حیدر خاں شیر جنگ آپ کے ہمرکاب تھے۔

یہ تالیف خان دوران نواب ذو القدر کے ذوق سلیم اور اس عہد کی بہترین یادگار ہے ان دونوں مذکورہ بالا خانوادوں کے ارکان کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے عہد سے اس مبارک **عہد عثمانی** تک ہمیشہ عہد ہائے جلیلہ و مناصب فیعہ پر سرفراز اور نہایت نیک نامی وفا شعاری و جاں نثاری سے متصف ہے۔

نواب مختار الملک سر سالار جنگ اسی خاندان کے رکن رکین اور **دولت علیہ آصفیہ** کے سچے جاں نثار تھے۔ جن کے گوہر شب چراغ **عالیجناب نواب میر یوسف علی خان بہادر** سالار جنگ دام اقبالہٗ (جو متذکرہ صدر خانوادوں کے فضائل و فواضل کے حقیقی وارث خلاصہ دودمان ہیں) دولت علیہ آصفیہ کی کرسی **مدار المہامی** پر زینت بخش رہ چکے ہیں۔

یہ **تذکرہ** بمناسبت خاندانی موصوف ہی کے نام نامی سے **معنون** کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

احسان فراموشی ہوگی اگر اس موقع پر میں اپنے سراپا عنایت مجسم اشفاق **نواب عنایت جنگ بہادر** دام اقبالہٗ (خلف خانِ دوران نواب رکن الدولہ رکن الملک مغفور) کی اس ذوق علمی و عنایت کا ذکر نہ کروں کہ موصوف ہی کے الطاف کریمانہ سے حقیر کو خان دوران نواب ذو القدر کے متعلق مفید معلومات و عکس تصاویر وغیرہ کا ذخیرہ حاصل کرنے کا موقع ملا۔

حکیم سید مظفر حسین حیدرآبادی

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
انتساب	۰
نواب میر یوسف علیخاں	۰
مقدمہ	۱
دہلی بارہویں صدی ہجری میں	۱
دہلی اور اس کے بانیوں کے نام اور اس عہد کا مختصر خاکہ	۲
مؤلف کا تعارف	۴
نام و خطابات، تخلص اور اوصاف ذاتی، وطن و سلسلہ نسب	۵
خاندوراں نواب ذوالقدر کے آبا و اجداد	۶
خاندان قلی خاں	
درگاہ قلی خاں اول	۸
نوروز قلی خاں	۹
عکس نوروز قلی خاں	؍؍
خاندان قلی خاں (۲)	؍؍
عہد حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ	
خاندوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں سالار جنگ	۱۱
تاریخ و مقام ولادت	۱۱
تعلیم و تربیت	۱۱
منصب و جاگیر	۱۲
سفر دہلی	۱۲
خدمت داروغگی ہرکارہ پر سرفرازی	۱۳
نادرگردی	۱۴
خاندوران نواب ذوالقدر کی رفاقت و وفاداری	۱۸
حضرت مغفرت مآب کو نواب ذوالقدر پر اعتماد	۲۰
تالیف تذکرہ۔	۲۰
ایک تاریخی انکشاف	۲۱
شباب و زندہ دلی	۲۱
ترتیب تذکرہ	۲۱
انشاء پردازی	۲۲
حسن عقیدت	۲۳
قدم شریف حضرت سرور کائنات صلعم	۲۳
قدم مبارک حضرت علی ع	۲۳
مزارات درگاہ اولیا	۲۴
نواب ذوالقدر کی پاک مشربی	۲۵
عرس خلد منزل	۲۵
بارہویں صدی کی خوش حالی اور دولتمندی	۲۶
خوش حالی کا دوسرا واقعہ۔	۲۶

مضمون	صفحہ
ادب و تہذیب	۲۶
شاہ سعد اللہ	۲۷
شاہ غلام محمد داول پورہ	۲۷
روساء و نواب ذوالقدر کے ہم بزم احباب	۲۹
اعظم خاں	۲۹
نواب ذوالقدر کی راست گوئی	۲۹
مرزا منو	۲۹
لطیف خاں	۳۰
اس عہد کی وضع داری	۳۰
یازدہم میرن	۳۲
سرائے عرب	۳۳
کسل پورہ	۳۳
ناگل کا میلہ	۳۴
رینی مہابت خاں	۳۴
شعرائے معاصرین مرثیہ گو و ارباب طرب وغیرہ	۳۴
نواب ذوالقدر کی موسیقی دانی	۳۸
دکن کو مراجعت	۳۹
عہد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید	۴۱
انعقاد جشن اور ہاتھیوں کی بہادری کا تماشہ	۴۲
خاندوران کے ہاتھی کی بہادری	۴۳
خدمت کوتوالی پر سرفرازی	۴۳
عہد نواب امیر الممالک صلابت جنگ	۴۶
خان دوران کی داروغگی فیلخانہ پر سرفرازی	۴۸
خان دوران نواب ذوالقدر کا صوبہ داری اورنگ آباد	

مضمون	صفحہ
و اضافہ منصب و عطائے خطاب سے سرفراز ہونا	۴۸
رگھناتھ راؤ سے مقابلہ	۴۸
عہد حضرت غفران مآب نواب نظام علیخاں آصفجاہ ثانی	۴۹
خاندوران نواب ذوالقدر کا خطاب اعلیٰ اور منصب جلیلہ پر سرفراز ہونا	۵۰
اورنگ آباد میں عماری جلوس	۵۱
حسن انتظام	۵۲
عکس مقبرہ سالار جنگی	۵۲
غزل	۵۳
وفات	۵۳
عکس مزار خاندوران نواب ذوالقدر	۵۳
خاندوران کی لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی	۵۴
تاریخ گوئی	۵۷
شاعری و بزم افروزی	۵۸
کلام فارسی	۶۰
کلام اردو (قصیدہ)	۶۱
شوق عمارات	۶۴
عکس باغ دلکشا موسوم دیوڑھی سالار جنگ	۶۴
عکس دروازہ جلوخانہ قدیم	۶۵
اولاد و ازواج	۶۵
عکس نواب خانعالم فرزند نواب درگاہ قلیخاں	۶۶
عکس عاشور خانہ خانعالم	۶۶
نقول اسناد	
سند نظام آباد - پروانگی - سند کوتوالی	
سند دھاویرہ - سند داروغگی منازل و الیثال	

آغازِ تذکرہ

مضمون	صفحہ
ذکر قدم شریف	١
قدم گاہ حضرت علی علیہ السلام	٢
درگاہ قطب الاقطاب	٣
مرقد سلطان شمس الدین غازی	٥
مرقد سلطان المشائخ معشوق الٰہی	٥
مزار نصیر الدین چراغ دہلی	٧
مزار شاہ ترکمان بیابانی	٨
مرقد باقی باللہ	٨
قبر شاہ حسن رسول نما	٩
قبر شاہ بایزید اللہ ہو	٩
قبر شاہ عزیز اللہ	٩
قبر مرزا بیدل	١٠
عرس خلد منزل	١١
قبر میر مشرف	١٢
ذکر میر کلو پسر میر مشرف	١٣
کیفیت چوک سعد اللہ خاں	١٤
چاندنی چوک	١٧
ذکر حافظ شاہ سعد اللہ	١٩
" شاہ غلام محمد داول پورہ	١٩
" شاہ محمد امیر	٢٠
" شاہ پا تصدقی	٢١
ذکر درویش صلواۃ خوانی	٢١
" میر سید محمد	٢٢
" مجنون نانک شاہی	٢٣
" شاہ کمال	٢٤
" شاہ غلام محمد	٢٥
" شاہ رحمت اللہ	٢٦
" اعظم خاں	٢٧
" مرزا منّو	٢٧
" لطیف خاں	٢٨
کیفیت بسنت	٣٠
یازدہم میرن	٣٣
دوازدہم ربیع الاول در سرائے عرب	٣٤
بزم آرائی خان زماں	٣٧
ذکر کیفیت گل پورہ	٣٨
کیفیت ناگل	٣٩
ذکر رنڈی مہابت خاں	٤٠
ذکر شعراء	٤٠
مرزا جان جاناں	٤٠
معنی یاب خاں	٤٢
شیخ علی حزیں	٤٣
سراج الدین خاں آرزو	٤٤

مضمون	صفحہ
میر محمد افضل ثابت	۴۵
ابراہیم علیخاں راقم	۴۶
میر شمس الدین مفتوں	۴۷
مرزا عبدالخالق وارستہ	۴۸
گرامی	۴۸
مرزا ابوالحسن آگاہ	۴۹
ذکر مرثیہ خواناں	۵۰
پسر لطف علی	۵۰
مسکین، حسنین، غمگین	۵۱
میر عبداللہ	۵۱
شیخ سلطان	۵۲
میر ابوتراب	۵۳
مرزا ابراہیم	۵۳
میر درویش حسین	۵۳
جانی حجام	۵۴
محمد نعیم	۵۴
ذکر ارباب طرب	۵۵
نعمت خان بین نواز	۵۵
برادر نعمت خاں	۵۶
تاج خاں قوال	۵۷
جانی، غلام رسول	۵۷
باقر طنبورچی	۵۸
حسن خاں ربابی	۵۸
	۵۸

مضمون	صفحہ
غلام محمد	۵۸
رحیم سین و تانسین	۵۹
قاسم علی	۵۹
معین الدین قوال	۶۰
برہانی قوال	۶۰
برہانی امیرخانی	۶۱
رحیم خاں جہانی	۶۱
شجاعت خاں کلاونت	۶۱
ابراہیم خاں کلاونت	۶۱
سواد خاں	۶۱
بولے خاں	۶۲
گھانسی رام پکھاوجی	۶۲
حسین خاں ڈھولک نواز	۶۲
تہنا	۶۳
شہباز دھدمے نواز	۶۳
شاہ درویش سوچہ نواز	۶۳
نابینا شکم نواز	۶۳
تقی بھگت باز	۶۴
شاہ دانیال سرخی	۶۵
خواصی دانوٹھا	۶۶
یاری نقال	۶۶
معشوقہ ابوالحسن خاں	۶۷
جبٹا قوال	۶۸
رحیم خاں، دولت خاں۔ گیان خاں۔ بدو	۶۹

مضمون	صفحہ
الہ بندی امرو	۷۰
رجی امرو	۷۰
میاں ہنگا امرو	۷۰
سلطانہ امرو	۷۱
سرس روپ امرو	۷۲
نور بائی (طوائف)	۷۳
چمنی ״	۷۴
اوبیگم ״	۷۵
بہنیائے فیل سوار ״	۷۵
رام جیسی	۷۶

مضمون	صفحہ
چک مٹ مانی	۷۶
کالی کنکا	۷۶
زینت وبھی	۷۷
گلاب	۷۸
رمضانی	۷۸
رحمان بائی	۷۸
پنا بائی	۷۹
کمال بائی	۸۰
اوما بائی	۸۰
پنا وتنو	۸۱

صحت اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۴	تلون	متلون
۸	۱۰	رائے اجازت	رائے و اجازت — جنگ سالار
۱۰	۶	•	ملاحظہ ہو عکس خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں
۱۰	۱۶	اضافہ کیا تھا	اضافہ کیا تھا رکھا
۲۰	۹	ہمراہ رکاب	ہمرکاب
۲۵	۱۳	چنیں ہنگامہ	درچنیں ہنگامہ
۳۲	۱۴	واصحاب غنج ودلال ملیے	واصحاب غنج ودلال کذا
۴۳	۵	جمادی الاولی	جمادی الاول
۴۶	۱۴	زرہ	ذرہ
۴۶	۱۷	کہ	چو
۴۷	۵	ہوش دار	ہوشدار
۵۱	۱۵	بروج	برروح
۵۲	۴	الغوزہ نوازی	الغوزہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۴	فرزوں	افزوں
۵۳	۱۰	خوالبت کہ	خوابست و
فہرست مضامین (۱)	کالم ۴ سطر	نواب میر یوسف علیخاں	عکس نواب میر یوسف علیخاں بہادر رسالدار جنگ دام اقبالہ
" کالم ۲	۳	رگھناتھ راؤ سے مقابلہ	رگھناتھ راؤ سے مقابلہ و فتحیابی
۴	۱۸	ذکر ارباطرب	ذکر ارباب طرب
انتساب	۴	حیدر خاں	حیدر یار خاں
۹	۱	اصفجا ثانی	آصفجاہ ثانی
"	۱۵	نواب رکن الدولہ	نواب تہور جنگ اشرف الدولہ
نقول اسناد ف	۸	دول	دول
۲	۵	مکار	مکارہ
۳	۳	بدستخط نواب مغفرت مآب	بدستخط نواب مغفرت مآب رسید و سند خدمت حاصل نخستہ بعد تساوی من درعمل نواب مغفور مآب
۵	۵	فوج دار فواح	فوجدار نواح
۶	۴ بعد سطر دریافتی	ہتے	مثنے
		بمیعادش	بمیعاد
		موجوداست	موجودات
		اے سوار	اے یا سوار
		صمصام جنگ مرحوم	صمصام جنگ مرقوم
		نیم آنہ از سہ گزاشت	سہ و نیم آنہ از گزاشت
		رسد رداب	رسد دواب
		بیارسہ	بیارسہ ۴
		بیارسہ	بیارسہ ۶
حصہ زیریں		[illegible]	[illegible]
۸		منہا سواری سرکار	منہا بتیا لوازمی
۱۰		فوجدار فراح	فوجدار نواح
۱۵	۹	خلافت ارشد	خلافت راشدہ
"	۱۵	اسنار	اسناد

۱۲۶۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دہلی

بارہویں صدی ہجری میں

کوئی افسانہ نہیں تیرے فسانہ کی طرح
سب ہی تاریخیں پڑھیں سیکڑوں دفتر دیکھے

قلمروِ ہند میں دہلی ہی ایک ایسا مقام ہے جو فرماں روایانِ ہند کی شاہنشاہیوں کا صدر مرکز ہوتی رہی اور وقتاً فوقتاً مختلف زمانوں میں اپنے بانیوں کے نام کی مناسبت سے اس کے نام بھی مختلف مثلاً ہستناپور، اندرپرست، دلیپ نگر، تغلق آباد، دہلو[1]، شاہجہاں آباد وغیرہ رکھے گئے۔ ایک شہر

---

[1] یہ لفظ عہد فیروز شاہ تک زبان زد خلائق تھا۔ طوطی ہند امیر خسرو اپنے ممدوح "فیروز شاہ" کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں ؎

یا یک اسپم بخش یا ز آخور بفرما بار گیر — یا بفرماں دہ کہ گردوں شبنم و دہلو روم (مظفر)

اُجڑنے پر دُوسرا شہر اُسی کے متصل آباد ہُوا۔ مگر ان ناموں میں سب سے زیادہ قبولیت اور عام شہرت دہلی یا دِلّی نام ہی کو حاصل ہوئی جو آج تک زبان زدِ خاص و عام ہے۔ غرض دِلّی کے کوچہ و بازار کی بنیاد تاریخی زمانہ کی آب و گل سے پڑی ہے اُس کے مُنہدم عمارات، شکستہ مقابر، بلند مینار، عالیشان گنبد اپنے اولوالعزم بانیوں صاحب عظمت و جبروت شہنشاہوں کے نشاط انگیز اور عبرت خیز افسانوں کو آج تک یاد دلا رہے ہیں۔

آخری دہلی شاہجہان آباد[1] کی بناء اور اُس کی آبادی کا فخر مغلیہ خاندان کے اقبالمند تاجدار شاہجہان[2] کو حاصل ہُوا۔ دہلی اُس وقت طرفہ شان و شوکت اور عجیب عظمت و حشمت کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ کسی شاعر نے خوب نظم کیا ہے:

نہ گرماش گرم و نہ سرماش سرد　　ہمہ جائے شادی و آرام و خورد
نہ بینی دراں شہر بیمار کس　　یکے بوستاں از بہشت است و بس

---

[1] میر یحییٰ کاشی نے بہترین تاریخ "شد شاہ جہاں آباد از شاہجہاں آباد" کہی اور پانچ ہزار روپیہ صلہ سے سرفراز ہُوا ۱۲ منظفر

[2] شاہجہاں نے ۱۰۳۷ھ ہجری میں جلوس کیا۔ یہ بادشاہ نہایت فیاض اور خیرخواہ رعیت تھا۔ اس کی بنوائی ہوئی عمارات آج تک روئے زمین کی عمارتوں میں بے مثل سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے عہد میں ملک اس درجہ سرسبز و شاداب ہوا کہ کسی عہد مغلیہ میں نہ ہُوا ہوگا گویا سلطنت مغلیہ کی عظمت و شان کا ستارہ اس کے عہد میں انتہائے عروج کو پہنچ گیا تھا۔ تخت طاؤسی اسی شہریار کی نادر یادگار تھا ۱۰۶۸ھ میں اس تاجدار کی سلطنت کا خاتمہ اُسی کے پرہنر بیٹے شاہ عالمگیر کے ہاتھوں ہُوا۔ اور آٹھ برس تک قید کی مصیبتیں جھیلکر ۱۰۷۶ھ میں اس سرائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کیا ۱۲ منظفر

چہ ہندوستانِ طراوت سرشت — کہ از شرم او رنگ بارد بہشت
بلندی گرفتہ در و شانِ حسن — زہے مصر و خوبی و کنعانِ حسن

دُوسرا شاعر کہتا ہے

کسے از زندگانی شاد باشد — کہ در شاہجہاں آباد باشد

مگر ہمارا عہد موضوعِ دہلی بارہویں صدی ہجری میں ہے۔ جس کو عہدِ زوال کہنا بجا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ سلطنت مغلیہ کا آفتاب اقبال نصف النہار سے گزر چکا ہے۔ اس کا جاہ وجلال اور آنکھ نہ ٹھیرنے والا پُررعب چہرہ لحظہ بہ لحظہ زرد ہو رہا ہے۔ ادبار و انحطاط کے دل بادل گرد و پیش منڈلا رہے ہیں۔ خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کی وبا ہر چہار جانب پھیلی ہوئی ہے۔ خود غرض ناعاقبت اندیش وزراء، اُمراء کی باہمی چشمک اور رشک وحسد نے رہی سہی شاہی عظمت و شوکت کو بھی مفلوج بنا دیا ہے۔ کہیں مرہٹے سرکشی و سرتابی اور لُوٹ مار میں مصروف ہیں تو کسی طرف سکھوں نے شور و فساد مچا رکھا ہے اور اُس کی نیمروزہ آن پر ایمان لانے والے بھی زیرلب لا احب الآفلین کہہ رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسے طوفان خیز اور شورش انگیز زمانہ میں دہلی کس درجہ مرکزِ آلام و مصائب نہ بنی ہوئی ہوگی اور کیا کچھ اس کی معاشرتی و تمدنی

حالات میں انقلاب نہ ہوگیا ہوگا۔ باایںہمہ اس مرقع دہلی کو پڑھیے اور موجودہ متمدن وروشن زمانہ کی دہلی کا اس وقت کے حالات و واقعات سے مقابلہ کیجئے انصاف شرط ہے ممکن نہیں کہ آپ بھی میرؔ[1] کے ہمنوا نہ ہوں اور نہ کہیں۔

دلّی کے نہ تھے کوچے اوراق مصوّر تھے　　جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

یہ مُرقع اسی عہد گذشتہ کی یادگار ہے۔ مؤلف معاصر ہے چشم دید حالات و واقعات کو بے کم و کاست حوالۂ قلم کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمعصرانہ قیمتی معلومات اور اس عہد کی طرزِ زندگی پر معنی آفریں روشنی پڑ رہی ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ناظرین کرام سے مؤلف کا تعارف کرایا جائے کہ مرقع ہذا کی اہمیت پر کافی روشنی پڑ سکے۔

مؤلف کا تعارف

نام وخطابات، تخلص اور اوصاف ذاتی۔	نواب ذوالقدر لقب، درگاہ قلیخاں نام، سالار جنگ مؤتمن الدولہ، مؤتمن الملک، خانِ دوراں خطاب المتخلص بہ درگاہ

[1] میر تقی نام میرؔ تخلص۔ ریختہ گوئی کے مسلم الثبوت استاد متوطن اکبرآباد۔ دہلی میں عرصہ تک سکونت پذیر رہے عہد آصف الدولہ میں لکھنؤ پہنچے وظیفہ سے سرفراز ہوئے انکے والد کا نام تذکرہ نویسوں نے میر عبداللہ لکھا ہے مگر موصوف نے خودنوشت سوانح حیات "ذکرِ میر" میں میر علی متقی بیان کیا ہے ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا موصوف کی تصنیفات سے (۱) کلیات جو چھ دیوانوں اور قصائد و مثنویات پر مشتمل ہے (۲) تذکرہ ریختہ گویان موسوم بہ نکات الشعراء (۳) ذکرِ میر خودنوشت سوانح حیات یادگار ہیں ۱۲ مظفر

عالی خاندان، خوش خلق، سلیم الطبع، مدبّر، شجاع، انصاف پسند، شگفتہ مزاج، سخندان، بدیہہ گو، انشاپرداز، غرض جملہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے متصف تھے[1]۔ جن کا ہم آئندہ خان دَوراں یا نواب ذوالقدر کے لقب سے ذکر کرینگے۔

وطن و سلسلۂ نسب | نواب[2] ذوالقدر کے آبا و اجداد کا وطن نواحی مشہد مقدس مملکت ایران تھا۔ اور سلسلۂ نسب حسب ذیل واسطوں درگاہ قلیخاں ابن خاندان قلیخاں بن نوروز قلیخاں بن درگاہ قلیخاں بن خاندان قلیخاں جو ترکان بور بور الوس خاناں[3] سیاہ خیمہ کے ایک بڑے سردار سے تھی منتہی ہوتا ہے۔

---

[1] لچھمی نرائن شفیق تذکرہ گل رعنا میں رقمطراز ہے:- "(درگاہ قلیخاں) امیرے بود عالیجاہ، دانش آگاہ متصف باوصاف حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ غنچہ تصویر را در محفل رنگینش ہوائے شگفتگی در سر و طوطی خوش سفیر را از بیان شیرین نمکینش منقار در شکر۔ بلبل ہزار داستان مستفید طلاقت زبانش و گل شگفتہ جبیں دریوزہ گر چہرۂ خندانش۔ چرب زبانی او دلِ سنگ را موم می ساخت و بہر دل نزدیکی او احبا و اعداء را در دام می انداخت ضمیر منیرش در بدیہہ رسانی بازار آئینہ می شکست و ذاتِ والاصفاتش در بزم افروزی بالادست شمع می نشست۔ صولتش دل شیر شرزہ را آب می نمود و فصاحتش گوئے سبقت از رستم دستاں می ربود۔ دیگر اوصاف پسندیدہ عدیل و نظیر نداشت۔" نیز عبدالوہاب دولت آبادی نے بھی اپنے تذکرۂ بے نظیر میں ذکر کیا ہے۔ (درگاہ قلیخاں) حسن خلق او بوئے عطر اعلیٰ بدماغہا میرساند و گرمجوشی او جامِ نشاء دو بالا در محفلہا میگرداند در نظم و نثر استعداد بلند دارد و از جولان طبیعت شعر و انشاء را بسرعت تمام ابداع می نماید۔ منظفر

[2] ذوالقدر نام قبیلہ ترک اور ترکی زبان میں قادر انداز کو بھی کہتے ہیں منظفر [3] نواحی مشہد مقدس میں یہ قبیلہ بہادری و شجاعت سے مشہور تھا۔ منظفر

خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے آبا و اجداد

خاندان قُلی خاں

خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے جدِّ اعلیٰ خاندان قلیخاں علی مردان خاں[1] کے ہمراہ متعینہ قندھار تھے۔ شاہ صفی[2] کی تلوّن مزاجی اور ناقدر دانی کی وجہ سے علی مردان خاں نے جب ترک ملازمت کی قلعہ قندھار اولیائے دولت

---

[1] علی مردان خاں کے والد گنج علیخاں زیک کرد۔ شاہ عباس صفوی اول (ماضی) کی ولیعہدی میں خدمت اتالیقی پر متعین اور بعد جلوس بصلۂ خدمات لائقہ مراتب علیائے خانی اور ارجمند بابا کے لقب سے سربلند ہوئے بیس سال تک مستقل کرمان پر حکومت کی بعد فتح قلعہ قندھار ۱۰۳۲ھ شاہ عباس نے اس قلعہ کی حکومت پر سرفراز کیا۔ گنجعلی نے ۱۰۳۴ھ میں جھروکے سے گرکر انتقال کیا علیمردان خاں نے لاش مشہد مقدس روضۂ منورہ رضویہ میں دفن کی۔ شاہ عباس نے خبر انتقال سنکر علی مردان خاں کو خطاب خانی حکومت قندھار سے سرفراز اور بابائے ثانی کے لقب سے مفتخر کیا۔ شاہ عباس کے انتقال اور شاہ صفی کی ناقدردانی کے باعث علی مردان خاں متوسل بہ دربار شاہجہانی اور حُسن خدمات کے صلہ میں مراتب اعلیٰ منصب امیرالامرائی پر فائض ہوئے۔ لاہور میں ایک نہر اب تک موصوف کی یادگار موجود ہے ۱۰۶۷ھ میں بمقام ماچھیواڑہ انتقال کیا۔ لاہور میں دفن ہوئے۔ عالم آرائے عباسی مطبوعہ ایران ص ۹۳۲۔ مآثرالامراء ص ۲۹۵ مطبوعہ کلکتہ سوسائٹی (مظفر) [2] خزانۂ عامرہ ص ۲۲۱ (مظفر) [3] شاہ عباس صفوی کا پوتا نہایت جابرانہ حکومت کی ۱۶۴۲ء میں بمقام کاشان انتقال کیا۔ قم میں دفن ہوا۔ تاریخ ایران ص ۱۵۱ (مظفر)

شاہجہانی کے تفویض کرکے بمعیت خاندان قلی خان عازم ہند ہوئے اور لاہور پہنچے۔ خاندان قلی خاں روز شنبہ ۲ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ مع عرضداشت علی مردان خان اور بارہ نفر رومیوں (جن کو شاہ ایران نے بعد فتح ایروان قندھار روانہ کیا تھا) کے ہمراہ دربار شاہجہانی میں حاضر ہوئے۔ خود نے خلعت اور ہزار روپیہ نقد سے سرفرازی پائی۔ رومیوں کو بھی خلعت اور چار ہزار روپے خزانۂ شاہی سے مرحمت ہوئے۔ ۷ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ کو جب شاہجہاں نے اختیارپور میں منزل کی اور باغ انبالہ میں جشن منعقد کیا تو خاندان قلیخان ہی کے ذریعہ علی مردان خاں کو خلعت[۱] خاصہ و پالکی[۲] عاج باپراق طلا روانہ کی[۳]۔ علی مردان خاں جب (روز دوشنبہ ۲۲ رجب ۱۰۴۸ھ) صوبہ داری کشمیر پر سرفراز ہوئے تو خاندان قلیخاں بھی موصوف کے ہمراہ کشمیر میں تاحیات عزو وقار سے بسر کرتے رہے[۴]۔

---

[۱] خلعت خاصہ۔ اس لباس خاص سے مراد ہے جس کو بادشاہ کسی وقت زیب تن فرمائے۔ صاحب عمل صالح نے اس خلعت خاصہ میں پوشش سمور کا ذکر کیا ہے (مظفر)

[۲] پالکی عاج (سکھپال) باپراق طلا وہ شاہی پالکی جو ہاتھی دانت اور بکار زر مرصع ہو۔ ایسی پالکی عموماً بغیر فرمانروا کے کوئی استعمال نہیں کرسکتا۔ اس قسم کی خلعت کی سرفرازی مخصوص امتیاز پیدا کردیتی تھی (مظفر)

[۳] بادشاہ نامہ صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ کلکتہ۔ عمل صالح صفحہ ۲۹۶ ۔

[۴] گل رعنا صفحہ ۲۱۲ قلمی ۔

درگاہ قلی خاں اوّل

خاندان قلیخاں کے بعد ان کے خلف الصدق درگاہ قلی خاں اوّل نے علی مردان خاں کی سفارش پر بارگاہ شاہجہانی سے ضلع ٹھٹہ میں جاگیر و منصب سے سرفرازی پائی۔ خود علی مردان خان نے بطور ضمیمہ اپنے سرکار کی میر سامانی[51] بھی خانِ موصوف کے سپرد کی۔ علی مردان خاں کے انتقال (سنہ ۱۰۶۱ھ) کے بعد شہزادہ اورنگ زیب[52] نے خانِ موصوف کو اپنے منصبداروں میں شریک کرکے افتخار بخشا۔ درگاہ قلی خاں شاہزادہ کے ہمراہ دکن آئے کچھ عرصہ قیام کے بعد ہندوستان کو مراجعت کی اور وہیں انتقال کیا[53]۔

---

۵۱ میر سامانی کی خدمت اس وقت گویا مرتبۂ وزارت کے مماثل سمجھی جاتی تھی۔ اسی لیے یہ عہدہ دیوان خانگی کہلاتا اور ہر قسم کا نظم و نسق میر سامان ہی کی رائے اجازت پر موقوف ہوتا تھا۔ (مظفر)

۵۲ عالمگیر۔ ممتاز محل کے بطن سے ۱۰۲۸ھ شب یکشنبہ ۱۱ ذی قعدہ کو پیدا ہوئے۔ باپ اور بھائیوں پر فتح پائی۔ ۱۰۶۷ھ روز جمعہ غرہ ذیقعدہ کو جلوس کیا۔ دکن کی اسلامی سلطنتیں مفتوح ہوئیں۔ تمام عمر سپاہیانہ میدان داریوں میں گزاری۔ پچاس سال ستائیس یوم سلطنت کرکے نوّد (۹۰) سال سترہ (۱۷) یوم کی عمر میں ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو انتقال کیا۔ خلد آباد میں دفن ہوئے خلد مکان لقب پایا۔

۵۳ خزانۂ عامرہ ص ۲۲۲

نواب نوروز قلی خاں جد نواب درگاہ قلی خاں سالار جنگ

نوروز قلی خاں

درگاہ قلی خاں کے بیٹے نوروز قلی خاں دار وار[1] کی قلعداری پر سرفراز کیے گئے۔ تاحیات اس خدمت پر ممتاز رہے اور یہیں انتقال ہوا۔ (ملاحظہ ہو عکس[2] شبیہہ نوروز قلی خاں) یہ دو شعر موصوف ہی کی طبعزاد ہیں ؎

نشاں نیافت کسے از غبار ما وہنوز
غبار خاطرِ خلقیم وخاک بر سر ما

انچہ بر جستیم وکم دیدیم و درکار است ونیست
نیز ایں معنی بجز آدم کہ بسیار ست ونیست

خاندان قلی خاں

نوروز قلی خاں کے بیٹے خاندان قلی خاں ثانی منصب وجاگیر سے سرفراز ہو کر منصبداران متعینۂ اورنگ آباد میں شریک ہوئے۔ شاہ عالم[3] خلد منزل نے

---

[1] دراصل دھار وار ہے۔ شاہجہانی جلوس کے تیسرے سال ۱۰۳۹ھ میں اعظم خاں، مرحمت خاں، راجہ ججھر سنگ بندیلہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ عملِ صالح صفحہ ۳۰۹ ج ۱۔

[2] ماخوذ از بیاض خاندانی۔ قلمی

[3] ابونصر قطب الدین محمد معظم شاہِ عالم بہادر شاہ غازی۔ بعد وفات عالمگیر ۱۱۱۸ھ میں تخت نشین ہوئے۔ بدیع الزماں اجتبےٰ خاں نے ظل اللہ دین پناہ سے تاریخ جلوس نکالی بھائیوں پر فتح پائی۔ مرہٹوں کی بغاوت اور سکھوں کی سرکشی کا
(باقی بر صفحہ ۱۰)

سنگمنیر[۱] کی وقائع نگاری اور وہاں کے محالات کی فوجداری پر سرفراز فرمایا نظام آباد[۲] بالائے گتل فردا پور اجنٹہ کی تعمیر و آبادی حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے عہد میں خاندان قلی خاں ہی کے اہتمام سے سرانجام کو پہنچی۔ خانِ موصوف پہلے رُکن ہیں جن کا مستقل تعلق دولت علیہ آصفیہ سے ہُوا۔ خانِ دَوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں مؤلف تذکرہ ہذا آپ ہی کے خلف الصدق ہیں۔

(بقیہ حاشیہ ص۹) ستدیاب کیا۔ نہایت ذی علم اور عالم دوست خصوصًا فقہ حدیث اور علمِ کلام میں ممتاز زمانہ تھے علماء سے اکثر مباحثہ و مناظرہ کی صحبتیں رہتی تھیں۔ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی حقیت اور خلافت بلا فصل کے قائل ہوئے۔ بعد تحقیق مذہب امامیہ اثنا عشری اختیار کیا ۱۱۲۴ھ کو انتقال ہوا۔ تاریخ بہادر شاہی قلمی ص۷ و سیر المتاخرین۔

[۱] سنگم نیر۔ سنگم بمعنی ملنا نیر بمعنی آب۔ کوکن کی جانب شرق سے جو نہر آتی ہے وہ اس مقام پر آب گنگ سے مل جاتی ہے اسی لیے اس مقام کو سنگمنیر کہتے ہیں۔ غربی حد گھاٹ کوکن اور سرکار کلیان اس کے پایان میں ہے۔ شمالی حد کوہِ سبھاچل جو کوکن سے ملا ہوا ہے۔ ماہور اور صوبۂ برار بلکہ اس سے کچھ آگے تک پہنچتی ہے۔ قلعہ دھرپ وغیرہ اسی پہ واقع ہیں۔ جنوبی حد کندہ تا ملیبار پایاں میں ساحل دریا بالائی جانب ملک مرہٹہ و کنٹر اور قلعہ خیبر ہے اس سرکار میں نہایت مستحکم قلعے تھے۔ سوانح دکن قلمی ورق ۲۰۔

[۲] نظام آباد۔ یہ نام حضرت آصف جاہ طاب ثراہ نے ۱۱۴۱ھ میں جبکہ اس کی دوبارہ آبادی میں ترقی اور عمارات میں اضافہ کیا تھا۔ اور بطریق انعام التمغا خاں دوران نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں کو عطا فرمایا ملاحظہ ہو نقل سند[۱]

(بقیہ بر ص۱۱)

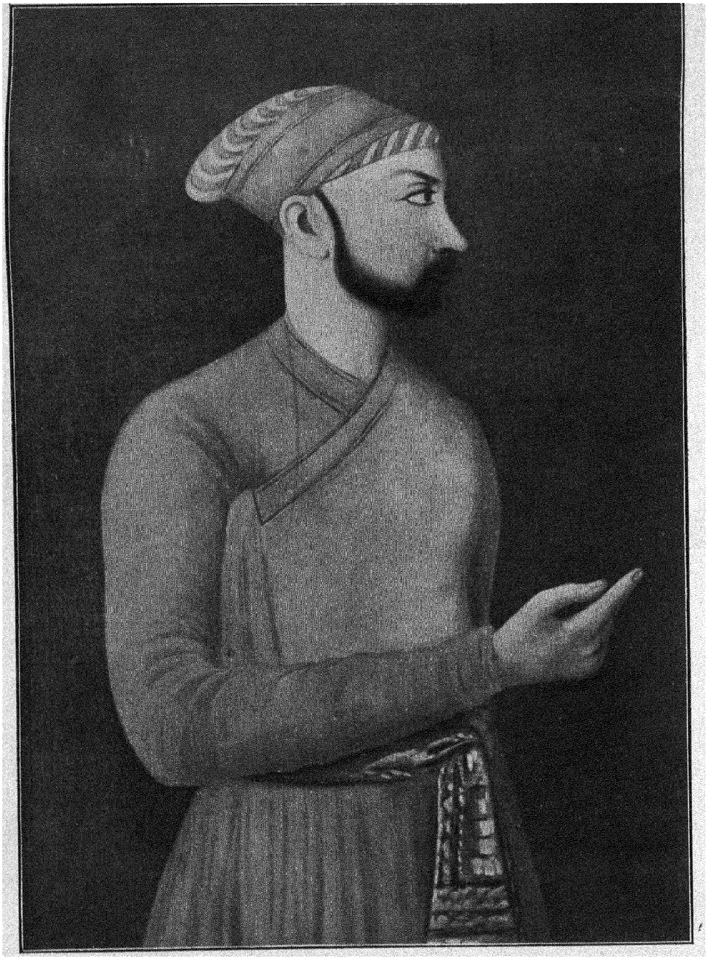

خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلی خان سالار جنگ
موتمن الدولہ موتمن الملک

عہد حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ

خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں سالار جنگ

تاریخ و مقام ولادت | خانِ دوراں نواب ذوالقدر ۲۹ رجب ۱۱۲۲ہجری بمقام سنگمنیر پیدا ہوئے۔ سنہ ولادت کی تاریخ خود ہی نے نظم فرمائی ہے۔؎

شد سالِ ولادتش ز روئے الہام درگاہ قلی ز خاندانِ والا[1]

تعلیم و تربیت | فیاضِ قدرت کی طرف سے خان دوران نواب ذوالقدر کو ایک خاص جوہرِ قابلیت عطا ہوا تھا موصوف لڑکپن ہی سے نہایت ذہین اور ذکی الطبع واقع ہوئے تھے۔ ابتداً گو اپنے والد خاندان قلیخاں کے زیر پرورش رہے مگر موصوف کی حقیقی تعلیم و تربیت حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے زیرِ نگرانی رہی جس کے فیضان سے

(بقیہ حاشیہ صنا) یہ سند بمہر خانِ دوراں نواب رکن الدولہ رکن الملک مدار المہام دکن ۱۰ رمضان ۱۱۰۰ھ ورثائے نواب ذوالقدر کو عطا ہوئی ہے اس سند میں اس وقت اس کا محاصل چار ہزار آٹھ سو چوسٹھ روپے ساڑھے آٹھ آنے دکھایا گیا ہے۔ مظفر

[1] اس تاریخ میں ایک عدد کی کمی یعنی ۱۱۲۱ھ برآمد ہوتے ہیں۔ مظفر

خان دَوراں ہنوز سنِ رشد کو نہ پہنچے تھے کہ اکثر علوم وفنون متداولہ میں بہرہ یاب ہوکر ہمعصروں میں ممتاز ہوئے[1]

منصب و جاگیر | حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے حقوق دیرینہ اور خاندوراں کی ذاتی قابلیت پر نظر فرماکر چودھویں سال (۱۱۳۷ھ) آبائی منصب و جاگیر عطا فرمائی۔ مصاحبت میں رہنے کا شرف بخشا اور بیسویں سال ہمراہ رکاب رہنے کی عزت سے سرفراز کیا[2]۔

سفر دہلی | یہ وہ زمانہ ہے کہ خاندان تیموریہ کا آفتاب اقبال گھٹنا گیا ہے ہند کے آخری شہنشاہ محمد شاہ[3] (رنگیلے) سریر آرائے سلطنت ہیں۔

---

[1] خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۲۲ وگل رعنا قلمی ورق صفحہ ۲۰۶ [2] خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۲۲ وگلِ رعنا قلمی ورق ۲۰۶

[3] خاندان مغلیہ کے آخری شہنشاہ سمجھے جاتے ہیں۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بامداد قطب الملک (سید عبداللہ خاں) وامیرالامراء (سید حسین علیخاں) بمقام آگرہ ۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ تخت نشین ہوئے ۱۱۳۲ھ میں باتفاق بعض امراء ان دونوں اعیان سلطنت (قطب الملک و امیرالامراء) کے خاتمہ کے بعد زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ نااہلی اور عہدوں کے بے موقع انتخاب سے ارکین سلطنت میں پھوٹ پڑگئی اس اختلال سے مرہٹوں کی قوت حد سے سوا بڑھتی اور وقار شاہی گھٹتا گیا۔ اس پر بادشاہ ورعیت کی عیش پسندی نے سلطنت کو اور بھی کمزور بنا دیا۔ چنانچہ نادرشاہ کے حملہ کے وقت سلطنت گویا عضو مفلوج ہوگئی تھی۔ اس ہنگامہ کے بعد حالت اور بھی بد سے بدتر ہوگئی تمام صوبے علی الاعلان خودمختار ہوگئے غرض سلطنت کو اس نیمجاں حالت میں چھوڑکر بادشاہ نے بعمر ۴۸ سال ماہ ربیع الآخر ۱۱۶۱ھ اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا غلام علی ارشد نے انی ذاھب الی ربی سیہدین سے تاریخ وفات نکالی ۱۲ مظفر

دربار گہوارۂ عیش و عشرت اور آماجگاہِ نشاط و طرب بنا ہوا ہے۔ بادشاہ امورِ مملکت سے بے بہرہ ہر وقت ہاتھ میں جام اور مشغول بہ دلارام ہیں زمام سلطنت بھی اُن ہی اعیان اور روساء کے ہاتھوں میں جنھوں نے عیاشی اور لہو ولعب کو اپنا شعار اور مقصد حیات بنا لیا ہے۔

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ عرصہ سے کنارہ کشی اختیار فرماکر دکن میں مستقل فرمانروائی کررہے ہیں۔ مرہٹوں کی سرکشی روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ ہر طرف تاخت و تاراج میں مصروف[1] ہیں۔ شیرازۂ سلطنت درہم برہم ہو رہا ہے۔

آخرِ کار محمد شاہ نے مرہٹوں کے مقابلے اور ان کی تادیب کے لیے حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ ہی کو منتخب فرماکر اوّلاً کمال دلجوئی اور اشفاق آمیز عنایت ناموں سے سرفراز کیا۔ پھر صوبۂ مالوہ و گجرات کو ضمیمہ دکن بناکر مرہٹوں کا فتنہ فرو کرنے کے لیے دہلی طلب فرمایا۔

خدمت پر سرفرازی

اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت مغفرت مآب نے خانِ دوراں کی حُسن لیاقت کے باعث جاگیر و منصب شرف مصاحبت و ہمراہ رکاب رہنے کے اعزاز سے سرفراز فرمایا تھا۔

---

[1] بدائع وقائع ق۔ ورق ۱۵۰۔ (خود نوشت پنجسالہ سوانح حیات آنند رام مخلص) مظفر

مگر دہلی کی روانگی کے موقع پر خصوصیت سے عہدۂ داروغگی ہرکارہ[1] سے سرفراز فرماکر خانِ دوراں کو اپنی معیت میں رہنے کے شرف سے ممتاز کیا۔

---

[1] مآثر نظامی قلمی مؤلفہ منسارام ورق (۶۴) یہاں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خدمت ہرکارہ کی اہمیت پر فی الجملہ روشنی ڈالی جائے جس سے اس کی داروغگی کی وقعت اور منزلت کا صحیح اندازہ کیا جا سکے۔ واضح ہو کہ موجودہ زمانہ کی طرح اُس وقت ہرکارہ کی خدمت اس قدر معمولی اور بے وقعت نہیں ہوتی تھی۔ واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت یہ خدمت ایک خاص رتبہ رکھتی اور ہر کس و ناکس کو نہیں دیجاتی تھی۔ ہرکاروں کے تقرر کے وقت ان کی راست بازی وفاداری اور مستعدی کا خصوصیت سے خیال رکھا جاتا تھا چونکہ درحقیقت دوسرے لفظوں میں ان کو سوانح نویسی کی سی مہتم بالشان خدمت انجام دینی ہوتی تھی۔ گویا یہ شاہی سوانح نویس سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ جگ جیون داس (ہرکارہ) اپنی تواریخ منتخب معروف بہ تاریخ بہادر شاہی میں رقمطراز ہے۔ کہ "مسوّد ایں سواد در سنہ یکہزار و یکصد و پنج ہجریہ مقدسہ در سلک بندگی بندہائے درگاہِ عالم پناہ انسلاک یافتہ بخدمت ہرکارگی کہ عبارت از سوانح نویس است سربلند گشت"۔ اب صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عہدۂ داروغگی ہرکارہ جس پر خاندوراں نواب ذوالقدر سرفراز کیے گئے تھے کس درجہ وقیع اور رفیع المنزلت خدمت تھی جس کو لکھمن لال نے اپنی تاریخ یادگار میں عہدۂ خدمتگاری سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ وہ نواب منیر الملک بہادر کے ترجمہ میں دولت علیہ آصفیہ سے اس خاندان کے توسل اور واقعہ نادری کے تحت حضرت آصفجاہ اور محمد شاہ و قمرالدینخاں کی نظر بندی کا حال اور اس وقت شیخ حیدر (شیر جنگ) (یہ جن مناصب جلیلہ پر سرفراز رہے اس کو ناظرین آئندہ کسی نقشے میں ملاحظہ فرمائینگے)

(باقی بر صفحہ ۱۵)

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ آخر ماہ ربیع الاول ۱۱۵۱ھ دہلی[۱] پہنچے۔ ملازمتِ شاہی سے سرفراز ہو کر بعد اجازت مرہٹوں کی مہم پر روانہ ہوئے ہنوز مہم سر نہ ہوئی تھی کہ غلغلۂ نادری بلند ہوا۔ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے مرہٹوں سے مصالحت کر کے دہلی کو مراجعت فرمائی۔

نادر گردی | نادری طوفان جبکہ باد و باراں کیطرح قندھار، کابل، لاہور کو تباہ و برباد کرتا ہوا دارالخلافہ دہلی سے سو میل کے فاصلہ پر آ پہنچا۔ شاہی لشکر نے بھی کرنال پر مقام کیا۔ برہان الملک ۱۴[۲] ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو داخلِ لشکر اور دربارِ شاہی میں باریاب ہوئے۔ اِس عرصہ میں جاسوسوں سے نادری سپاہیوں کے ہاتھوں اپنے بہیر و بنگاہ پر تاخت و تاراجی کی خبر ملی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور خانِ دوراں نواب ذوالقدر کی رفاقت وجاں نثاری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ "دران قید ایں شیخ حیدر (شیر جنگ) و درگاہ قلی ہر دو خدمتگار در رفاقت بودند" اس فقرہ کو پڑھ کر بجز اس کے کہ "ہم بریں عقل و دانش بباید گریست" کہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ مظفر

[۱] فضل علیخاں نے حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے ورود دہلی کے موقع پر تاریخ ذیل لکھکر پیش کی اور ہزار روپے نقد مع اسپ با ساز نقرہ صلہ سے سرفرازی پائی۔ ہے

صد شکر کہ ذاتِ دیں پناہی آمد   رونق دہِ ملک بادشاہی آمد
تاریخ رسید نش بگوشم ہاتف   گفت آیت رحمتِ الٰہی آمد

[۲] بقول گردھاری لال ۱۵ ذیقعدہ۔

بادشاہ سے سرسواری اجازت خواہ ہوئے۔ حضرت مغفرت مآب[1] امیرالامراء
نے بمصلحت وقت منع فرمایا۔ مگر برہان الملک جوشِ شجاعت میں اسی دم
شاہی لشکر سے نکل کر سپاہِ نادری پر حملہ آور ہوئے اور لڑتے ہوئے اس کے ہراول
لشکر تک پہنچ کر گھر گئے۔ محمد شاہ نے یہ خبر سُنکر امیرالامراء کو مدد کے لیے حکم فرمایا
امیرالامرا بھی برہان الملک کے شریک کارزار ہوئے۔ نہایت پامردی سے مقابلہ
کیا۔ آخر زخمی ہو کر شکست اُٹھائی۔ برہان الملک اسیر ہوئے۔ نادر شاہ نے
برہان الملک کی جاں بخشی۔ امیرالامراء نے واپس ہو کر زخموں کی شدت سے
دُوسرے روز انتقال کیا۔ حضرت مغفرت مآب منصب امیرالامرائی بخشی الممالک
سے سرفراز[2] ہوئے۔ ۱۶ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو حضرت مغفرت مآب نے بادشاہ
کی جانب سے اولاً پیام صلح دیگر لشکر خاں و نجم الدین خاں کو نادر شاہ کی خدمت
میں بھیجا۔ پھر خود مع عظیم اللہ خاں نادر شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے شرائط
صلح طے ہونے کے بعد اُسی روز حضرت مغفرت مآب نے شاہی لشکر میں
معاودت کی۔ دوسرے روز خود محمد شاہ بتقریب ملاقات مع مخصوص
ارکین سلطنت نادر شاہ کی فرودگاہ پر تشریف فرما ہوئے۔ نادر شاہ[3] نے شاہانہ مراسم مہمانداری

---

[1] بدائع وقائع قلمی و تاریخ ظفر ص۵۵ و تاریخ راحت افزا قلمی۔ تحفۃ الشعراء قلمی ۱۲

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[3] نادر قلی بن امام قلی قبیلۂ افشار سے تھا ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ لڑکپن ہی سے جوہر شجاعت اور بہادری کے

ادا کیے بعدسہ پہر محمد شاہ نے اپنے قیام گاہ کو مراجعت فرمائی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ برہان الملک کو منصب امیرالامرائی کی آرزو تھی۔ اوران ہی کی کوشش سے نادرشاہ مصالحت پر آمادہ ہوا تھا مگر جب برہان الملک کو منصب امیرالامرائی سے مایوسی ہوئی۔ انھوں نے نادرشاہ کو بہت کچھ مال و دولت کی طمع اور قلعہ معلے چلنے کی ترغیب وتحریص کی۔ نادرشاہ نے دوبارہ بعض امور کے تصفیہ کے حیلہ سے (۲۴ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو) اولاً حضرت مغفرت مآب پھر (۲۶ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو) محمد شاہ اور فیروز جنگ کو بلاکر نظر بند کرلیا۔ غرض اس وقت حضرت مغفرت مآب کی رفاقت میں بجز خان دوراں نواب ذوالقدر اور نواب حیدر[۱] خاں شیر جنگ کوئی رفیق وجاں نثار موجود نہ تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے آثار عیاں تھے۔ سن رشد کو پہنچکر سلطنت ایران کو تباہی سے بچایا تمام مقبوضات افغانیوں روسیوں، رومیوں سے واپس لیے۔ سلطان حسین صفوی اور شاہ عباس ثالث کو معزول کرکے (۱۱۴۸ھ) خود تخت و تاج کا مالک ہوا۔ قندہار فتح کیا پھر کابل پر قبضہ کیا ۱۱۵۱ھ میں ہندوستان پر تاخت کی فتحیاب ہوا۔ دریائے سندھ کی مغرب طرف کا تمام ملک قلمرو ایران میں شامل ہوا۔ ہندوستان سے واپسی کے بعد مشہد کو دارالسلطنت بنایا خوارزم بخارا اور داغستان کو مغلوب کیا۔ اس کی خونریزی کے باعث رعیت ناراض تھی۔ آخر علی قلی خاں حاکم ہرات (جو نادر کا بھتیجا تھا) نے بعض امراء کے اتفاق سے ۱۱۶۰ھ ہجری میں قتل کردیا۔ اس کے عہد میں حدود سلطنت ایران دریائے سندھ سے کوہ قاف تک وسیع ہوگئے تھے۔ (جہاں کشائے نادری)

[۱] اصلی نام شمس الدین محمد حیدر ہے۔ بن محمد تقی بن محمد باقر بن شیخ محمد علی ابن شیخ اویس۔ سلسلۂ نسب بچند واسطہ

(باقی بر صفحہ ۱۸)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) حضرت خواجہ اویس قرنی تک منتہی ہوتا ہے۔ جد اعلیٰ شیخ اویس اولاً خدمت تولیت اوقاف مدینہ منورہ پر سرفراز تھے با لآخر مدینہ منورہ سے اپنے بیٹے (شیخ محمد علی) کے ہمراہ بحرین آئے وہاں سے عازم کوکن (کہ جنوبی دکن کنارے دریائے شور واقع ہے) ہوئے۔ کوکن سے عہد علی عادل شاہ میں بیجاپور پہنچے۔ علی عادل شاہ نہایت اعزاز واحترام سے پیش آیا اور اقامت بیجاپور پر مُصر ہوا۔ آپ نے منظور فرمایا۔ علی عادل شاہ نے آپ کے فرزند شیخ محمد علی کی قابلیت پر نظر فرماکر خدمت دبیری سے سرفراز کیا اور ملا احمد نوائۃ (جو فاضل یگانہ اور اس وقت مراحم شاہانہ سے مرتبۂ مدار المہامی پر سرفراز تھا) کی دختر سے عقد ازدواج قرار دیا۔ اس مخدرہ کے بطن سے شیخ محمد باقر و شیخ محمد علی عالم ظہور میں آئے۔ شیخ محمد باقر سن رشد کو پہنچکر خدمت میر سامانی اور شیخ محمد علی عہدۂ مستوفی الممالک پر سرفراز ہوئے۔ عہد سکندر عادل شاہ میں مصطفیٰ خاں وزیر کی ناموافقت سے عالمگیر کے پاس عرضداشت لکھی۔ عالمگیر نے فرمان طلبی صادر کیا بعد حصول ملازمت شاہی شیخ محمد باقر منصب دو ہزاری و پانصد سوار اور دیوانی شاہجہاں آباد و کشمیر سے ممتاز اور شیخ حید منصب ہزار و پانصدی و سہ صد سوار و دیوانی فوج شاہزادہ اعظم شاہ سے مفتخر کیے گئے۔ شیخ محمد باقر نے بسبب ناموافقت آب و ہوا شہنشاہ عالمگیر سے بواسطہ اسد خاں تعیناتی دکن کی درخواست کی۔ عالمگیر نے زراہِ عنایت دیوانی تلکوکن نظام شاہی پر سرفراز کر کے مرخص فرمایا شیخ موصوف نے تاقیام بحال عزووقار بسر کی۔ آخر عمر میں خدمت سے مستعفی اور جاگیر مشروطی سے دست بردار ہوکر اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی۔ عالمگیر نے جاگیر ذات بحال اور تکلیف نوکری سے معاف فرمایا ۱۱۲۸ھ میں انتقال ہوا۔ علوم معقول و منقول میں فاضل جید اور عالم متبحر تھے۔ تلخیص المرام فی علم الکلام و روضۃ الانوار زبدۃ الافکار آپ کے مشہور تالیفات سے ہیں۔ موصوف کے فرزند شیخ محمد تقی عہد عالمگیر میں منصب سہ صدی اور عہد بہادر شاہ میں منصب پانصدی

باقی برصفحہ (۱۹)

اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے جبکہ نادرشاہ کے ورود دہلی کے بعد (دہلی کے بدمعاشوں کی ہرزہ سرائی کے باعث) قتل و غارت کا بازار گرم تھا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) پنجاہ سوار اور عہد فرخ سیر میں داروغہ جزیہ خجستہ بنیاد سے سرفراز کیے گئے جب حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ فائز دکن ہوئے تو خانِ موصوف کو داروغگی احشام قلعہ جات دکن پر ممتاز کیا ۱۱۴۵ھ شیخ موصوف نے اس عالمِ فانی سے کوچ فرمایا۔ شمس الدین محمد حمید آپ ہی کے خلف الصدق ہیں ۱۱۱۳ھ میں عالمِ وجود میں آئے عالی بخت (۱۱۱۳) تاریخ تولد ہے کمسنی میں منصب صدی عالمگیری سے مفتخر اور بعد سنِ رشد و تمیز حضرت مغفرت مآب کے زمرۂ متوسلین میں شامل ہو کر باضافہ صدی منصب دو صدی و داروغگی فیلخانہ سے سرفراز ہوئے بعد رحلت شیخ (محمد نقی) باضافہ صدی منصب سہ صدی پر ممتاز اور بوقت روانگی حضرت مغفرت مآب بسوئے دہلی خدمت عرض بیگی سے سرفراز ہوئے اور ہنگامہ نادری کے بعد باضافہ دوصدی منصب پانصدی و خطاب حیدر یار خاں پر مفتخر کیے گئے۔ واقعہ نواب ناصر جنگ شہید کے بعد باضافہ صد منصب ششصدی اور بعد فتح ترچناپلی باضافہ دوصد بمنصب ہشتصدی و ہشتصد سوار پر ترقی فرمائی عہد مظفر جنگ میں منصب ہزار و پانصدی و پانصد سوار سے ممتاز ہوئے عہد امیر الممالک صلابت جنگ میں اولاً بمنصب پنجہزاری چہار ہزار سوار و پالکی جھالردار و علم و نقارہ و خطاب نیر الدولہ شیر جنگ ثانیاً باضافہ دو ہزاری منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار و ماہی مراتب اور خطاب نیر الملک میر سامانی سے سرفراز کیے گئے پھر دیوانی سرکار، ازاں بعد صوبجات دکن پر ممتاز ہوئے آخر بہ سبب ضعیفی گوشہ نشینی اختیار کی۔ مگر حضرت آصف جاہ ثانی نے باصرار تمام نظامت خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) سے سرفراز فرمایا۔ پانچ سال تک بنہایت عدل و داد و نیک نامی سے خدمت مفوضہ انجام دے کر ۱۱۸۹ھ بعمر ۸۰، سال اس سرائے فانی سے کوچ کیا۔ حدیقۃ العالم

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نادر شاہ کے پاس بغرض عفو تقصیر حاضر ہوئے ہیں۔ اس نازک موقع پر خاندوراں نواب ذوالقدر نے جو جاں بازی و سرفروشی کی ہے اس کے متعلق تمام تذکرہ نویس متفق اللفظ ہیں کہ وہ قوتِ بشری سی باہر تھی[۱]

اعتماد | حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ خان دوراں نواب ذوالقدر کو گو لڑکپن ہی سے نہایت عزیز رکھتے اور موصوف کی قابلیت و شجاعت پر اعتماد و بھروسہ فرماتے تھے۔ مگر گذشتہ واقعات نے خانِ دوران کے اعتبار و اعتماد میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے یہ دستور کر لیا تھا کہ بزم نادری میں خانِ دوران نواب ذوالقدر اور حیدر خاں شیر جنگ کو ضرور ہمراہ رکاب رکھا کرتے تھے[۲]۔

تالیف تذکرہ | تذکرۂ ہذا خان دوراں نواب ذوالقدر نے اسی عہد میں تالیف کیا جو معاشری، تمدنی، تاریخی معلومات اور ادبی فوائد گوناگوں سے مالامال ہے اس کے بغور مطالعہ کے بعد صرف دہلی کے واقعات اور معاصرین کے حالات

---

[۱] غلام علی آزاد بلگرامی خزانۂ عامرہ میں رقمطراز ہیں۔ در ہنگام نادر شاہی (نواب درگاہ قلی خاں) ہمراہ رکاب بود جانفشانیہا فوق طاقت بشری تبقدیم رسانید صفحہ ۲۲۲ اسی طرح لچھمی نرائن شفیق نے اپنے تذکرہ گل رعنا میں لکھا ہے۔ در ہنگام نادر شاہی (نواب درگاہ قلی خاں) ملازم رکاب بود جانفشانیہا خارج از مقدور بشری بعمل آورد قلمی صفحہ ۴۰۲ نیز عبدالوہاب دولت آبادی اپنے تذکرۂ بینظیر میں لکھتا ہے۔ در ہنگام نادر شاہی (نواب درگاہ قلیخاں) ہمراہ رکاب بود طرفہ جانفشانیہا خارج از مقدور بشری بعمل آورد صفحہ ۹۔ [۲] حدیقۃ العالم صفحہ ۱۶۴ ج ۲۔

ہی پر عبور نہیں ہوتا بلکہ خانِ دَوراں کی انشاپردازی اور اوصاف ذاتی پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ نیز ایسے واقعات کا بھی پتہ چلتا ہے جس سے اکثر تاریخی صفحات معرا نظر آتے ہیں۔ مثلاً بعد ہنگامۂ نادری محمد شاہ کا منہیات شرعیہ سے تائب ہونا اور اس ضمن میں ارباب رقص و سرود کو موقوف کرنا ایک ایسا انکشاف ہے کہ اس عہد کی کسی تاریخ میں نظر نہیں آتا ملاحظہ ہو۔ خان دَوراں ارباب طرب کے تحت کمال بائی کے حالات میں خامہ فرسا ہیں :

خاص تاریخی انکشاف

"دریں ولاکہ از سوانح نادر شاہی مزاج بادشاہ دیں پناہ از استماع ساز و نوا انحراف ورزیدہ وارباب نغمہ رایکقلم موقوف گردیدہ"

شباب و زندہ دلی

ورود دہلی کے وقت خانِ دوراں کی عمر ۲۹ سال تھی۔ گویا ریعانِ شباب تھا۔ سِن کا اقتضا ماحول کا اثر رندانہ محفلوں، بے تکلف جلسوں کی شرکت اُس وقت گویا زندہ دلی اور مقصدِ حیات سمجھی جاتی تھی۔ اس کے زیرِ اثر خانِ دَوراں بھی درگاہوں میں جاتے حال قال کی مجلسوں راگ و رنگ کی محفلوں میں شریک ہوتے۔ تفریح گاہوں اور میلوں کی سیر سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ تذکرۂ ہذا کے ملاحظہ سے ناظرین پر روشن ہوگا۔

ترتیب تذکرہ

اس تذکرہ کی ترتیب نہ ابواب و فصول پر کی گئی ہے نہ اِس پر

کوئی مقدمہ تحریر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خانِ دوران نے یہ تذکرہ تالیف کی نظر سے مرتب نہیں کیا بلکہ بطور یادداشت صرف چشم دید حالات و واقعات کو نہایت سادگی سے قلمبند کیا ہے تاہم جو ترتیب اس تذکرہ کی واقع ہوئی ہے اس سے خانِ دَوراں کے ذوقِ سلیم اور بعض مخصوص صفات پر روشنی پڑتی ہے۔ نیز اس خصوصیت کے زیرِ اثر موصوف کے زورِ قلم اور قوتِ انشاء پردازی کا بھی کافی اندازہ کیا جا سکتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلم برداشتہ تحریریں وہ تمام خوبیاں جو مشرقی لٹریچر میں کلام کی عمدگی کا معیار سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً عبارت کی سادگی اور بے ساختگی حقائق نگاری کے ساتھ استعارات وتشبیہات کا برمحل استعمال' الفاظ کی شستگی ترکیبوں کی برجستگی' تلمیحات یا اشعار کا جابجا چٹخارہ وغیرہ وغیرہ موجود ہوں تو موصوف کی خاص تحریر کس قدر بلند مرتبہ نہ ہوگی۔ علاوہ ازیں ایک اور خصوصیت جو خانِ دَوراں کی طرزِ انشاء میں خاص طور پر نمایاں ہے وہ تحریر میں روانی اور قدرتِ بیانی ہے۔ کہ ہر ایک واقعہ کو اس پیرایہ میں جو اس کے مناسب حال ہو یعنی متانت کے موقع پر سنجیدگی' ظرافت کے محل پر ویسے ہی معنی خیز برجستہ فقرے اس خوبی سے بیان کرتے ہیں جو حقیقتاً تحریر کی جان ہوتے ہیں۔ ناظرین بجائے خود ملاحظہ فرمائیں اور محظوظ ہوں۔ یہاں ہم اب ترتیب تذکرہ کے ضمن میں خانِ دَوراں کے بعض مخصوص صفات پر روشنی ڈالینگے۔

انشاء پردازی

حُسنِ عقیدت | ترتیب تذکرہ پر نظر کرنے سے خانِ دوراں کے حسنِ عقیدت کا اظہار ہو رہا ہے۔ چنانچہ موصوف نے سب سے پہلے ذکر قدمِ شریف حضرت سرورِ کائناتؐ سے تذکرہ کا آغاز کیا ہے۔

قدمِ شریف حضرت سرورِ کائناتؐ | یہ مقام دراصل فیروز شاہ کا باغ تھا۔ شاہزادہ فتح خاں کے انتقال ۷۰۹ھ کے بعد بادشاہ نے فرطِ محبت سے شاہزادہ کو یہیں دفن کیا۔ گرد مدرسہ و مکانات بنوائے مسجد تعمیر کی اور نقش پائے مبارک، (جو خلیفہ بغداد نے تحفۃً بھیجا تھا) بطور تعویذ قبر پر سنگِ مرمر کا حوضہ بنوا کر نصب کیا۔ چار دیواری کے متصل ایک کشادہ پختہ حوض بنوایا۔ مجاورین حوضہ کو پانی سے ہر وقت لبریز رکھتے اور تبرکاً تقسیم کیا کرتے ہیں۔ زمانہ عرس (ربیع الاول) میں زائرین کا بہت ہجوم ہوتا ہے اور بڑی دھوم دھام رہتی ہے۔ خصوصاً ۱۲ ربیع الاول کو دُور و نزدیک سے غریب و امیر زیارت کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ عہد مؤلف میں عموماً ہر جمعرات اور خصوصاً ماہ ربیع الاول میں زائرین کی بڑی کثرت رہا کرتی تھی۔ عمائدین شہر کے پاس سے بطریق نذر و نیاز کھانے پینے کا سامان اس قدر آتا تھا کہ تمام فقرا، و مساکین اسی سے سیر و سیراب ہو جایا کرتے تھے۔

قدمِ مبارک حضرت علیؑ | اس کے بعد قدمِ مبارک حضرت علی علیہ الصلوٰۃ و السلام کا تذکرہ کیا ہے۔

یہ مقام اب شاہِ مرداں اور علی جی کے نام سے مشہور ہے نقش پائے قدم ہیں

سنگِ مرمر کے حوضہ میں جمایا اور حوضہ کے نیچے سنگِ مرمر کا فرش کرکے اطراف سنگِ مرمر ہی کا محجر بنایا گیا ہے۔ حوضہ کے کنارہ پر یہ شعر کندہ ہے ؎

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود

سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

۱۱۳۷ھ

راسخ الاعتقاد حضرات نے گرد و اطراف میں بہت سی عمارتیں تعمیر کرکے سعادت دارین حاصل کی ہے۔ اکثر عمارات پر تاریخی کتابے نصب ہیں۔ ہزاروں زائرین حاضر ہوتے اور مقاصد دلی میں کامیاب ہوتے جاتے ہیں۔ ہر مہینے کی بیسویں اور غرۂ محرم سے ۱۲ تاریخ تک خاص مجمع رہتا ہے۔ عہد مؤلف میں عموماً بروز شنبہ زائرین اور حاجتمندوں کا بڑا ہجوم ہوتا اور ۱۲ محرم کو (بروز زیارت حضرت خامس آلِ عبا) خصوصیت سے اہلِ عزا برسم پُرسہ داری گریاں و نالاں حاضر ہوکر مراسم تعزیت بجالاتے تھے۔ اس روز کوئی متنفس ایسا نہ ہوتا تھا کہ زیارت سے محروم رہے۔

مزارات اور درگاہ اولیا

زاں بعد مزارات اور درگاہوں کا ذکر مثلاً درگاہ قطب الاقطاب (خواجہ بختیار کاکی) قاضی حمید الدین ناگوری، سلطان شمس الدین غازی۔ نظام الدین اولیا، امیر خسرو، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی۔ شاہ ترکمان بیابانی، باقی باللہ شاہ بایزید اللہ شاہ عزیز اللہ، مرزا بیدل۔ عرس خلد منزل و میر مشرف کے اعراس اور خوارق عادات کا ذکر نہایت خوش اسلوبی سے کیا ہے۔

پاک مشربی | متذکرۂ بالا اعراس کے تذکرہ میں ذکرِ عرس خلد منزل پڑھنے سے خان دَوراں کی پاک مشربی پر ایک خاص روشنی پڑ رہی ہے اور ظاہر ہو رہا ہے کہ (باوجود رندانہ محفلوں اور بے تکلف جلسوں کی شرکت کے) خانِ دَوران کا دامن نجاست کے بدنما دھبوں سے پاک ہے۔

عرس خلد منزل | یہ عرس ۲۳۔ محرم کو حسب الحکم مِہر پرور باہتمام حیات خاں ناظر منعقد ہوتا۔ ایک مہینہ قبل سے تیاری کی جاتی اور انواع و اقسام کے اسباب و آرائش سے زینت دیجاتی دلچسپی بڑھانے کے لیے ہر قسم کی ممکنہ صورتیں اختیار کی جاتی تھیں عرس کیا تھا۔ سچ پوچھئے تو ایک خاص بزم رندانہ یا ہر قسم کے فسق و فجور کی آماجگاہ تھی۔ اس کی حقیقی اور پر لطف تصویر خان دَوراں کے قلم مانی رقم سے کھچی ہے۔ ہم صرف اس ذکر میں جو آخری فقرہ موصوف کے زبانِ قلم سے بے اختیار نکل گیا ہے۔ جس سے خانِ دَوراں کی پاک مشربی کا اظہار ہو رہا ہے نقل کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

چنیں ہنگامہ چشم بستن عین مصلحت و بصر نکشودن محض بصیرت

اعراس کے تذکرہ کے بعد چوک سعد اللہ خاں اور چاندنی چوک کے مرقع دکھائے ہیں۔

چاندنی چوک کا ایک واقعہ جس سے اس عہد کی خوشحالی اور دولتمندی پر روشنی پڑ رہی ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔

بارھویں صدی کی خوشحالی اور دولتمندی | واقعہ یہ ہے کہ ایک رئیس زادہ چاندنی چوک کی سیر کا مشتاق ہوتا ہے۔ بیوہ ماں تہیدستی کے عذر کے بعد اس کے متروکہ پدری سے ایک لاکھ روپیہ دیتی اور کہتی ہے کہ چوک کے نفائس اور نوادر گو اس قلیل رقم سے نہیں خرید کیے جا سکتے ہیں مگر اب اسی قلیل رقم کو اپنے ضروری مصارف کے لیے لیجاؤ۔ اسی طرح ایک اور واقعہ جو اس عہد کی خوش حالی پر روشنی ڈال رہا ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔ ضمناً خانِ دوراں کی راست گوئی پر بھی شعاع پڑ رہی ہے۔

خوشحالی کا دوسرا واقعہ | واقعہ یہ ہے کہ بہنیائے فیل سوار اس عہد کی مشہور طوائفین میں ایک ممتاز طوائف تھی۔ وزیر الممالک اعتماد الدولہ کو اس سے خاص تعلق تھا چنانچہ نواب موصوف نے ایک مرتبہ صرف اسباب تجرع (جام و صراحی) مرصع برسم تحفہ جو اُسے دیا تھا وہ ستر ہزار روپیہ قیمت کا[1] تھا

چاندنی چوک کے ذکر کے بعد معاصر مشائخین عظام و فقرا کا تذکرہ کیا ہے، ان بزرگوں کے حالات پڑھنے کے بعد خانِ دوران کے ادب و تہذیب

ادب و تہذیب | اور اس عہد کے حسنِ اخلاق پابندی وضع حسن معاشرت کا

---

[1] موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ دہلی کی دولتمندی اور اس اجڑی ہوئی دہلی کی خوشحالی کا توازن فرمایئے اور دیکھیے۔

نفاوتِ رہ از کجاست تا بکجاست

کی کس حد تک مصداق ہے۔ مظفر

مرقع پیشِ نظر ہو جاتا ہے۔

شاہ سعد اللہ | چنانچہ شاہ سعد اللہ (جو ایک نہایت مردِ بزرگ اور اس وقت کے ممتاز مشائخین میں شمار ہوتے تھے) کے متعلق لکھتے ہیں:—

علو جلالت و سمو مناقب ایشاں از اندازۂ تحریر و ترقیم بیرون است و شرح کمالات و بیان نزہت طلبان از احاطۂ گزارش بیروں۔

شاہ غلام محمد داول پورہ | اسی طرح شاہ غلام محمد داول[1] پورہ کی علو منزلت اور شکوہ و حشمت کے متعلق رقمطراز ہیں۔

---

[1] داول تخلص کی ایک مثنوی موسوم بہ ناصری نامہ راقم کی نظر سے گذری جو تین سو چھپن اشعار پر مشتمل ہے اور ایک شب میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس تخلص سے اس وقت تک جو مصنف کے حالات کا پتہ چلا ہے۔ اس بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ مثنوی شیخ عبداللطیف المخاطب بہ دواء الملک معروف بہ شاہ داول کی تصنیف ہے شاہ صاحب موصوف اولاً سلطان محمود بیکرہ کے روسائے عظام سے تھے۔ مگر مصداق الفقر فخری ترک لباس دنیوی کے بعد مسند فقر پر رونق افروز ہوئے۔ اس مثنوی میں زن و شوہر کے تعلقات اور حقوق شوہر کو مختلف عنوان اور دلچسپ پیرایہ سے سمجھایا ہے۔ آغاز کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ناریاں سنو پیو کی بیاں (عورت، خاوند) | پیو باج کوئی پیارا نہیں (بغیر)
بن بیر کہے نا ہوے عیاں (بعید) | پیو باج کوئی پیارا نہیں

جس کو عقل ہور گیان ہیں (ہوش) | پیو سوں وہی احسان ہیں
پیو جیو کا سلطان ہے (دل) | پیو باج کوئی پیارا نہیں

دنیا فنا ہوشیار ہو | پیو تھے نکو بیزار ہو
جیو سوں سچی اختیار ہو | پیو باج کوئی پیارا نہیں

جن ہیں جنم کا ہے بنا | تل تل گھڑی اس کو منا
ناچیز ہے دنیا فنا | پیو باج کوئی پیارا نہیں

دور باشش شکوہ فقر ایشاں صولت اغنیار برعشہ می آرد و کلمات عظمت سیماش دولتمنداں را درلرزہ می افگند۔

شاہ صاحب موصوف ہی کے حالات میں اس عہد کی پابندی وضع ملاحظہ فرمائیے کہ بادشاہِ وقت (محمد شاہ) اور رؤسا و عمائدین شہر کی جانب سے شاہ صاحب موصوف سے یومیہ قبول کرنے کا اسرار بحدِ مبالغہ پہنچا ہے مگر خود داری یہ ہے کہ

"ثبات قدمش باوجود کثرت توابع کہ در دائرۂ توکل مستقیم و استقلال وضعش درناز و نعیم۔

ان ہی کے اوصاف میں لکھا:۔

باوضع و شریف و با اغنیا و غربا یکساں سلوک است۔ از بزرگان زمانہ اند و درفتوحات و جوانمردی یگانہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) خاتمہ پر لکھتے ہیں۔

دیکھیا دنیا کی دھات میں کیتا فکر ایک رات میں بولیا زناں کی بات میں بیو باج کوئی پیارا نہیں

مقطع ملاحظہ ہو۔

زن تی ہوا جیکوئی دکھیا دکھ نارتی سینا پکیا دوبین یوں داول لکھیا بیو باج کوئی پیارا نہیں

اس مثنوی سے لسانیات خصوصاً گجراتی زبان پر بہت کچھ روشنی پڑ سکتی ہے مگر یہاں پر صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ شاہ غلام محمد داول پورہ جیسا کہ اُن کے لقب سے ظاہر ہو رہا ہے اسی سلسلہ کی ایک فرد ہیں۔ یہ وہ بزرگ تھے کہ حضرت مغفرت مآب انکی محفلِ سماع میں خود حاضر ہوا کرتے تھے صاحب مآثر نظامی نے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے جس سے موصوف کی علو منزلت اور حضرت مغفرت مآب کی روشن خیالی و اعلیٰ دماغی پر روشنی پڑتی ہے۔ مظفر

پھر شاہ محمد امیر، و شاہ پانصدئی، درویش صلوٰۃ خوانی، و سید محمد مجنون نانکشاہی شاہ کمال، شاہ رحمت اللہ وغیرہ کا بلحاظ حفظ مراتب ذکر کرتے ہوئے ہم بزم احباب

روساء و ہم بزم احباب | و روسار کا تذکرہ کیا ہے ان حالات کے تحت خاندوران کی نڈر دلی و راست گوئی کی بہت سی مثالیں پیش کیجا سکتی ہیں۔

اعظم خاں | از انجملہ اعظم خاں ولد فدوی خاں برادر زادہ خانجہاں عالمگیری کی رنگین مزاجی، بزم آرائی، فیاضی، فراخ حوصلگی، فن موسیقی سے دلچسپی وغیرہ وغیرہ کا

راست گوئی | تذکرہ کرتے ہوئے موصوف کی امرد پرستی و شاہد بازی کے متعلق صاف طور پر لکھتے ہیں۔

طبیعتش امارد پسند است و مزاجش بصحبت سادہ رویاں در بند۔

پھر اس گروہ کی ناز برداری خاطر و تواضع کے ذکر میں لکھا ہے۔

"غرض ہر جا سبزہ رنگے بنظر می آید منسوب بہ اعظم خاں است و ہر کجا نوخطے جلوہ می کند از وابستہہائے آں عظیم الشان"۔

مرزا منو | اسی طرح مرزا منو (جو اس عہد کے روسازادوں میں تھے) کی امرد پرستی کا نقشہ اور ان کی اس فن میں یگانگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خانہ اش بہشت شداد است و کاشانہ اش آشیانہ مجمع پریزاد ہر نوخطے رنگیں کہ بایں محفل ربطے ندارد فرد باطل است و ہر ملیحے کہ بایں مجمع مربوط نیست در حلیہ اعتبار عاطل مجلسش دار العیار شاہداں است و بزمش محک امتحان

گلرخاں - نقد قراضۂ حسن تا بدار الضرب بزمش رجوع نکند کامل عیار نیست چہ شد مثل طلائے دست افشار است وسیم جمال تا در کوزۂ مجمعش گذار نیابد چاندی نیست چہ شد کہ زر نقرۂ خالص است -

لطیف خاں | زاں بعد لطیف خاں (جو اس عہد کے امراء میں تھے اور فنِ موسیقی میں یکتائے روزگار سمجھے جاتے تھے) کی لطیفہ گوئی، بذلہ سنجی، بزم افروزی، عیش پسندی کا ذکر کیا ہے - یہ ذکر کرتے ہوئے ان کی وضعداری پر بھی روشنی ڈالی

اس عہد کی وضع داری | ہے جس سے اس عہد کی وضع داری کا ایک خاص نمونہ پیشِ نظر ہو جاتا ہے وہ یہ کہ موصوف کی دولت و بضاعت جب صرف پا انداز شاہی ہو چکی اور حشمت و اقبال نے جواب دیدیا باوجود اسکے موصوف نے اس وقت بھی (گو سابق کے مثل ہجوم نہ ہوتا تھا مگر) مخصوص احباب سے محفلِ عیش و عشرت کو اسی طرح منعقد رکھا - چنانچہ لکھتے ہیں :-

"الحال کہ بضاعتہا صرف پا انداز شاہی گردیدہ اینہمہ ہجوم نیست لیکن مردم مخصوص جمع می شدند ویکپاس شب ہمیشہ بہ تعیش می گزرانید"

اِس کے بعد کیفیت بسنت اور مقامات متبرکہ کا ذکر کرتے ہوئے یازدہم میرن[1] کا ذکر کیا ہے - اِس ذکر میں خصوصیت سے خانِ دوراں کے

---

[1] میرن تخلص صادق علیخاں نام پسر میر جعفر علی خاں ناظم بنگالہ - شاہزادہ علی گوہر جب اپنے والد احمد شاہ سے ناراض ہوکر بغرض تسخیر بنگالہ پہنچے تو یہی میرن مع فوج شاہزادہ کے مقابلہ میں فروکش تھا -

باقی صفحہ آئندہ

قلم کی بیباکی و راست گوئی کا اظہار ہو رہا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یکایک ایک شب بجلی گری اور میرن کی خرمنِ ہستی کو مع دو خدمتگاروں کے فنا کر دیا۔ تحفۂ احباب مؤلفہ عبد الکریم صفحہ ۵۵ موصوف کا نمونہ کلام اُردو (جو ایک قدیم بیاض میں حقیر کے کتابخانہ میں موجود ہے) نمونتہً ہدیۂ ناظرین ہے۔

ہے نورِ خدا محرمِ اسرار پہ صلوات — من بعد وصیِ حیدرِ کرار پہ صلوات
سب لوح و قلم عرش و کرسی ہوا مداح — سب اولیوں کے قافلہ سالار پہ صلوات
سلطان شجاع میر عرب شاہِ دلاور — امت کی شفاعت کے کرنہار پہ صلوات
یا حیدر صفدر میری مشکل کرو آساں — ہے شاہِ دو عالم کے مددگار پہ صلوات
تم مہر نبوت کے چھتر از دل و جاں ہو — تجھ شیرِ خدا دلدل اسوار پہ صلوات
کر میری مدد واسطے خاتونِ قیامت — ہے تجھ سے ہر ایک فقر و دربار پہ صلوات
تم باپ ہو شبیر و شبر یا شہ عالی — تجھ دست بدیں قاتلِ کفار پہ صلوات
سُن میری عرض عابد و باقر کے تصدق — جعفر کے بہر گلشن گلزار پہ صلوات
تم وارثِ کونین ہو یا موسیٰ کاظم — سُلطان رضا شاہِ خراساں پہ صلوات
از روئے تقی داد میری دے میرے مولا — سردار نقی روشن انوار پہ صلوات
یا عسکری رکھ لاج میری ہر دو جہاں میں — اور مہدیٔ دیں ہادیٔ سالار پہ صلوات

میرن کو شب و روز ہے صلوات کا کہنا
لازم ہے وہ معصوم دہ و چار پہ صلوات

مناجات سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف منہیات شرعیہ سے اس وقت تائب ہو گئے تھے۔ لہ فقال

یازدہم میرن | یہ محفل نامبردہ کے مکان پر ہر مہینہ کی گیارہویں تاریخ منعقد ہوتی ہر قسم کے تکلفات اور اسباب آرائش سے زینت دی جاتی۔ مہمانوں کی خاطر و تواضع خاص طور سے خاطر خواہ کی جاتی۔ تمام شہر کی زہرہ جبیں نامور طوائفیں اور امارد ہائے رنگیں کے ہجوم سے موصوف کا مکان گویا نمونۂ بہشت شداد بنا رہتا تھا۔ غرض اس محفل کا مرقع کھینچتے ہوئے اولاً میرن کی منکسر مزاجی، وسعت اخلاق کثرت تواضع، مہمان نوازی، سلیقہ بزم آرائی ارباب رقص و نشاط سے ربط و ضبط، حسینوں مہ جبینوں کی تسخیر اور اس خصوص میں موصوف کی رسوائی اور وزیر الممالک کے مزاج میں درخور اور رسوخ پانے کا اظہار کرتے ہوئے وزیر الممالک کی بادہ خواری و حسن پرستی کا صاف صاف الفاظ میں تذکرہ کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں :۔

نامبردہ ہر چند یکہ بوفور انکسار و وسعت اخلاق و کثرت تواضع و رعایت مہمانداریہا و ترتیب بزم آرائیہا محسود اقران خود است لیکن بعلاقۂ داروغگی ارباب رقص و نشاط و تقریب مرجعیت اہل طرب فی الجملہ مطعون است چوں وزیر الممالک بتجرع میلے دارند و با اہلِ حسن و جمال و اصحاب غنج و دلال میلے ازانجاکہ توجہ خاطر بتقدیم حسن خدمات معزز و محترم است و در تلاش مردم حسین طرفہ دستے دارد و ہر روز پیکرے تازہ بافسوں تسخیر می کند از دیگر مصاحبانش مکرم۔

پھر دوازدہم سرائے عرب کا تذکرہ کیا ہے۔

سرائے عرب | یہ سرا سنہ ٦ جلوس اکبری میں تعمیر ہوئی۔ حمیدہ بانو بیگم عرف حاجی بیگم محل ہمایوں بادشاہ نے تین سو عرب سو سادات عظام سو مشائخین کبار اور سو عام عرب حرمین شریفین سے لاکر آباد کیے تھے۔ عہد محمد شاہ تک یہ مقام عربوں کی بود و باش ہی کے لیے مخصوص تھا۔ بارہویں ربیع الاول کو دوازدہم ہوتی تمام شب عربی قصائد (مدحیہ حضرت سرورِ کائنات) پڑھے جاتے مناقب و مولود خوانی نہایت خوش الحانی سے ہوتی تھی۔ شوقین مزاج بھی ملیحانِ عرب کی نظارہ بازی کے لیے شریکِ محفل ہوتے غرض خاصہ مجمع ہوتا۔ انواع واقسام کے عربی کھانوں سے مہمانوں کی ضیافت کی جاتی قہوہ کا دَور چلتا ختم پر خرمائے تازہ و خستہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ خانِ دَوران بھی ایک مرتبہ سید حشمت خاں کے ہمراہ شریکِ محفل ہوئے اور موصوف کی بھی قہوہ سے ضیافت کی گئی موصوف کی زبانی کیفیت قہوہ خوری ملاحظہ ہو۔

"پیالہ ہائے کلاں قہوہ خوری کہ گاہے شیرینی ہم داخل می کنند علی الاتصال بردم تکلیف می نمایند چوں تہوع آور است مہمان در ردّ و قبول سخت اذیت میکشند۔"

اس کے بعد دوازدہم خان زماں کی زیب و زینت و آثارِ متبرکہ کی زیارت وغیرہ کے ذکر کے بعد۔ کسل پورہ کا تذکرہ کیا ہے۔

کسل پورہ | یہ مقام کسل سنگھ نے (جو محمد شاہی ہزاریوں اور دولت و ثروت

میں ممتاز تھا) نہایت خوش منظر و پر تکلف بنوایا۔ اور فراخشان روزگار و زنہائے بازاری کو بسایا تھا۔ اوباشوں، شہوت پرستوں کا مسکن و مامن تھا۔ محتسب کی مجال نہ تھی کہ اس احاطہ میں قدم رکھ سکے یا کسی پر احتساب کرے ہر ایک اپنے مشرب میں آزاد تھا ہر طرف ناؤ نوش کا ہنگامہ اور ہر وقت صدائے چنگ و رباب بلند رہتی تھی اس کے بعد ناگل کے میلہ کا ذکر کیا ہے۔

ناگل کا میلہ | ناگل نامی کوئی شخص صاحب کمال اس احاطہ میں دفن ہوئے تھے۔ یہ احاطہ خواجہ بسنت اسد خانی کی سرا سے متصل تھا۔ ہر مہینے کی ۲۷ تاریخ دہلی کی شوقین مزاج تماشہ بیں عورتیں بن سنور کر زیارت کے بہانہ سے آتیں اور اصل مدعائے دلی سے کامیاب ہوتیں اس مقام کی برکت یا ان بزرگ کے تصرفات سے تھا کہ ہر وارد و صادر جو بھی یہاں پہنچ جاتا تھا وہ کوئی نہ کوئی جلیس و دمساز سے ہمکنار اور شراب وصل سے ضرور سرشار ہوتا تھا۔ بلاکشانِ محبت سویرے ہی سے منزلِ مقصود کا رُخ کرتے اور سرِشام واپس ہوتے تھے۔ اس کے بعد ریتی مہابت خاں کا ذکر ہے۔

ریتی مہابت خاں | یہ ایک وسیع میدان تھا جہاں بروز یکشنبہ بکثرت پہلوان اور تماشائی جمع ہوتے پہلوانوں میں زور آزمائی اور کشتی ہوتی ہر ایک اپنے جوہر کمال دکھا کر ناظرین کو خوش کرتا تھا اور بعد برخواست شیرینی تقسیم کیجاتی تھی۔

شعرائے معاصرین | ازاں بعد بعض شعرائے عصر مثلاً میرزا جانجاناں معنی یاب خاں

شیخ علی حزیں۔ سراج الدین علی خاں آرزو۔ مرزا محمد افضل ثابت۔ ابراہیم علیخاں رام۔ میر شمس الدین مفتوں۔ عبدالخالق وارستہ۔ گرامی۔ مرزا ابوالحسن آگاہ۔ حلیما وغیرہ کے حسن بیان، حسن اخلاق، قادر الکلامی، نازک مزاجی۔ بزم آرائی کا تذکرہ کیا ہے۔ چونکہ خانِ دوراں خود بھی شاعر تھے اس لیے جستہ جستہ مقام پر روانی قلم میں شعرا کے مخصوصات کلام کا بھی ذکر آگیا ہے۔ مثلاً حلیما کے کلام کے متعلق لکھا ہے۔

"طورِ کلامش بطور اسحٰق اطعمہ"

اسی حلیما کی یادداشت کے متعلق لکھتے ہیں کہ پچاس ہزار متقدمین اور متاخرین کے ابیات اس کو یاد تھے۔ یا گرامی کشمیری کے حالات میں لکھا ہے کہ باوجود مولویت ذوقِ شاعری بھی تھا۔ اپنے کلام کی بیاض ہر وقت بغل میں لیے رہتے اپنا تمام کلام منتخب سمجھتے اور تازہ گوئی کے دعوے میں اس درجہ غلو کرتے کہ مشاعرہ کو مناظرہ کی حد پر پہنچا دیتے تھے۔ زاں بعد مشہور مرثیہ گو، مرثیہ خوانوں اور ہر ایک کی طرز خوانندگی سوز و گداز، مضامین درد و الم میں ایک دوسرے پر تفوق۔ سامعین کا ان کی خوانندگی کی مجلسوں میں ہجوم۔ ایک دوسرے پر سبقت اور مراسمِ تعزیت ادا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ان میں بعض ایسے بھی مرثیہ گو شعراء کا ذکر ہے جنھوں نے اس وقت ریختہ گوئی میں علم استادی بلند کیا تھا۔ مثلاً منقبت کہنے میں پسر لطفِ علی خاں کے متعلق لکھا ہے۔

ونمنقبت در ریختہ بطمطراق و ساز و سامان مالاکلام میگوید۔

یا مسکین وحزیں و غمگیں تینوں بھائیوں کے حالات میں لکھا ہے

ہر سہ برادراند و وے بزبان ریختہ مرثیہ گفتن مہارتے تمام دارند

شہر کلام اینہا شہرت دارد و در واقع ہر سہ کہ بسیار خوب مرثیہ می گویند۔

یا محمد ندیم کے متعلق لکھا ہے۔

مضامینے در ریختہ می آرد کہ فارسیان مضمار فارسی زمیں گیری شہ

پھر ارباب طرب کا ذکر ہے جس کے تحت بین نواز، قوال، طنبورچی،

سارنگی نواز، ڈھولک نواز، دمدمے نواز، سبوچے نواز، بھگت باز، ش

زنکولہ نواز، مورچنگ نواز، نقال۔ امرد، اور طوائفین کا ذکر کیا ہے۔ اا

حالات پڑھنے سے گو اس عہد کی عشرت پسندیوں کا مرقع پیش نظر

گر قابل لحاظ یہ امر ہے کہ جو بھی جس فن کا ماہر ہے وہ اس فن میں کامل اور یگانہ

ہے مثلاً ایک طوائف ادبیگم کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ جب محفل میں

نہیں پہنتی تھی۔ بجائے اس کے اسفل بدن کو اس خوبی سے رنگتی اور نقش

سے آراستہ کرتی کہ گویا گلبدن یا کمخواب کا پاجامہ پہنے ہوئے ہے بڑی خو

سوائے آشنا کے کوئی اور پہچان بھی نہ سکتا تھا۔

اسی طرح ایک نقد نام معروف بہ شاہ درویش مادرزاد نابینا کی س

کا ذکر کیا ہے کہ یہ اس چابکدستی اور خوش اسلوبی سے سبوچہ بجاتا کہ ڈھو

استادوں اور پکھاوجی کی پیشانیوں سے عرق خجالت ٹپکتا تھا اس نے خود ایک ایسا بیمثل ساز اختراع کیا تھا کہ اس سے ڈھولک و پکھاوج اور تنبورہ تینوں صدائیں نکلتی تھیں اس ذیل میں ایک اور نابینا کی شکم نوازی کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا پیٹ مانند سیاہ بختوں کے سیاہ ہو گیا تھا۔ اور یہ شخص موافق اصول و قانونِ ڈھولک و پکھاوج شکم اس خوبی سے بجاتا تھا کہ اکثر طوائفین اس کی شکم نوازی پر رقص کرتی تھیں۔

اسی طرح سلطانہ امرو کے ذکر میں لکھا ہے کہ سبزہ رنگ تھا بارہ سالہ عمر تھی مگر رقاصی میں طرفہ ادائیں اور بلا کی شوخیاں کرتا گانے سے ایک عالم کو مفتوں اور خلائق کو دیوانہ بناتا تھا اور اس عمر میں فن موسیقی میں اس درجہ کمال حاصل کیا تھا کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتا۔ بڑے بڑوں سے مقابلہ و دعوائے ہمسری رکھتا تھا خانِ دوراں نے ایک محفل کا جس میں سلطانہ امرو بھی موجود تھا ذکر کیا ہے اور دوبارہ اظہار آرزو کرتے ہوئے لکھا ہے۔

خار خار حسرت اعادہ صحبتش در دلہائے یاراں باقیست شوق تحریکے میخواہد

یا حسین خاں ڈھولک نواز کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ ڈھولک نوازی میں یگانہ روزگار اور عجوبۂ عصر تھا۔ دہلی میں اس سے بہتر کوئی ڈھولک نواز پیدا نہ ہوا تھا۔ اس کی استادی کا یہ عالم تھا کہ چھ مہینے تک اگر محفل منعقد رہے تو وہ ہر شب

نئے طریقے سے ڈھولک بجاکر اہلِ بزم کو خوش کرتا رہے۔

موسیقی دانی | اگلے زمانے میں دستور تھا کہ شرفا، امرا، اور شاہزادوں کو ہر قسم کے فنون لطیفہ کی کچھ نہ کچھ تعلیم ضرور دیجاتی تھی۔ از انجملہ فن موسیقی کی تعلیم بھی ہر وضیع و شریف کے لیے ضروری تھی۔ بزرگان دین خود اس فن میں کامل ہوتے اور اس فن کے کاملین کی قدر اور حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ متذکرۂ بالا اربابِ طرب کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خان دَوراں کو بھی اس فن میں اس درجہ مہارت اور کمال حاصل تھا کہ موصوف نے اُن کے حالات میں اکثر و بیشتر ہر ایک کی خواندگی پر ایک تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ مثلاً رحیم سین و تان سین کی خوش گلوئی بزم آرائی وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ در عالم کبت اعجوبہ روزگار اند و در عرصۂ دھرپد مبارز سپہ سالار۔

یا رحیم خاں جہانی کے متعلق لکھا ہے کہ خیال رابمزہ میخواند

یا شجاعت خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ درکبت دعویٰ دارد لیکن اثرے درد لہا نیست۔

یا نور بائی[1] کے تجمل سواری اور جاہ و حشم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"جنگلا کہ بالفعل رائج الوقت دہلی است خوب مشق کردہ"

---

[1] یہ وہی نور بائی ہے کہ نادر شاہ اس کی حاضر جوابی و لطیفہ گوئی بذلہ سنجی سے بہت خوش ہوا تھا اور یہ غزل جس کا مطلع ہے" دلبرِ ما بہ دگر بہ سرِ ناز آمدہ ؛ از دلِ ما چہ بجا ماند کہ باز آمدہ" سنکر چار ہزار روپیہ انعام سرفراز کرکے کہا تھا۔

دکن کو مراجعت

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے بوقت روانگی دہلی اپنے فرزند نواب ناصر جنگ شہید کو دکن میں اپنا جانشین فرمایا تھا۔ بعض مفسدین نے موصوف کے دل میں خود مختاری کے خیالات پیدا کر دیے۔ مغفرت مآب طاب ثراہ کو جب اس انحراف کی متواتر خبریں پہنچیں آپ ۲۰ جمادی الاول ۱۱۵۴ھ کو حضور محمد شاہ سے مرخص ہوئے اور بمعیت خان دوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں دکن کو مراجعت فرمائی۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید حضرت مغفرت مآب سے برسر پیکار ہوئے شکست پائی اور صحیح و سلامت حضرت مغفرت مآب کی خدمت میں حاضر کیے گئے۔

غرض خان دوراں نواب ذوالقدر دکن پہنچکر حضرت آصفجاہ[۱] طاب ثراہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) "روئے ہند را سیاہ کن بیا کہ با ایرانت بریم"

مگر ایک غزل جس کا مطلع تھا

من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی — سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی

سنا کر بحیلۂ بیماری نجات حاصل کی تھی۔ مرآۃ آفتاب نما۔ قلمی ص ۷۶۹

[۱] اسم سامی نواب میر قمر الدین خاں ۱۰۸۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ عہد عالمگیر میں منصب پنجہزاری اور خطاب چین قلیچ خاں و صوبہ داری بیجاپور سے سرفراز ہوئے۔ شاہ عالم بہادر شاہ نے خطاب خان دوراں و صوبہ داری اودھ سے سرفراز کیا اول سال جلوس فرخ سیر خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ و منصب ہفت ہزاری و نظامت صوبجات دکن سے مفتخر ہوئے۔ عہد رفیع الدرجات میں صوبہ داری مالوہ عطا ہوئی۔ پھر بعزم تسخیر دکن روانہ ہوئے ۱۱۳۲ھ میں قلعہ آسیر طالب خاں سے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

حین حیات عنایات شاہانہ و مراحم خسروانہ سے سرفراز و شادکام رہے۔[۱]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹)

اور برہان پور محمد انور خاں سے صلحاً تسخیر کیا۔ انقراض تسلط سادات بارہ کی مہم بھی در اصل آپ ہی نے سر کی۔ ۱۱۳۲ھ میں بارگاہ محمد شاہ میں حاضر ہو کر خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے۔ چند در چند وجوہات کی بناء پر دار السلطنت (دہلی) سے تشریف فرمائے دکن ہوئے۔ مبارز خاں (ناظم دکن) سے شدید معرکے کے بعد ۲۳ محرم ۱۱۳۷ ہجری کو فتح یاب ہو کر جملہ صوبجات دکن پر بلا شرکت غیرے فرمانفرما رہے۔ ۱۱۵۰ھ میں محمد شاہ نے خطاب آصف جاہ سے اور صوبۂ اکبر آباد و مالوہ کو ضمیمۂ دکن بنا کر سرفراز اور مرہٹوں کا فتنہ فرو کرنے کے لیے دہلی طلب کیا (یہی وہ سفر ہے کہ خاں دوراں نواب ذو القدر بھی ہمراہ رکاب تھے) آپ دہلی پہنچے ان ہی دنوں میں نادری طوفان اٹھا۔ اس ہنگامہ کے فرو ہونے کے بعد ۱۱۵۵ھ میں دکن کو مراجعت فرمائی۔ بعد مرحلہ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید ۱۱۵۶ھ میں ترچناپلی قلعہ بالکنڈہ وغیرہ تسخیر کیا۔ ۴ رجمادی الثانی ۱۱۶۱ھ نواح برہان پور میں انتقال فرمایا۔ نعش اورنگ آباد منتقل ہوئی اور خلد آباد میں پائین مزار شاہ برہان الدین دفن کیے گئے بعد رحلت مغفرت مآب سے ملقب ہوئے۔ خلد منزلت متوجہ بہشت رحلت کی تاریخیں ہیں۔ اس بیت سے بھی سنہ رحلت برآمد ہوتا ہے۔

رنگ طرب از رخ جہاں رفت   صد حیف کہ آصف زماں رفت

حضرت مغفرت مآب کو شعر و شاعری سے بھی خاص ذوق تھا۔ چنانچہ باوجود کثرت کار و انہماک نظم و نسق مملکت دو دیوان طبع موزوں کی یادگار ہیں۔ موصوف نے اولاً شاکر بعدہٗ آصف تخلص فرمایا۔ نمونہ کلام بلاغت نظام ہدیۂ ناظرین ہے۔ غزل بہ تخلص شاکر۔

عیش است دراں خانہ کہ بستر نتواں یافت   اسباب تردد ہمہ یکسر نتواں یافت

(باقی بر صفحہ آئندہ)

عہدِ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید

بعد رحلت مغفرت مآب ۱۱۶۱ھ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید جلوہ فرمائے تخت حکومت ہوئے۔ ادھر دہلی میں محمد شاہ نے بھی ۱۱۶۱ھ میں انتقال کیا اور احمد شاہ سریر آرائے حکومت ہوئے۔ نواب ناصر جنگ شہید کے نام فرمان صوبہ داری دکن مع لوازمات صادر ہوا۔ نواب صاحب موصوف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹)

این طائر فرصت کہ چوں برق است پر افشاں — درد امِ عمل گیر کہ دیگر نتواں یافت
از شرمِ رسا جلوۂ آں حُسن دل آزار — در خانۂ آئینہ مکرر نتواں یافت
بوئے اگر از درد کشم روزِ قیامت — برباد رود محشر و فتر نتواں یافت
شاکر ز حدیثِ نبوی می کشم ایں جام — جز مہر علی آبِ ز کوثر نتواں یافت

ولہ بہ تخلص آصف

بوسہ گاہے لبِ افلاک بود جائے علیؑ — اوج امید گرفتہ است چوں من پائے علیؑ
اُلفت اوست چہ ارکان مسلمانی من — شدہ ام شیفتۂ دو آلہ و شیدائے علیؑ
می سزد قیمتش افزوں ز دو عالم آصف — بے بہا ہست ز بس گوہر یکتائے علیؑ

حضرت مغفرت مآب کے چھ فرزند (۱) میر محمد پناہ مخاطب بہ غازی الدینخاں فیروز جنگ (۲) میر احمد خاں مخاطب بہ نظام الدولہ ناصر جنگ شہید (۳) میر محمد خاں مخاطب بہ امیر الامراء صلابت جنگ (۴) میر نظام علیخاں مخاطب بہ آصفجاہ ثانی (۵) میر محمد شریف خاں مخاطب بہ برہان الملک بسالت جنگ (۶) میر مغل علیخاں مخاطب بہ ناصر الملک۔ اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ گلزار آصفیہ ص۵۶ و تزک آصفیہ ق۴۵ مظفر

حسب دستور بغرض استقبال بہایت تزک و احتشام سے فرماں واڑی (محمدی باغ) رونق افروز ہوئے۔ جشن منعقد ہوا اور ہاتھیوں کی بہادری کا تماشا شاہی توپ خانے کے مقابلہ میں ہونے کا حکم ہوا۔ وسیع میدان میں ایک جانب تین سو توپوں کی قطاریں جمائی گئیں۔ دوسری جانب ہاتھیوں کی صفیں کھڑی کی گئیں۔ تمام توپیں یکبارگی چھوٹیں توپوں کا سر ہونا تھا کہ بہت سے

انعقاد جشن اور ہاتھیوں کی بہادری کا تماشہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰

لہ گل رعنا قلمی ورق ۲۰۶ و تذکرۂ بینظیر قلمی ورق ۵۰ و خسزانۂ عامرہ۔ منشآت موسوی خاں کے اس رقعہ سے جو حضرت مغفرت مآب کی جانب سے لکھا گیا ہے اس میں خان دوران کو عوالی پناہ کے لقب سے یاد کیا ہے جس سے خان موصوف کی وقعت وعظمت کا اظہار ہو رہا ہے۔ عنایت نامہ خانِ موصوف کے خط کے جواب میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بدرگاہ قلی خاں۔ خط مرسلہ متضمن اظہار نگاہداشت جمعیت سوار و پیادہ و بیدخل شدن معزول و روانہ شدن۔ آنعوالی پناہ بجانب سرا درجوع آوردن وکلائے زمینداران وساعی بودن در تحصیل پیشکشہا وفیصل شدن مقدمہ چندی از زمینداران وتلاشش برآمد عمل معزول رسید وکیفیت مرقومہ مشروحاً بوضوح انجامید موجب استحسان گردید۔ تا حال یقین کہ سبزہ رسیدہ از انتظار مہام و انصرام کارہا فراغ کلی حاصل نمودہ واز وجہ پیشکش مبلغہائے خطیر معرض وصول درآوردہ اند وکارہا بفضلِ الٰہی بر وفق مدعا صدگرفتہ بہرحال ازجملہ از محلات جاگیر سرکار بجلدی تمام زر وافر بلا توقف وتاخیر باید فرستادہ کہ برائے تنخواہ سپاہ واخراجات لابدی ضروراست۔ منشآت موسوی خاں قلمی نسخہ موجودہ کتبخانۂ ذاتی مظفر

ہاتھی روگرداں ہوکر بھاگے۔ مگر بعض ہاتھی مقابلہ پر جمے رہے۔ خصوصاً خانِ دَوراں

خانِ دَوراں کے ہاتھی کی بہادری

نواب ذو القدر کا ہاتھی جو نہایت دلیر و بیباک تھا توپ خانہ پر مستانہ وار حملہ آور ہوتا رہا[1]۔ اس جشن کے بعد نواب ناصر جنگ شہید جلوہ فرمائے بلدہ خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) ہوئے۔

خدمت کوتوالی پر سرفرازی

جلوس کے دوسرے سال ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۱۶۳ھ کو خانِ دَوراں نواب ذو القدر نے بارگاہِ سلطانی سے خدمت کوتوالی[2] بلدہ خجستہ بنیاد

---

[1] از انجملہ یک فیل درگاہ قلی خاں نہایت دلیر و بیباک بود کہ چوں مستاں حملہا بروئے توپ می دوید۔ تاریخ ظفرہ۔ تالیف گردھاری لال۔ (منظفر)

[2] کوتوالی کا قیام حضرت عمرؓ کے اولیات سے ہے جو شرطہ (پولیس) سے موسوم تھا۔ قضاۃ، مفتی، فقہا کی زیرِ صدارت رہتا تھا۔ ان کے احکام کا نفاذ یا ثبوت جرم سے پہلے مجرم کی حراست و تادیب اور مجرم سے اثبات جرم میں مفتی کی امداد اس کا فرضِ منصبی تھا۔ افسر پولیس (کوتوال) مجاز تھا کہ زنا اور مسکرات پر حد شرعی قایم کرے۔ عہد خلفائے عباس، اندلس کے اموی فاتحین۔ مصر کے خلفائے فاطمئین نے جرائم کی سماعت، ان کا فیصلہ، حدود شرعی کا اجراء کوتوال کے فرائض قرار دیکر قضاۃ کے حدود اختیار سے نکال لیا۔ مگر یہ عظیم المنزلت خدمت ذی وجاہت سرداروں اور ذی مرتبت عمائدین کے لیے مخصوص تھی۔ والیانِ اندلس نے اس کی دو قسمیں کیں (۱) شرطہ صغریٰ جو عام رعایا اور معمولی لوگوں کے اعمال کی نگرانی اور اس طبقے کے مجرمین کی تادیب کیا کرتا تھا (۲) شرطہ کبریٰ اس کا مرتبہ وزارت کے بعد سمجھا جاتا تھا۔ سرداران قوم مقربین سلاطین، شاہی خاندان کے افراد، عمائدین عظام اور روسائے شہر کے معاملات اور ان کے اعمال کی نگرانی اس کے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۴۳ سے)
ذمہ ہوتی تھی۔ سلاطین مغلیہ کے عہد میں بھی یہ نہایت اہم بالشان عہدہ سمجھا جاتا تھا۔ خصوصاً ان شہروں کی کوتوالی جہاں شاہی محلات، روسائے عظام کی بود و باش اور مستقل صرافہ ہو یا جو شہر غنیم کی تاخت و تاراج کے جولانگاہ رہتے ہوں خاص رتبہ اور عزت رکھتی تھی۔ اسی لیے خان دوران نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں سالار جنگ کو بلدہ خجستہ بنیاد جیسے معرکۃ الآراء شہر کی کوتوالی سے سرفراز کیا گیا جو سالہائے دراز سے مختلف شاہی خاندانوں کا پایۂ تخت ہوتا چلا آرہا تھا اور جس کی ثروت بھی ہمیشہ ہمسایہ فرمانرواؤں کو کھٹکتی رہی اور جس کی فتحیابی کے لیے برابر حملے ہوتے رہتے تھے۔ اس مقام پر اس عہد کے فرائض کوتوالی کا اظہار خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

آج تک دکن میں قدیم باوضع لوگوں کی زبانوں پر مثل مشہور ہے اول بادشاہ بعد وزیر پھر کوتوال باقی ہیچ حقیقت بھی یہی ہے کہ کوتوال کے اختیارات نہایت وسیع اور اس کے فرائض بھی نہایت دشوار ہوتے تھے۔ تمام شہر اور باشندگان شہر کی جان و مال کی حفاظت اس کا فرض اولیں تھا۔ کوتوال کو حسب ذیل قواعد کی پابندی اوران کا انصرام لازمی ہوتا تھا:- (۱) دورہ کرنیوالے سپاہیوں کی مختلف مقامات پر چوکیاں قایم کرنا (۲) شب میں تمام شہر اور گلی کوچوں کی گشت لگاکر امن و امان برقرار رکھنا (۳) چوروں، اٹھائی گیروں، گرہ کٹ، بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کی شب و روز نگہبانی اور ان کی دست برد سے رعایا کو محفوظ رکھنا (۴) منہیات شرعیہ علی الخصوص مسکرات پر نہایت ہوشیاری سے نگرانی رکھنا (۵) فاحشان بازاری کی نگرانی اور شرفاء کی عورتوں کو اغوا کرکے بھگا لیجانے والوں علی الخصوص کٹنیوں سے محفوظ رکھنا (۶) بدمعاشوں مفسدوں اور لچوں سے غریب شرفاء کی عزت و آبرو کی صیانت (۷) لوہاروں کو بندوق سازی سے منع کرنا اوران پر نگرانی رکھنا (۸) ٹھانہ جات موقع بموقع قایم کرنا جس سے شاہراہوں کی اس طرح حفاظت ہوسکے کہ مسافرین اور راہرو باطمینان آمد و رفت رکھ سکیں (۹) کہیں کسی کے یہاں چوری یا رہزنی نہ ہونے پائے (۱۰) اگر کسی کا مال چوری جائے تو مال برآمد کرکے مالک کو مال

(باقی برصفحہ آئندہ)

سرفراز پائی[لہ]۔ ملاحظہ ہو نقل سند کوتوالی ع۱ و نقل سند پرگنہ دھاویرہ[سہ] ع۲۔

(بقیہ صفحہ ۴۴) لہ اور اس بدمال چور کو سزا دینا (۱۱) مال برآمد نہ ہونے کی صورت یا کسی اور فریضہ کی کوتاہی میں کوتوال جوابدہ سمجھا جاتا تھا۔ مظفر

لہ مخفی نہ رہے کہ اس عہد میں یہ اصطلاح موجودہ پولیس اور آمنا کی تنخواہیں خزانۂ شاہی سے نہیں دی جاتی تھیں۔ بلکہ ایسی خدمت کے ساتھ کوئی جاگیر تفویض ہوتی جس سے اخراجات کی کفالت و سربراہی ہو۔ یہ جاگیر بشرط خدمت ہوتی تھی۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر سے پیشتر ابتدائے عہد حضرت مغفرت مآب میں کوتوالی و فوجداری اطراف بلدہ پر سید نجم الدین خاں مامور تھے۔ ان کو علیحدہ کرتے ہوئے حضرت مغفرت مآب نے میر عبداللہ کا تقرر کیا۔ ان کی علیحدگی کے بعد میر مہدی اس خدمت سے سرفراز ہوئے۔ میر مہدی کی علیحدگی کے بعد حضرت مغفرت مآب نے خانِ دوراں نواب ذوالقدر کا تقرر فرمایا تھا۔ لیکن بعض امور کے عدم تکملہ کی وجہ سے احکام حاصل نہیں ہوئے تھے۔ اس کے بعد ۲۷ ربیع الثانی کو بجائے خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے امان اللہ بیگ المخاطب بہ حفاظت بیگ خاں کو سرفرازی ہوئی۔ اس کے بعد ۱۱ جمادی الاول ۱۱۶۳ھ کو احکام مشروط مع اضافہ سو سوار نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے خانِ دوراں نواب ذوالقدر کو خدمت کوتوالی و فوجداری اطراف بلدہ سے سرفراز کیا۔ اس کی نسبت جو سند دفتر شاہی سے حاصل ہوئی ہے اس کی نقل ع۲ منسلک ہے۔ یہ حکمنامہ شاہنواز خاں مدار المہام وقت کی مہر سے مراتب کارروائی دفتری طے ہونے کے بعد ۲۹ رجب ۱۱۶۳ھ کو حاصل ہوا۔ اس خدمت کے ساتھ کوتوالی کی حفاظت کے لیے جو فوج مقرر تھی مزید ایک سو سوار کے ساتھ مع جاگیر مدد (جس کا محاصل اس وقت سات ہزار دس روپیہ ساڑھے تین آنہ تھا) خان دوران کو عنایت ہوئی (مظفر)

سہ سوانح دکن میں منعم خاں نے اس پرگنہ کے تحت ۴۵ موضع اور اس کی آمدنی پینسٹھ[۶۵] ہزار دو سو تیس روپیہ پانچ آنہ بیان کی ہے۔ حالانکہ سند میں سات ہزار دس روپیہ ساڑھے تین آنے مسطور ہے۔ مظفر۔

عہد نواب امیر الممالک صلابت جنگ

نواب امیر الممالک صلابت جنگ کو بعد شہادت ناصر جنگ

سلہ میر احمد خاں نام نظام الدولہ ناصر جنگ خطاب بعد رحلت حضرت آصف جاہ طاب ثراہ ۲ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ قریب موہن نالہ ساحل تاپتی واقع برہانپور مسند نشین ہوئے۔ بوقت نیابت چونکہ باپ سے راؤ مغلوب ہوگیا تھا لہذا آپ کے حین حیات اس نے سرکشی نہیں کی۔ اسی سال شاہ ابدالی نے دہلی پر چڑھائی کی۔ احمد شاہ بادشاہ کی طرف سے فرمان طلبی پر بغرض امداد آپ روانہ ہوئے۔ ہنوز دریائے نربدا تک پہنچے تھے کہ پھر بادشاہ نے حکم سابق منسوخ فرمایا آپ مراجعت فرمائے دار السلطنت ہوئے آپکے غیاب میں مظفر جنگ نے بامداد ڈوپلے وچند اصاحب علم بغاوت بلند کیا فرانسیسیوں کی مخالفت میں انگریز کمپنی نے اپنے مفاد کی غرض سے نواب ناصر جنگ شہید کی رفاقت پر آمدگی ظاہر کی۔ غرض مقابلہ میں مظفر جنگ کو شکست ہوئی اور قید کیے گئے۔ نواب ناصر جنگ شہید پانڈیچری کی تسخیر کے خیال سے روانہ ہوئے آخر وہاں کے زمانۂ قیام میں فرانسیسیوں کی سازش سے ہمت خاں نمکحرام نے شبخون مار کر بمقام جنجی آپکو شہید کر ڈالا۔ نعش خلد آباد لائی گئی اور روضہ حضرت شاہ برہان الدین میں قریب مرقد حضرت آصفجاہ طاب ثراہ دفن کیے گئے۔ علامہ آزاد بلگرامی نے تاریخ رحلت "آفتاب رفت" فرمائی۔ نواب شہید کو فن موسیقی اور مصوری میں کمال حاصل تھا۔ شاعری سے بھی خاص ذوق تھا۔ علامہ آزاد بلگرامی سے مشورہ سخن فرماتے تھے آپکے دو دیوان طبع ہوگئے ہیں نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

دہانش تنگ شکر آفریدند — دولب قند مکرر آفریدند

ترا خورشید انور آفریدند — مرا از ذرہ کمتر آفریدند

کرم کن یا علی مادر خماریم — ترا ساقی کوثر آفریدند

دل صافی کہ ما داریم ناصر

کہ شبنم پاک گوہر آفریدند

(باقی برصفحہ آئندہ)

وقتل مظفر جنگ[1] نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی اور بعض اعیانِ مملکت نے بہ سبب بزرگی تخت نشین کیا۔ آپ کے جلوس (۱۸ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ) سے گو نزاعات خانگی کا خاتمہ ہوگیا مگر فرانسیسی گروہ کے روز افزوں اقتدار نے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

که هرچند کسے از آشنائی (ولا ایضاً) | که گل گردد بهار بیوفائی
ورق گردانی دارند هوش دار | بوقت کار یاران ریائی
مرا کشتی و قامت راست کردی | چه در روزِ قیامت رونمائی
زخونِ دیدہ میخواہد دلِ من | کفِ پائے ترا سازد حنائی
گدائی گر ہوس باشد کسے را | تواں کرد از در دلہا گدائی

گدائی از در شاہ نجف کن

اگر خواہی تو ناصر بادشاہی

یہ شعر بھی آپ کا نہایت مشہور ہے:

نگاہِ انتخابے ہیکنی برمن سرت گردم | تو اے جاں از کجا آموختی ایں قدردانی را (منظفر)

[1] ہدایت محی الدین خاں نام مظفر جنگ خطاب حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے چہیتے نواسے اور سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہجہاں کے پوتے۔ جب نواب ناصر جنگ شہید حسب الطلب روانہ دہلی ہوئے تو موصوف نے باغوا چندا صاحب بامداد ڈوپلے ارکاٹ میں انور الدین خاں کو شکست دیکر قتل کیا اور خود مدعی سلطنت ہوئے۔ نواب ناصر جنگ شہید نے واپسی کے بعد مظفر جنگ کو شکست دی اور مقید رکھا مگر بعد واقعہ شہادت نواب ناصر جنگ فرانسیسیوں اور چندا صاحب نے مظفر جنگ کو قید سے رہا کر کے تخت نشین کیا ہنوز دو ماہ سے زیادہ حکومت نہ کی تھی کہ نمکحرام ہمت خاں بہادر کے ہاتھ ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو موصوف بھی قتل ہوئے۔ اور ہمت خاں نمکحرام حضرت نواب آصفجاہ ثانی کے دستِ حق پرست سے واصل جہنم ہوا۔ منظفر ۵۲ تاریخ ظفرہ صنہ ۱۲۰ منظفر

انگریزی کمپنی کی رقابت کو اور برافروختہ کر دیا۔ ادھر مرہٹوں نے بھی سر اٹھایا۔ مزید برآں فرماں روا کی غیر مستقل مزاجی نے سلطنت کو نہایت ضعیف بنا دیا۔ غرض خاندوراں نواب ذوالقدر عہدہ کوتوالی پر کار فرما تھے کہ امیر الممالک نواب صلابت جنگ کا دور شروع ہوا

داروغگی فیلخانہ

ابتداً خانِ دوراں نواب ذوالقدر داروغگی فیلخانہ پر سرفراز کیے گئے مگر ۱۱۶۷ھ میں باضافۂ منصب ششش ہزاری و علم و نقارہ مع خطاب مؤتمن الدولہ سے مفتخر ہوئے۔

صوبہ داری اورنگ آباد و اضافہ منصب و عطائے خطاب

کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ صوبہ داری خجستہ بنیاد اورنگ آباد پر سربلند ہوئے۔

رگھناتھ راؤ سے مقابلہ

یہ وہ زمانہ ہے کہ راؤ بالاجی راؤ کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا (مادھو راؤ) پونے میں جانشین ہوا مگر زمام سلطنت درحقیقت رگھناتھ راؤ کے قبضۂ اختیار میں رہی (۱۱۷۵ھ) چنانچہ اس نے تھوڑے عرصہ میں فوجِ کثیر فراہم کرکے دکن کا رخ کیا اور تاخت کرتا ہوا اورنگ آباد پہنچا۔ خاندوراں نواب ذوالقدر سے معرکہ آرا ہوا۔ موصوف نے نہایت پامردی سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ غنیم کو شکستِ فاش نصیب ہوئی۔ اسی سال امیر الممالک نواب صلابت جنگ عزلت نشین کیے گئے۔ اور حضرت نواب نظام علیخاں آصف جاہ ثانی رونق افزائے سریر سلطنت ہوئے۔

---

۱ یادگار لچھمن لال ص۲۲ ۲ خزانۂ عامرہ ص۲۲۳ ۳ آثار دکن ص۲۹ مؤلفہ منا لال۔ مظفر

۴ میر محمد خاں نام امیر الممالک صلابت جنگ آصف الدولہ خطاب حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے فرزند سوم ہیں۔ آپکے عہد میں فرانسیسیوں کا بہت غلبہ رہا۔ مرہٹوں نے شورشیں کیں۔ آپکی تلون مزاجی نے کاروبار سلطنت میں بہت ضعف پیدا کر دیا۔ آپ ہی کے عہد میں دار السلطنت حیدرآباد قرار پایا اور حسب ذیل وزراء کا یکے بعد دیگرے عزل و نصب ہو۔ رگھناتھ داس۔ رکن الملک۔ صمصام الدولہ۔ بسالت جنگ نواب نظام علی خاں آصفجاہ ثانی آخر کار جب سلطنت کی حالت روز بروز ابتر ہونے لگی تب نواب نظام علیخاں آصف جاہ ثانی نے ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۴ھ میں موصوف الصدر کو قلعہ بیدر میں عزلت نشین کرکے زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ نواب امیر الممالک نے گیارہ سال سلطنت اور ایکسال تین ماہ چھ یوم عزلت میں رہکر ۳۰ و بقولے ۸ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ کو انتقال فرمایا۔ میر امتیاز خاں ذکا نے مصرع ہذا سے تاریخ رحلت نکالی "امیر الممالک بجنت شدہ"۔ رشید الدین خانی ص۲۵۵۔ گلزار آصفیہ ص۸۔ تاریخ ظفرہ ص۱۳۰۔ تزک آصفیہ ص۵۹ (مظفر)

عہدِ حضرت غفرانمآب نواب نظام علیخاں آصفجاہ ثانی

غفرانمآب حضرت نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی ۱۱۷۵ھ میں بمقام بیدر مسند نشین ہوئے۔ آپ کی شخصیت اس وقت دکن میں بلحاظ قابلیت و تدبر و بہادری حضرت آصف جاہ اول طاب ثراہ کا حقیقی معنوں میں نقشِ ثانی سمجھی جاتی تھی اور واقعہ بھی یہی ہے۔

چنانچہ جس وقت سے زمامِ سلطنت مستقلاً حضرت غفرانمآب طاب ثراہ کے ہاتھوں میں آئی۔ باوجود اس کے کہ اُس وقت دکن کے اندرونی و بیرونی حالات و واقعات نہایت ناگفتہ بہ ہو رہے تھے[1]۔ خود ہندوستان کی سیاسی فضا نہایت مکدر تھی۔ انگریز کمپنی کا اثر و اقتدار روز افزوں بڑھ رہا تھا۔ جا بجا بغاوتوں کا طوفان شورش پسندوں کی سرکشی رو بہ ترقی تھی۔ قلمروِ آصفی کے اصلی رقبہ کا بھی بہت کچھ حصہ نکل چکا تھا۔ محاصل کی کمی فوجی ضرورت اور اس کی کثرت سے خزانہ بھی

[1] چنانچہ صاحب تزکِ آصفیہ رقمطراز ہے۔ "بسبب شہادت ناصر جنگ و تصرف کلاہ پوشان فرانسیسی فرنگ و سستی عمل صلابت جنگ نوعے رو بہ ابتری آوردہ بود کہ ہر گردن کش از گوشۂ کمین بر سرِ فساد بر آوردہ بہ بازوے تمردی انا ولا غیری میزد و ہر شورہ پشت بہ نمکحرامی میخواست کہ فتنۂ تازہ برپا کردہ علم بغاوت افرازد۔ صہ ۳۴ منظفر

زیر بار ہوگیا تھا۔ ادھر مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی قوت اور ان کی سلطنت آصفیہ سے قلبی عداوت، میسور کی خود سری، فرانسیسیوں کی اہلِ دربار سے خفیہ سازشیں یہ تمام وہ اسباب تھے کہ جس سے سلطنت گویا قالب بے جان ہو رہی تھی۔ ایسے نازک وقت میں پائے ثبات کو جنبش نہ ہونا اور زمام استقلال کا ہاتھ سے نہ چھوڑنا ہر کس و ناکس کے حدود اختیار سے باہر تھا۔ یہی نہیں بلکہ مرہٹوں سے بر سر مقابلہ ہونا، فرانسیسیوں کے سازشی جال توڑنا انگریزی کمپنی کی مدد کرنا، ٹیپو سلطان کو خود سری کی سزا دینا اور باوجود ان تمام الجھنوں اور قوی دشمنوں کی فریب سازیوں سے بچکر اپنی مستقل سلطنت کو قائم رکھنا صرف حضرت غفرانمآب ہی کے مخصوصات سے تھا۔ جیسا کہ آپ کے عہد کے تاریخی واقعات سے منکشف ہے۔

خطاب اعلیٰ اور منصب جلیل پر سرفرازی

عہد ماسبق سے زیادہ خان دوراں نواب ذوالقدر کی ترقی کا آخری عہد حضرت غفرانمآب طاب ثراہ کا عہد مبارک تھا۔ چنانچہ جب ۱۴؍ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو زمام سلطنت حضرت غفرانمآب طاب ثراہ[1] نے

---

[1] نواب میر نظام علی خاں نام۔ اسد جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ ثانی خطاب۔ حضرت آصف جاہ مغفرت مآب کے فرزند چہارم۔ روز عید فطر ۱۱۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مغفرت مآب نے چودہویں سال خطاب اسد جنگ سے سرفراز فرما کر نجیب الدولہ کی اتالیقی میں مرہٹوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ معرکۂ مظفر جنگ میں نواب ناصر جنگ اور مظفر جنگ کے قاتل ہمت بہادر نمکحرام کو قتل کیا۔ عہد امیر الممالک نواب صلابت جنگ میں صوبہ داری برار اور مرتبۂ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ فرانسیسیوں کے سازشی جال توڑے۔ حیدر جنگ کا خاتمہ کیا۔ مرہٹوں سے

(باقی صفحہ آئندہ)

اپنے ہاتھ میں لی تو اسی مہینہ میں خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کو منصب ہفت ہزاری' ماہی مراتب' خطاب موتمن الدولہ وسواری عماری ہاتھی دو جھالردار کی اجازت سے سربلند اور صوبہ داری خجستہ بنیاد سے مفتخر کیا۔

اورنگ آباد میں سواری جلوس | بعد حصول فرمان صوبہ داری خجستہ بنیاد خان دَوراں بسواری جلوس (کہ ہر چہار جانب تماشائیوں کا ہجوم پس و پیش سپاہ اور الغوزہ نوازوں[۲] کی جماعت الغوزہ نوازی کرتی ہوئی نہایت تزک و احتشام سے) تشریف فرمائے

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ)
مقابلے رہے۔ خود تخت نشین ہونے کے بعد فرانسیسی اثرات کو زائل کیا۔ انگریزی کمپنی نے اپنے مفاد کی غرض سے آپ سے اتحاد قائم کیا اور میسور پر آپ ہی کی مدد سے فتح پائی جس کی وجہ سے ہندوستان میں استقلال قائم ہوا۔ مرہٹوں سے مقابلہ کے وقت انگریز کمپنی نے عین وقت پر بدعہدی کی آپ کی مدد سے انکار کردیا جس کی وجہ سے سلطنت آصفی کو بہت نقصان پہنچا۔ ۱۲۰۸ھ میں قحطِ عظیم ہوا۔ غرض آپ کا عہد مختلف نوعیتوں سے مجموعۂ آلام ومصائب بنا رہا۔ مگر آپ ہی کی شخصیت' استقلال اور تدبر تھا کہ دیگر تمام زبردست اور سرکش ریاستیں فنا ہوگئیں اور سلطنت علیہ آصفیہ آج تک تمام ہندوستان کے لیے مایۂ ناز وصد افتخار بنی ہوئی ہے۔ آخر بعارضۂ لقوہ اور فالج ۱۲۱۸ھ، ۱۱ ربیع الآخر بعمر ۷۵ سال ۴۳ سال حکمرانی فرماکر سرائے فانی سے عالمِ جاوِدانی کی طرف کوچ کیا۔ مکہ مسجد میں دفن ہوئے۔ بعد رحلت غفرانمآب لقب پایا۔ مزار کی جالی پر حسب ذیل سنہ رحلت کندہ ہے۔

بروح پاک میر نظام علی مدام ۱۲۱۸ھ
خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ
زیں مصرعہ عجیب دو تاریخ رانخواں ۱۸ ۱۲ھ
ستوجب بہشت بہ اخلاص فاتحہ

۱؎ خزانہ عامرہ۔ ۲؎ الغوزہ نوازی ایک قسم کا خاص ترکی باجہ تھا جو آپ ہی کے خاندان کے لیے مخصوص اور بوقت سواری جلوس میں رہا کرتا تھا۔ مظفر

خجستہ بنیاد اورنگ آباد ہوئے اس موقع پر غلام علی آرشد نے قطعہ ہذا لکھکر پیش کیا جس کے آخری مصرع سے سنہ تقرر ظاہر ہوتا ہے۔

قطعہ

ناظمِ عصر چو آمد بخجستہ بنیاد — شکر درگاہِ الٰہی زحد افزوں باشد
دوحۂ گلشن دولت کہ بظل کرمش — خلق از آفتِ دوراں ہمہ ماموں باشد
شاد در بزم نفائس دل احباب مدام — دشمنِ او بمصیبت کدہ محزوں باشد
باد در حصنِ نگہبانی ایزد محفوظ — مثل آں نقطہ کہ در دائرہ نوں باشد
خواست آرشد زخرد سال قدومش فرمود — قدم مؤتمن الدولہ ہمایوں باشد

حسنِ انتظام | خانِ دوراں نواب ذوالقدر رعایا پروری وعدل گستری اور حُسنِ انتظام کے باعث جب تک اس خدمتِ جلیلہ پر سرفراز رہے نہایت ہر دلعزیز اور صفاتِ مذکورہ میں شہرۂ آفاق رہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ نگزرا تھا کہ حسنِ خدمات کے صلہ میں خطاب خانِ دوراں سے بھی مفتخر کیے گئے۔

لہ علامہ آزاد بلگرامی نے بھی خزانۂ عامرہ میں خانِ دوراں نواب ذوالقدر کی رعایا پروری اور حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے کہ "بالفعل بہ صوبہ داری مذکور بحال و برقرار است و رعایا و برایا بسلوک پسندیدہ او راضی"۔ نیز عبدالوہاب دولت آبادی اپنے تذکرہ میں موصوف کی عدل گستری کے اس طرح مداح ہیں "دریں ایام بصوبہ داری خجستہ بنیاد مامور است ایں صوبہ بمیامن ایالت وعدالت او معمور" مظفر

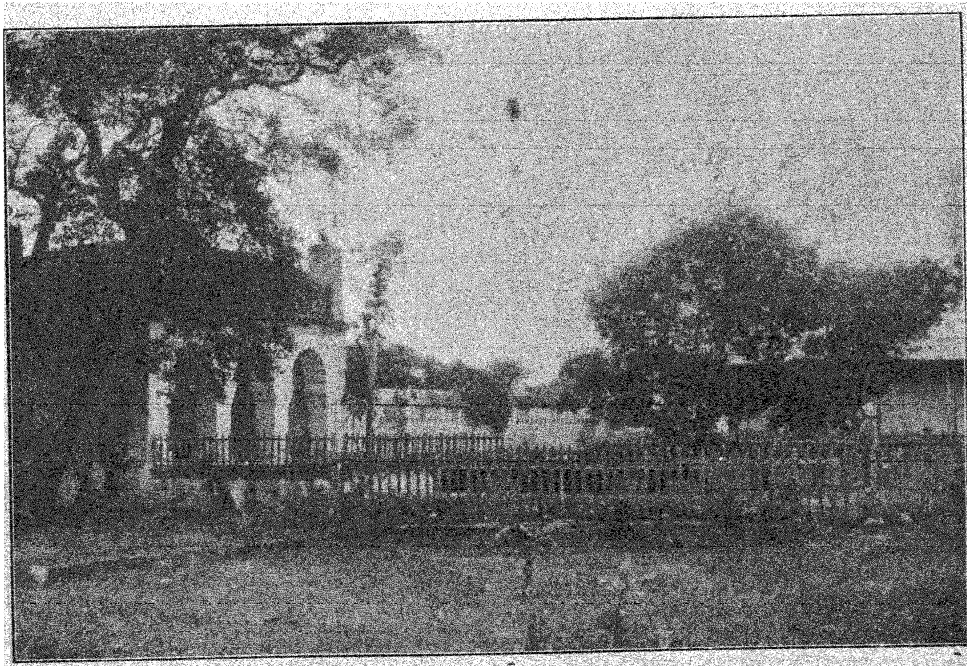

منظر مقبرہ سالار جنگ واقع اورنگ آباد

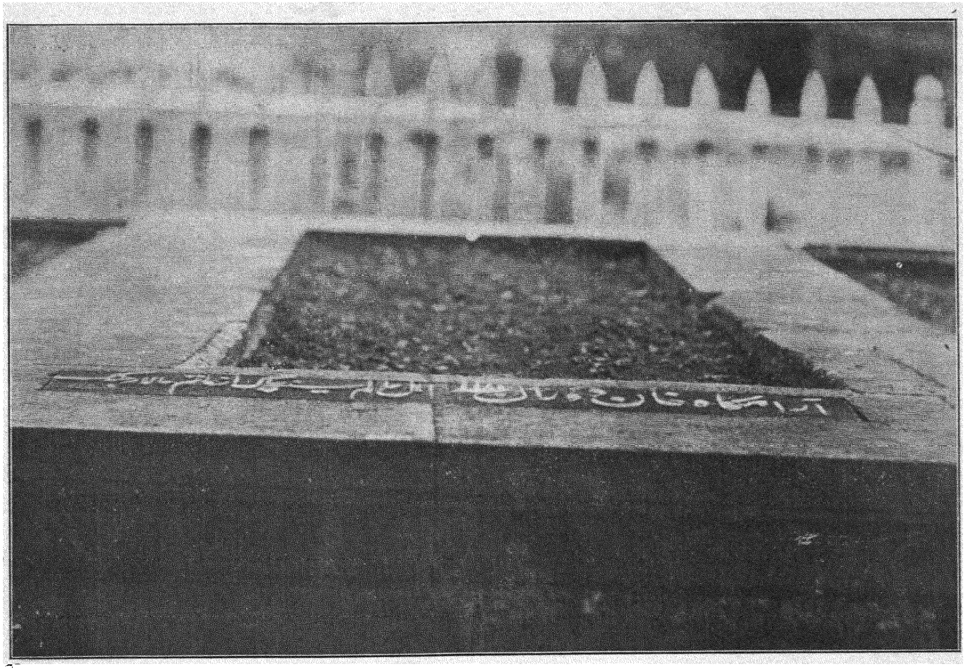

مزار خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلی خان سالار جنگ بہادر

غزل

ہر روز اختیار جہاں پیش دیگر است
دولت مگر گداست کہ ہر روز بر در سیت

خانِ دوراں نواب ذوالقدر غرۂ رجب سنہ ۱۱۷۹ھ کو پانچ سال سات ماہ کارفرما رہنے کے بعد اس خدمت سے سبکدوش کیے گئے۔ ۵ ذیحجہ سنہ ۱۱۷۹ھ کو اپنی جاگیر نظام آباد میں رونق افروز ہوئے۔ اس عرصہ میں اس خدمت پر پھر فائز ہونے کے اسباب مہیا ہو رہے تھے کہ آپ علیل ہوئے اور کچھ دن نہ گزرے تھے کہ

وفات

۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۱۸۰ھ کو بمرض سرسام اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو انتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

ایں عمر کہ بیتاب بہ بینی آنرا　　نقشے است کہ بر آب ببینی آنرا
دُنیا خوابست کہ زندگانی دروے　　خوابے است کہ درخواب ببینی آنرا

نعش اورنگ آباد لائی گئی اور مقبرہ سالارجنگی میں دفن کیے گئے۔ (ملاحظہ ہو عکس مقبرۂ سالارجنگی و عکس مرقد خاص نواب موصوف)۔ اہل اورنگ آباد کے لیے یہ دن روز قیامت سے کم نہ تھا۔ تمام شہر گویا ماتم کدہ بنا ہوا تھا ہر صغیر و کبیر رعایا و برایا خاک بسر نوحہ کناں جنازہ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے فریاد و فغاں کی صدائیں فلکِ نہم تک پہنچ رہی تھیں[1]۔ غلام علی آرشد آجینی نے

[1] اس کیفیت کا شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا میں تذکرہ کیا ہے وہ لکھتا ہے "روز دفن او شور قیامت برپا بود و رعایا و برایائے شہر خاک بسر نوحہ کناں در جلو تابوت میرفتند و فریاد و فغاں بر آسمان نہم میرسانیدند۔ منظفر

اس مصرع سے سنہ رحلت نکالا ہے۔ اہلِ عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ
ایک اور صوری و معنوی تاریخ رحلت مصرعہ ہذا سے نکالی گئی ہے۔

یک ہزار و یکصد و ہشتاد سال

سنگِ مزار پر تاریخ غلام علیؒ ارشد اور آرامگاہِ خانِ دوراں کندہ ہے۔

لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی

متانت و سنجیدگی کے ساتھ خاندوراںؒ نواب ذوالقدر کی طبیعت لطائف و ظرائف سے بھی چاشنی گیر تھی۔ شیریں بیانی و لطیفہ گوئی کی وجہ سے جس بزم میں موصوف شریک ہوتے وہاں بے تکلف احباب خانِ موصوف ہی کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مولوی شاہ علیؒ صاحب اورنگ آبادی کے

لہ میر غلام علی نام آرشد تخلص سادات رضویہ سے تھے۔ بمقام اجین صوبۂ مالوہ میں پیدا ہوئے۔ نیک بخت ازلی تاریخ تولد ہے۔ میر محمد سعید والد ماجد اور میر محمد شاکر جد امجد منصبداران عالمگیر اور خدمات عالیہ مثل فوجداری ہائے پرگنہ اجین پر سرفراز تھے۔ آرشد نے اپنا سجع مع نام اپنے والد و جد خوب موزوں کیا ہے "شاکر بخت سعیدم کہ غلام علی امم" میر محمد جعفر ارشد موصوف کے نانا عہد عالمگیری میں اولاً برار میں خدمت صدارت پر فائز ہوئے پھر مالوہ کی صدارت پر ممتاز ہوئے۔ آخر میں اجین کی صدارت سے سرفراز کیے گئے۔ میر ارشد بھی عرصہ تک بادشاہ کی جانب سے اجین میں عہدہ قضاۃ پر مامور رہے۔ سنہ ۱۱۴۰ھ میں وارد اورنگ آباد ہوئے اولاً نواب ذوالقدر کی رفاقت اختیار کی بعد انتقال نواب موصوف نواب اشجع الدولہ بہادر غیور جنگ نے اپنی رفاقت کی عزت بخشی تاریخ گوئی میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ قصائد مدحیہ آئمہ اکثر فارسی و اُردو دونوں زبانوں میں نظم فرمائے ہیں تنبیہ السالکین فی دلائل محی الدین۔ رسالہ آپ کی تصنیف ہے۔ گلِ رعنا قلمی ورق ۱۰۱ منظفر

لہ اورنگ آباد کے عمدہ مشائخین سے تھے۔ اولاً کچھ عرصہ سلسلہ ملازمت میں رہے پھر ترک ملازمت کے بعد زیارت حرمین شریفین سے

(باقی برصفحہ آئندہ)

صاحبزادے کی محفل عقد نکاح منعقد تھی۔ معززین، امرا، و مشائخین وغیرہ کا مجمع تھا۔ علامہ آزاد بلگرامی جناب شاہ محمودؒ، سید غلام حسن، نواب اشجع الدولہ اور خاندوراں نواب ذوالقدر ہم بزم تھے۔ قاضی صاحب وکیل عروس کے منتظر کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مشرف ہوکر سجادہ شیخیت پر رونق افروز ہوئے اور ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ مسجد و تکیہ و نہر تعمیر کرائی۔ ۱۰ رمضان شب یکشنبہ ۱۱۶۰ھ میں انتقال کیا۔ حسب تجویز خاندوراں روبرو مسجد تکیہ میں جانب شرق دفن ہوئے۔ لچھمی نارائن شفیق نے حسب ذیل تاریخ رحلت لکھی۔ ؎

سید اہل کشف شاہ علی گشت رونق فزائے بزم بہشت
سال فوتش شفیق کرد رقم قطب عالم نمود عزم بہشت
(گل رعنا صفحہ ۶)

لہ شاہ بابا مسافر کے مرید خاص اور اورنگ آباد کے مشائخین کبار سے تھے۔ شاہ بابا مسافر کی رحلت کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے اکثر عالیشان عمارتیں مثل نہر، حوض، پل، تکیہ اورنگ آباد میں تعمیر کرائیں ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۷۰ھ روز چہارشنبہ بوقت اشراق انتقال کیا۔ حسب وصیت گنبد شاہ بابا مسافر میں دفن ہوئے۔ علامہ آزاد بلگرامی نے تاریخ فرمائی "مسافر شد یگانہ شاہ محمود" حاکم بیگ خاں حاکم نے "خدایا بیامرز محمود را" سے تاریخ رحلت نکالی۔ گل رعنا صفحہ ۶ مظفر

لہ اورنگ آباد کے مشائخین عظام سے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ موصوف کے جد بزرگوار سید محمود اسحاق بغداد سے وارد ہند ہوئے اور ہند سے دمشق آئے۔ خیبر میں مقیم ہوئے شاہ صاحب موصوف کی بمقام خیبر ۱۰۱۱ھ میں ولادت ہوئی اور یہیں نشو و نما پاکر سن رشد کو پہنچے۔ بعد انتقال اپنے والد (سید شہاب الدین) بغرض سیاحت نکلے احمد آباد گجرات پہنچے۔ شاہ علی رضا بن خواجہ فرخ شاہ سے فیوضات حاصل کیں۔ وہاں سے وارد اورنگ آباد ہوئے اور یہیں قیام اختیار کیا۔ مسجد و خانقاہ تعمیر کرائی۔ لچھمی نارائن شفیق سے

(باقی برصفحہ آئندہ)

خواجہ دکھو بنات فروش وکیل عروس ہوکر مع گواہ محفل میں رونق افروز ہوئے۔

خانِ دَوراں نواب ذوالقدر نے خواجہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

”ہمیں آج معلوم ہوا کہ آپ بنات فروش ہیں“

اہل بزم اس لطیفہ سے نہایت محظوظ ہوئے چونکہ بنات بمعنی پارچہ ریشم اور ”بنت“ کی جمع بھی ہے۔

لطیفہ دیگر ۔ مولوی شاہ علی صاحب خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کی خدمت میں حاضر ہیں مخصوص احباب کا مجمع ہے۔ شاہ علی صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ ہم غیروں کے لیے صرف ”دنیا“ کی دعا کرتے ہیں اور آپ کے لیے ”دین و دُنیا“ دونوں کی دینی دعا کا محل مسجد ہے اور دنیوی دعا کا مقام بیت الخلا کہ مقام قضائے حاجت ہے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ مسجد میں کتنی مرتبہ تشریف لے جاتے ہیں؟

شاہ صاحب نے کہا' پانچ وقت!

نوابصاحب۔ اور بیت الخلا میں کتنی مرتبہ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

خاص ربط وضبط تھا چنانچہ موصوف نے لکھا ہے شاہ صاحب کی سی شان جبروتی وجاہت ظاہری اور اقبال کسی اور میں اس مرتبہ کا نہیں دیکھا گیا جس مجلس میں خواہ امیر ہو یا غریب شاہ صاحب موصوف جاتے میر مجلس ہوتے تھے۔ شاہ صاحب کو ذوق شاعری بھی تھا۔ سالک تخلص کرتے تھے۔ یہ دو شعر آپ ہی کے طبعزاد ہیں ؎ نشاء پرواز دماغم شب کہ سیراب بود؛ بادبان کشتی ما چادر مہتاب بود
دلہ
صرف راہ دو ستیہا شد دل پر درد ما؛ میچکد خون محبت گرفتاری گرد ما۔ ۲ جمادی الاول ۱۱۷۶ھ روز جمعہ قبل مغرب کو انتقال کیا۔ گل رعنا منظفر

شاہ صاحب ۔ ایک یا دو مرتبہ !

نواب صاحب نے فرمایا کہ

میں جناب الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ حضرت کو اسہال ہوں کہ بار بار بیت الخلاء جائیں اور دنیا کی دعا بھی بہت کریں ۔ شاہ صاحب پر قہقہہ پڑا اور حاضرین خوشوقت ہوئے ۔

تاریخ گوئی | خانِ دَوراں نواب ذو القدر کو تاریخ گوئی میں بھی کمال حاصل تھا عبد الوہاب دولت آبادی نے بزبانی علامہ آزاد بلگرامی ایک واقعہ اپنے تذکرۂ بینظیر میں نقل کیا ہے ۔ جس سے تاریخ گوئی کے علاوہ خانِ دُوراں نواب ذوالقدر کے صفائے ذہن اور ذکاوت طبع پر بھی خاص روشنی پڑتی ہے ۔ اقتباسی ترجمہ ملاحظہ ہو ۔

آزاد بلگرامی کا بیان ہے کہ ان کے زمانۂ قیام سندھ میں ایک شخص نے ایک شادی کی تاریخ "مبارک باشد و باشد مبارک" کہی موصوف جب سندھ سے ہندوستان آئے اور ۱۱۵۰ھ میں بغرض حج سورت پہنچے ۔ محمد حسین بیخود سے ملاقات ہوئی برسبیل تذکرہ معلوم ہوا کہ بیخود نے بھی ایک شادی کی ۔ تقریب میں یہی مصرع مادہ تاریخ میں کہا تھا ۔ حج سے واپس ہونے کے بعد جب وارد دکن ہوئے اور اورنگ آباد پہنچے ۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے یہاں ایک شب محفل مشاعرہ تھی ۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر نے ایک تولد کی تاریخ سنائی کہ اس کا مصرعہ تاریخی

بھی "مبارک باشد و باشد مبارک" تھا۔ فرمایا۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ایک ہی مصرع کا تین شاعروں میں توارد ہوگیا۔ باوجودیکہ ایک دوسرے سے نہایت دور دست (یعنی ایک سندھ میں دوسرا گجرات میں، تیسرا دکن میں ہے) مگر مولود کا نام مبارک علی ہونے کی وجہ خانِ دوراں نواب ذوالقدر کی تاریخ میں زیادہ لطف پیدا ہوگیا ہے۔ ۱۱۴۶ھ میں وزارت خاں اورنگ آبادی دوبارہ خدمت دیوانی سے سرفراز ہوئے تو بعض احباب کی فرمائش پر حسبِ ذیل چاروں مصرع خانِ دوراں نواب ذوالقدر نے تاریخی فرمائے۔

شد بحکمِ تو بزم نورانی　　　با مصابیح فضل یزدانی
۱۱۴۶　　۱۱۴۶

از برائے صلاح خلق اللہ　　　باز رونق گرفت دیوانی
۱۱۴۶　　۱۱۴۷[1]

شاعری و بزم افروزی | خانِ دوراں نواب ذوالقدر دہلی کی بزم آرائیوں، شعراء کی محفلوں کا لطف اٹھائے ہوئے تھے۔ خود کو بھی شاعری سے خاص ذوق تھا اردو و فارسی زبان میں نہایت خوب شعر فرماتے۔ بنا بریں مہینہ میں دو یا تین مرتبہ باغِ دلکشا میں مجلس منعقد ہوتی۔ شعراء علماء اور خاص احباب مدعو ہوا کرتے علمی مذاکرہ اور شعر و سخن کا چرچا رہا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ خاص احباب کی مجلس منعقد تھی۔ علامہ آزاد بلگرامی نے خواجہ حافظ شیرازی کی مشہور غزل

---

[1] مصرع آخر میں ایک عدد زیادہ ہے۔ مظفر

کا مطلع

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادہٗ ما را

طرح کیا اور خود فرمایا

صبا پیام رساں آں بہار رعنا را
کہ داد بوئے تو سرمایۂ جنوں مارا

لچھمی نارائن شفیق نے بھی خانِ دَوراں کی خواہش سے مطلع کہا۔

فزود جلوہ او سیل گریۂ ما را
طلوع ماہ کند بیش آب دریا را

زاں بعد خان دَوراں نواب ذوالقدر نے بھی فی البدیہہ مطلع فرمایا۔

صبا پیام رساں آں جنوں تمنا را
بہار آمد و سرسبز کرد صحرا را

اب ہم مختلف تذکرہ نویسوں نے جو اشعار خان دَوراں نواب ذوالقدر کے انتخاب فرمائے ہیں وہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں[1]۔

---

[1] چونکہ خان دَوراں نواب ذوالقدر کا کوئی مستقل دیوان حقیر کی نظر سے نہیں گذرا ۔ مظفر

نمونہ کلام فارسی

کسیکہ درصدد وصف آں دہن باشد
چوں شخص ہیچمداں درپے سخن باشد

شرک محض است گمان من و تو
من و تو نیست میانِ من تو

معاشرانہ سوالے بدوستاں داریم
برائے ما وشما ایں ہوا چہ میخواہد

نگاہش دیدہ صہبا آفریدند
قدش دیدند طوبے آفریدند

بعالم ریخت اشکم رنگ طوفاں
زجیب قطرہ دریا آفریدند

میچکد رنگ بہار ازخامہ ام
وصف رخسار کہ انشامی کند

حکم آصف ایں غزل را تازہ کرد
کارہا را کار فرمامی کند

بآغوش آید آں دلدار افواہے چنیں باشد
خدا گر راست آرد دولت جاہے چنیں باشد

چہ منتہاست بردل از صبا گرنکہت زلفش
حیاتِ تازہ می بخشد ہواہائے چنیں باشد

مصفا ساختم بہر قدومش حضرتِ دل را
براہ شاہِ والاجاہ درگاہے چنیں باشد

سوائے حیدر کرار شاہِ مرداں کیست
کہ ذوالفقار باو داد حق نبی دختر

دلم را فرقت آں نامسلماں ساخت سیپارہ
نمود از ہم جدا اجزائے قرآنے کہ من دارم

رباعی

کردیم نثارِ ہجر طاقت — اے صبر بما چہ کار کردی

باکے نبود ز تیغ اعدا — گر صاحبِ ذوالفقار کردی

رباعی

نوروز کہ روزِ سعد عشرت افزاست — مولائے جہاں تخت خلافت آراست

از مقدمِ گل نماند آثارِ خزاں — سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

ے

کونین شد ایجاد برائے ایشاں — حاشا کہ کسے رسد بجائے ایشاں

اسرارِ نبوت اند اولادِ علی — درگاہ قلی است خاکپائے ایشاں

نمونہ کلام اُردو

قصیدہ

پڑی ہے آکے گلے ناگہاں بلائے سفر — سفر نہیں ہے سفر بل سقر سے ہے بدتر

زبان خامہ ہے اس کے بیان میں عاجز — ہے جس کا شمۂ کلفت حساب صد دفتر

اسیر پنجۂ تعذیب صامت و ناطق — غریق لجۂ تخریب ہیدگا سب لشکر

نہیں ہے تختۂ بازار پر اناج کی جنس — نہ غلہ بلکہ سبھی نقد و جنس ہے کمتر

گیہوں کی جنس ہے نایاب مثلِ آدم خوب — مثال ہُن نظر آتی نہیں ہے اب تور

مگر ذخیرہ کیا ہوئے ماش خوروں نے — ہے دال ان کی رکاکت پہ باکمال ہنر

ہوا ہے قحط سے دیکھو دو باجرا عالم — نہیں ہے ہمتِ اک جو کسی میں بل کمتر

نظر بچا کے نکلتے نہ ہوویں قرب و جوار — فقیر و سائل و محتاج نوکر و چاکر
جوار رحمت حق میں ہوئے ہیں سب غربا — کہیں جوار جوار از رجوع جوع بقر
غنی فقیر سبھی مبتلا برنج برنج — دھیان ہوش نہیں ہے کسی میں سب مضطر
نکل گیا ہے رئیسوں کا بھی ملیتھن اب — تلاش دال اڑاتے ہیں دوڑتے گھر گھر
خراب حال ہوا ہے دواب بیجا سب — زبون خستہ و مجروح لنگ اور لاغر
ہوا ہے تلی و السی کا تیل گھی کے عوض — بجائے روغن بادام ہیگا تیل کرر
نہ دیکھی خواب میں ہرگز کسی نے ترکاری — چنے کا ساگ کبھو اور کرر کبھو گاجر
ہوا ہے قحط سے سب ذیحیات کو ہوکا — بشر کو جوع بقر اور بقر کو جوع شتر[۱]
غرض کہ سخت مصیبت میں ہیں وضیع و شریف — غنی فقیر سبھی احتیاج سیں مضطر
تمام روز کمر بستہ سب غنی و دنی — ہے زیر بار دواب غریب شام و سحر
علاوہ گولۂ توپ و تفنگ و زنبورک — صدائے بان سے سب کان ہو گئے ہیں کر
ہوا ہے حیف عجب روزِ نحس قائم جنگ — نہ فتح ہے نہ ہزیمت چو بازی ششدر
رئیس وقت ہے قائم نفیر در ہمہ وقت — بسان طوطیٔ بے نطق طائر بے پر
ہوئی ہے خلق پہ کیا شاق مرجعیت غیر — ہزار حیف مسیحا صفت ہیں تابع خر
اسی تردد و افکار میں لگی تھی نیند — کہ ناگہ خواب میں دیکھا قریب وقت سحر
کھڑا ہے آکے سرہانے پہ پیر نورانی — لطیف عنصر و خوش منظر و خجستہ سیر
کہا۔ کمال عنایت سے کیا ہے فکر تجھے — ہے تیرے کام کا حامی امام جن و بشر

[۱] قحب نظر

شہِ سریرِ کرامت، امیر کل امیر　　ولیِ حضرتِ مولےٰ وصیِ پیغمبر
امام جن وملک تاجدار ملک وملک　　کہا ہے لحمک لحمی جسے شہِ سرور
فزوں جو حدِ بشر سے ہے منقبت اسکی　　ہوا ہے مشرقِ خاطر سے مطلع دیگر

جنابِ اقدس حیدر ہے وصف سے برتر
بیان وصف سے عاجز لبِ دہانِ بشر

نہیں سنا ہے مخالف مگر حدیث صحیح　　نبی مدینہ علم و علی ہے اس کا در
کہو کسی نے قدم دوش پر نبیؐ کے رکھا　　کہو کسی کا بھی مولد ہوا خدا کا گھر
شریک کون ہے روزِ مباہلہ میں دیکھ　　کہا ہے انفسکم حق میں کس کے خیر بشر
کہا ہے کس کو نبیؐ وقت جنگ کے کرار　　کیا ہے کس نے کہو فتح قلعہ خیبر
ہے کس کے حق میں نزول حدیث قدسی کا　　ہے آفتاب سے نادِ علی منور تر
رفیق کون تھا معراج میں نہ رکھ پروا　　سنا ہے قصہ شیر و برنج وانگشتر
سوائے اس کے کہو کون شاہِ مرداں ہے　　خدا نے سیف دی اور دی رسول نے دختر
خدا رسول کی سوگند کھاکے کہتا ہوں　　بجز خدا و رسول اس سے کون ہے برتر
ہوا ہے پھر کے میری مشرق طبیعت سے　　طلوع مطلع شفاف روشن و انور

ہزار شکر بامداد ساقیِ کوثر
جمال شاہد مقصود پر پڑی ہے نظر

ہوئی ہے طرح اقامت پہ تشکل خاطر خواہ　　ہوئی ہے دفع یکایک سبھی بلائے سفر

گرے نظر سے دو ہاموں و کوہ اور صحرا | سوادِ شہر و عمارت ہوا ہے جلوہ گر
(کذا فی الاصل)

بحقِ پنجتنِ پاک و چہار دہ معصوم | خدا ہمیشہ رکھے شہر میں بہ فتح و ظفر

ہزار مرتبہ بہتر ہے بادشاہوں سے | کمینہ بندۂ درگاہ صاحبِ قنبر

مراد بندۂ درگاہ زود ہے کہ کرے

ابوتراب کی تربت کی خاک کحل بصر

صاحبِ تذکرۂ تمنا نے مرثیہ کے مندرجۂ ذیل دو شعر نقل کیے ہیں :-

پکھراج غم سے زرد زمرد ہے زہر نوش | موتی کے دل میں چھید ہے نیلم سیاہ پوش

اس دکھ سے آتشِ دل یاقوت ہی خموش | مرجاں لہو و لعل بدخشاں لہولہو

شوق عمارات | خانِ دوراں نواب ذوالقدر تعمیر عمارات و آبادی قصبات و دیہات کے بھی بہت شایق تھے۔ اورنگ آباد میں اکثر عمارات و ابنیہ آپ کی یادگار ہیں۔ باغ دلکشا جانب جنوب آپ ہی کی ایک بہترین یادگار ہے ملاحظہ ہو عکس باغ دلکشا و عکس دروازہ جلوخانہ قدیم۔ اسی باغ کی سیرابی و شادابی کی غرض سے ۱۱۶۶ھ میں ایک نہر کھدوائی گئی تھی۔ مولانا آزاد بلگرامی نے اس کی تاریخ نظم فرمائی ہے۔

خانِ دوراں امیر عالیجاہ | موردِ عاطفات ربانی

نہرِ آبحیات جاری کرد | خضر آں را کند نگہبانی

کامیاب زلال احسانش | مردم شہری و بیابانی

[illegible]

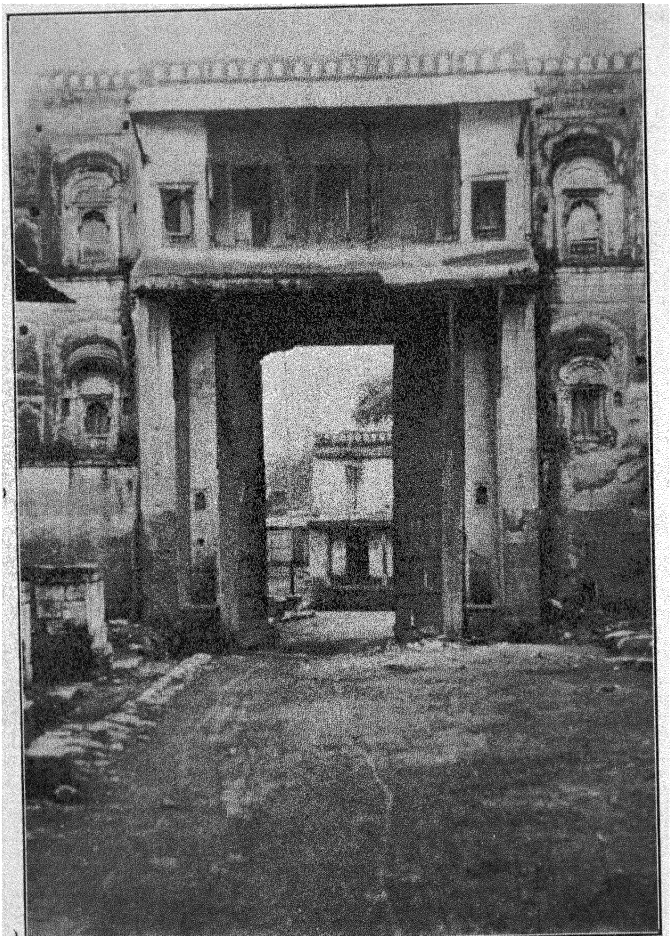

دروازہ جلوخانۂ قدیم واقع اورنگ آباد

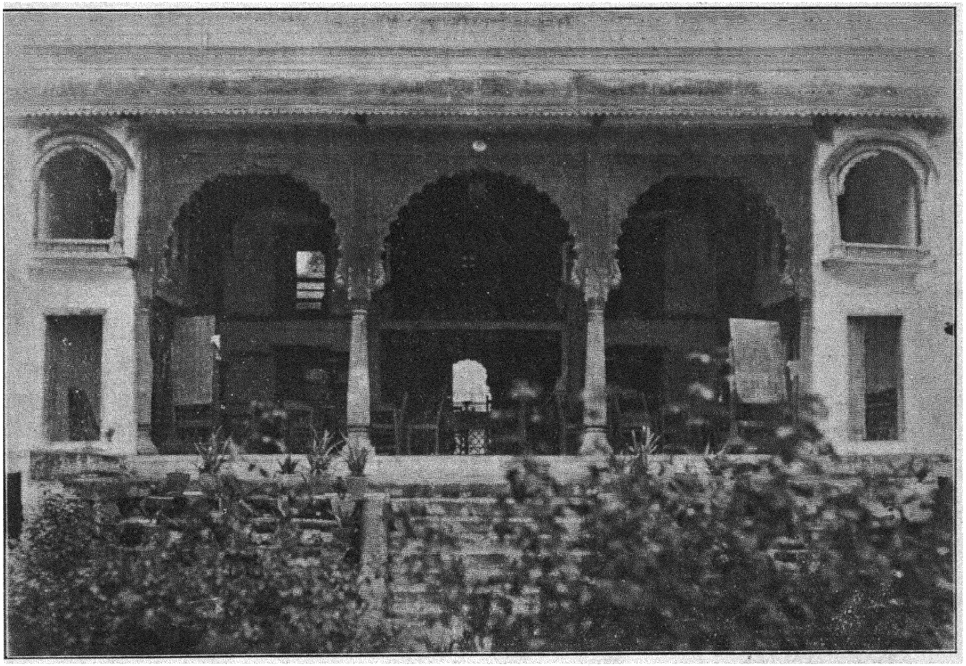

باغ دلکشاد موسوم بہ ڈیوڑی سالار جنگ

کرد ایں نہر را رواں در باغ — تازہ شد آبِ رنگ بستانی
کند حوض وسیع در بستاں — کہ تواں گفت کوثرِ ثانی
ایں عمل امتیاز خاصے یافت — از قبول جناب سُبحانی
سال تاریخ او طلب کردم — گفت دل نہر خانِ دَورانی

سنہ ۱۱۶۹ھ میں ایک نہایت کشادہ حوض جو باغِ دلکشا میں بنوایا تھا اس کی تاریخ خانِ دَوراں نواب ذوالقدر نے خود نظم فرمائی ہے۔

در جہاں ہر چند گشتم کو بکو — اینچنیں حوضے ندیدم ہیچ سو
فیض عامش ہست جاری صبح و شام — می برد ہر تشنہ لب مشک و سبُو
ساختم سالِ بنا آمد ندا — می دہد ساقی کوثر آبرو

اولاد و ازواج نواب حنیف الدین خاں کی صاحبزادی سعید النساء بیگم خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کے حبالہ عقد میں آئیں (جنھوں نے خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کی حیات ہی میں انتقال کیا) معظمہ کے بطن سے صرف ایک صاحبزادی بہجت بیگم (جو نواب اشجع الدولہ کے حبالۂ عقد میں آئیں) تھیں اور دو صاحبزادے امام قلیخاں[1] و وصی قلیخاں[2] (یہ خانِ دَوراں کے دُوسرے

---

[1] امام قلیخاں المخاطب بہ مؤتمن الدولہ سالار جنگ خانعالم۔ جاگیردار برار و اورنگ آباد منصب چہار ہزاری ذات دپالکی جھالردار مع علم ونقارہ سے سرفراز تھے سنہ ۱۲۰۳ھ میں انتقال کیا مقبرہ خاندانی میں دفن ہوئے۔ ملاحظہ ہو عکس شبیہ خانعالم (بقیہ بر صفحۂ آئندہ)

محل سے تھے) جو بتوجہ و امداد اشجع الدولہ حیدر یار خاں شیر جنگ (جد امجد نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول) جاگیر و منصب و خطاباتِ سے سرفراز ہوئے۔

لہذا بسلسلۂ متذکرۂ بالا خاندوراں نواب ذوالقدر نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول کے جد مادری ہوتے ہیں۔ (توضیح کے لیے شجر ہائے نسب ملاحظہ ہوں۔

حکیم سیّد مظفر حسین
چھتّہ بازار۔ حیدر آباد دکن

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) مزار پر تاریخ رحلت کا کتابہ نصب ہے۔

خلف مؤتمن الدولہ امیر والا — ہم خطاب پدر خود بزبانِ عالم
کرد رحلت زجہاں ہاتف غیبی فرمود — جائے فردوس بود بودنِ خانِ عالم

موصوف کی صرف ایک صاحبزادی مسماۃ کالی بیگم جو نواب میر علیخاں سے منسوب تھیں بسنہ ۱۲۴۱ھ میں انتقال فرمایا مقبرۂ خاندانی میں مدفون ہیں۔ حسبِ ذیل تاریخ رحلت کتابہ مزار پر کندہ ہے۔

بیگمی کالی لقب عالی گہر قدسی جناب — رفت ازیں دارِ فنا در قربِ ربّ العالمیں
مصرعہ تاریخش از عرشِ بریں آید چنیں — مرقدِ پر نور بیگم جلوہ ٔ روئے زمیں

موصوف کی یادگار سے عاشور خانہ اورنگ آباد میں ابتک موجود ہے۔ ملاحظہ ہو عکس عاشور خانہ خان عالم وصّی قلیخاں المخاطب بہ درگاہ قلیخانِ زمان شہسوار الملک جلاوت جنگ۔ منصب سہ ہزاری ذات و علم و نقارہ سے سرفراز تھے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے جلوس کے چھبیسویں سال خدمت داروغگی منازل نزول و بیت المال (خزانہ) بلدہ خجستہ بنیاد سے بعد عزل جمعیت طلب خاں سرفراز کیا۔ ملاحظہ ہو نقل سند مظفر

شجرہ نسب خاندان نواب درگاہ قلیخان

خاندان قلیخان

درگاہ قلیخان

نوروز قلیخان

خاندان قلیخان

درگاہ قلیخاں سالار جنگ صاحب مرقع دہلی

بہجت بیگم زوجہ نواب شجع الدولہ محمد صفدر خاں غیور جنگ

امام قلیخاں موتمن الدولہ خان عالم

کالی بیگم

وصی قلیخاں مخاطب بہ درگاہ قلیخان خان زماں خاں قیصر جنگ

لاولد

شجرۂ نسب نواب مختار الملک سر سالار جنگ مغفور

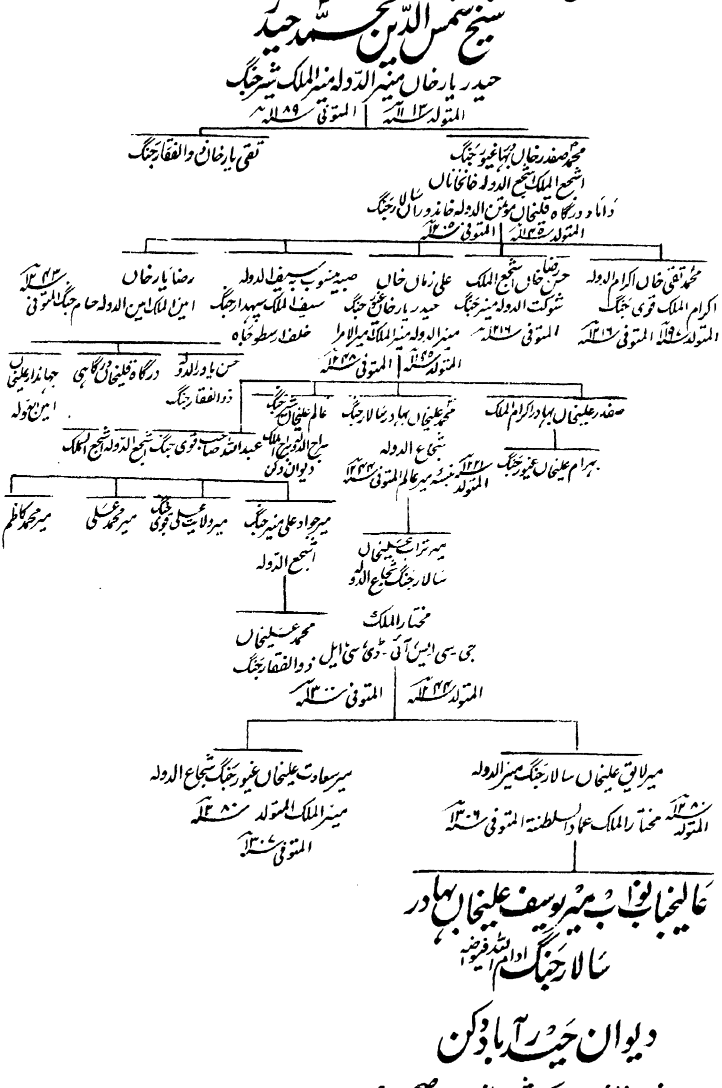

جو دونوں خانوادوں کے چشم و چراغ اور وارث صحیح ہیں

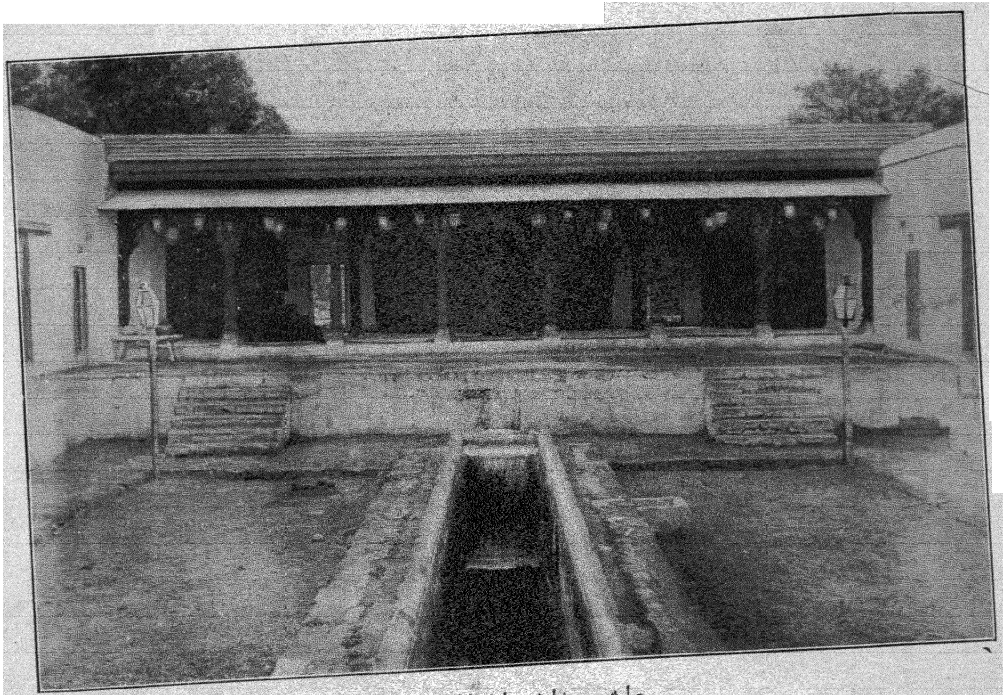

عاشورخانہ خانعالم خا

نواب خانعالم فرزند نواب درگاہ قلی خان سالار جنگ

نقولِ اسناد

کے تحت پروانہ یا پروانگی کے نقول بھی منسلک ہیں چونکہ سند و پروانگی متحد العمل قریب المعنی اور اعتبار میں بھی مساوی ہیں۔ صرف فرق اسقدر کیا جاسکتا ہے کہ سند ذاتِ خاص سے مختص ہوتی ہے اور پروانگی میں نقلِ سند کے ساتھ عمال کے نام اس کی اجرائی کے احکام بادشاہ یا وزیر یا ہر دو کی جانب سے صادر ہوتے ہیں۔

فہرست مضامین میں نقلِ سند نظام آباد یعنے پروانگی قائم مقامِ سند حسب معنی مذکورۂ بالا ہی تصور کی جائے۔

نقلِ سند دھاویرہ (جو سنہ ۱ ج میں عطا ہوئی ہے) کے بعد تعلقہ دھاویرہ ہی کے متعلق ایک اور پروانگی دو مہری (یہ ہمیں بعد طباعتِ کتاب دستیاب ہوئی ہے) جو سنہ ۲ ج میں عطا ہوئی۔ جس کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ سند مذکور میں حسب پروانگی مذکورہ خاندوراں نواب ذوالقدر کی جاگیر میں مزید اضافہ کیا گیا۔ مظفر

۱

پروانگی مہر نواب رکن الدولہ مرحوم موضع نظام آباد کہ بہ رثائے نواب ذو القدر بطریق انعام التمغا عطا شدہ

نقل پروانگی مہر رکن الدولہ بہادر مرحوم ہفدہم رمضان المبارک ۱۱۸۸ ہجری آنکہ
امر عالی صادر شد کہ موضع نظام آباد وغیرہ دیہات پرگنہ حویلی بیتال واڑی سرکار مذکور
صوبہ برار بالاگھاٹ بجمع کامل چہار ہزار و ہشتصد و شصت و چہار روپیہ و ہشت و نیم آنہ از
قدیم بطریق انعام التمغا بنام متعلقان خان دوراں بہادر مرحوم بلا قید قسمت مقرر است دریں ولا
بنام خیر النسا بیگم صبیہ مرحوم مذکور معہ فرزندان بجہۃ خبرگیری متعلقان بلا قید قسمت مقررہ شدہ دیوان
دکن دفتر بموافق ضابطہ نوشتہ از نظر بگزارند ۔

[illegible] کامل

۱؎ التمغا ۔ وہ سند جو برنگ سرخ مہر شاہی سے مزین ہو ۔ اسناد التمغا جس میں نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن کی صراحت ہو اس میں کسی قسم کا گورنمنٹ کو حق تصرف نہیں اگر یہ قید نہ ہو تو گورنمنٹ تغیر و تبدل کو جائز سمجھتی ہے ۔

دولت علیہ آصفیہ کی ذرہ نوازی نے سند ثانی الذکر کی وقعت بھی قانوناً وہی برقرار رکھی ہے جو سلاطین ماضیہ نے سند اول الذکر کی کی تھی ۱۲ م

۲؎ سید محمد یار خاں المخاطب میر موسے خاں احتشام جنگ رکن الدولہ ۔ ابن میر موسے خاں بہادر سادات موسوی اصلاً مشہدی آپ کے اجداد کلید بردار روضہ حضرت امام موسے رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے ۔ میر موسے خاں کے والد سید محمد خاں کسی امر میں بھائی سے اختلاف اور املاک و خدمت سے دست بردار ہو کر براہ بخارا وارد دہلی ہوئے دربار عالمگیری

سند کوتوالی

شاہ عالم بادشاہ غازی ۱۱۸۶
فدوی احمد شاہ بہادر
میر محمد حسین خاں

باسم رفعت و عوالے پناہ درگاہ قلیخاں آنکہ خدمت کوتوالی بلدہ خجستہ بنیاد و فوجداری افواج بلدۂ مذکورہ از تغیر حفاظت خان موجب سند دستخطی کہ شرح آں محرف تقلم اللہ بعہدۂ آں رفعت پناہ مقرر گشت باید کہ از چوکی شب گشت بواقعی خبردار باشد و تقید نماید کہ اثرے از منہیات و مسکرات و بدعات و دزداں و اچکہ گرہ برنماید و زناں محتالہ و مکار و مستورات شرفا را با غوا و افترا از جا نتوانند برد و در تنبیہ و تادیب مفسداں و سرتاباں و ہدم قلاع از دیق و حفظ و حراست زیر دستاں و مالگزاران و منع آہنگراں از ساختن بندوق بواقعی کوشد و جمعے را تہانجات محال فوجداری بواسطہ بندوبست محال فوجداری بندوبست و ضبط و ربط تعین کند تاکید نماید کہ چیزے بصیغہ ابواب ممنوع نگیرند و احدے مرتکب منہیات و مسکرات نہ گردد محافظت شاہ راہ نوعے نماید کہ مسافرین و متردین بجمعیت خاطر و طمانیت باطن آمد و رفت می نمودہ باشند و در ہیچ جا و زدی و رہزنی وقوع نیابد و اگر مال کسے بدزدی یا بغارت رود مال را با دزداں و رہزناں پیدا ساختہ مال بمالک و آنجماعہ بدمآل را بسزا برساند و در صورت پیدا نہ ساختن از عہدہ جواب مال برآید۔

میر محمد حسین خاں

[illegible]

بقیہ نوٹ صفحہ (۱) میں باریاب ہوئے دیگر اعزاز و عطایا کے علاوہ سنہ ۹ جلوس عالمگیری میں پانصدی منصب و خطاب ترکی خاں سے سرفرازی پائی۔ نواب غازی الدینخاں اول قدیم مراسم کی بناء پر ہر طرح کفیل رہے۔ مدت العمر سفر حضر میں ساتھ نہ چھوڑا مغفرت مآب حضرت آصفجاہ اول کے ساتھ میر سوائے خطاب دکن آئے ابتداء میں وقائع نگاری دیورکنڈہ و داروغگی ہرکارہ سے سرفراز ہوں بعد

کیفیت اثبت

که خدمت کوتوالی بلده خجسته بنیاد و فوجداری بلده مذکور از تغیر سید نجم الدین خاں به شروط یکصد سوار بدستخط نواب مغفرت مآب به میر عبداللہ خاں مقرر شده ثانی الحال از تغیر خان مسطور به میر مهدی مقرر گشته سوال خدمت بنام مومی الیه بدستخط نواب مغفرت مآب ۲۷ ربیع الثانی سنه ۱۱۶۳ از تغیر مشار الیه ـ امان اللہ بیگ که بخطاب حفاظت خاں سرفرازی یافته مقرر گشته من بعد ۱۱ جمادی ۲ سنه الیه سوال خدمات مسطور مشروط یکصد سوار بنام خان مذکور به دستخط نواب مستطاب معلی القاب خورشید اشتهار نظام الدوله بهادر ناصر جنگ رسیده سند خدمت تحریر ۲۲ شوال سنه الیه حاصل ساخته در نیولا در باب دادن خدمات مذکور بنام درگاه قلیخاں پروانگی بمهر شاه نوازخاں شرح صدر رسیده ـ

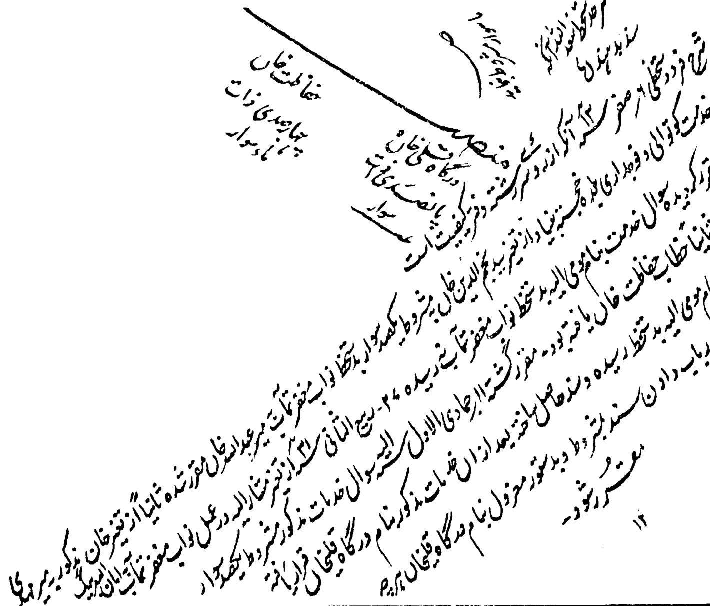

بقیہ نوٹ صفحہ (۲) نواب ہدایت محی الدین خاں کے ہمراہ ادھونی کے کاروبار میں شریک و مشیر کار مقرر ہوئے رکن الدولہ و شرف الدولہ ہر دو بھائی ابتدائے سن سے شاہزادگان کے ہمدرس ہونے کے شرف سے ممتاز تھے حضرت مغفرت مآب آصفجاہ اول کی رحلت اور نواب ناصر جنگ شہید و نواب ہدایت محی الدین خاں کے بعد بعد نواب صلابت جنگ جب صوبہ ایلچپور و برار

شرح فقرہ سوال و دستخطی کہ ۲۴ جمادی ۲ سنہ بہ دستخط رسیدہ آنکہ
سوال دفتر متضمن بدیں کہ در باب اجرائی اسباب خدمات

دستخطی نواب غفران مآب نظام الدولہ مظفر جنگ شہید و پروانجات و اموزہ تنخواہ جاگیر سابق و عمل عضد الدولہ مرحوم کہ مردم درخواست مینمایند ہرچہ دستخط مزین شود بعمل آمد دویم ربیع الثانی سنہ ۳ دستخط نواب مستطاب معلی القاب خورشید اشتہار سید محمد خاں بہادر صلابت جنگ شدہ اسناد قلعداراں بعد رسیدن فرد بمہر راجہ رگھناتھ داس وپروانجات تنخواہ جاگیر و ولنمودلہ بوجہ صدارت بعد رسیدن فرد بمہر صاحب رسالہ برطبق دستخط سابق سند جاری نمایند بر وفق آن سند درگاہ قلی خاں جاری نمودہ شد لہٰ

والا
فرستم خید و کیل
در باب آوردن تعہد و ضمانتی ... بمہر [illegible]
رجب بہ دفتر ۱۵
و ... مرقوم ماہ دو
درگاہ قلی خاں ببیاد
نوزدہم رجب المرجب سنہ

ملاحظہ

تبتاریخ دہم شعبان المعظم سنہ
داخل سیاہہ حضور نمودہ شد

بقیہ نوٹ صفحہ (۳) کلیتہً حضرت غفراں مآب کے متعلق ہوا تو موصوف جملہ فوج نظامی کی سرداری پر سربلند ورامورات مملکت میں مشیر و شریک رہے۔ یہاں تک کہ سنہ مشہور جنگ راکش بھون میں وٹھل سندر پرتاب کے مارے جانے کے بعد منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار و عطائے ماہی مراتب و خطاب رکن الدولہ احتشام جنگ سے سربلند اور خدمتِ جلیلہ مدار المہامی

نقل سند پرگنہ دھاویرہ

بدیسکھان و دیس پانڈیان و مقدمان و رعایا و مزارعان پرگنہ دھاویرہ سرکار آتبا لیباری صوبہ برار بدانند

مبلغ شش لک ہفتاد و سہ ہزار درم از پرگنہ مذکور از محال سرکار

حسب الضمن بطریق عہدہ بجاگیر ورگاہ قلی خان بہادر کوتوال بلدہ

خجستہ بنیاد و فوج دار فواح بلدۂ مزبور تنخواہ شد ۔ باید کہ

محال مسطورہ را بتصرف گماشتۂ خان مشارالیہ واگزارند ۔ و

بعد ازیں کہ سند تنخواہی موافق ضابطہ برسد ۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۴) پر سرفراز ہوئے ۔ موصوف نے اپنی مدت مدار المہامی (۱۲ سال) میں اپنے اعلیٰ تدبر و شجاعت سے ہمیشہ دشمنان دولت کو مقہور و پامال رکھا۔ ۱۱۸۹ھ آخر میں درباری سازش کی وجہ سے فیضو نامی گارڈی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا ۱۲ مظفر ماہ نامہ قلمی ۵۳ دول ۔ بمعنی بجٹ ۱۳

سند

مقرر این ضمن از پرگنه دهاویره سرکار بتابلباری صوبه برار از محال سرکار بجاگیر درگاه قلیخان بهادر کوتوال بلده خجسته بنیاد و فوجدار نواح بلده مذکور بطریق عهده تنخواه گردیده باید که محال مذکور را بعهده خان مشار الیه واگذارند و بعد رسیدن سند موافق ضابطه بعمل آرند ـ

صح

نقل مطابق اصل است

شح فرد از قرار بتاریخ ذو دهم ذی قعده سنه احد ۲ ... که

فرد ملاحظه صمصام الدوله شاه نواز خان بهادر صمصام جنگ مرحوم ۲۳ شوال سنه ۱۱۶۷ ... بفرد رسیده

ارشاد موضع ... وغیره پرگنه دهاوره سرکار بتابلباری صوبه برار بالاگهات جمع کامل مبلغ هفت هزار و ده روپیه

و نیم آنه از سرگذاشت ... بجاگیر درگاه قلیخان بهادر تنخواه نمایند فدوی درگاه اول موافق ضابطه ...

از نظر بگذارند ـ لهذا کیفیت طلب ـ

خان مشار الیه کوتوال بلده خجسته بنیاد و فوجدار نواح بلده

مذکور در ذیل محال بطریق پروانگی محرر نقد بعلم آمده ـ

پروانه دوامی

بالرسید

طلب

هزار و پانصدی ذات هزار سوار دو اسپه ... علم و نقاره

هزار و پانصدی ذات

هزار سوار دو اسپه

طلب

٢٠ ذی الحجه

پانصدی ذات

سوار دواسپه و سه اسپه

برآوردی

١٥ رمضان

خطاب ... در

طلب

مصر

٢٦ محرم

هزاری ذات

سوار دواسپه و سه اسپه و نقاره

برآوردی نقاره

طلب

شروط خدمت کوتوالی بلده خجسته بنیاد و فوجداری نواح بلده مذکور

سوار دواسپه

براوردی

ما سوار

طلب

منها شرح ذیل

خوراک دواب

طلب اضافه ... بعد وضع ...

بابت

زر ... مشروط

رد شد

تتمه طلب مشروط

الکسوت

منها شده ... شرح ذیل

... سرکار احمدنگر صوبه خجسته بنیاد

... سرکار ... صوبه ... آباد

تاریخ نهم ذیحجه سنه ۱۲۳۰
داخل سیاهه بصدر نموده شد

بالاشرط
[illegible]
شروط
[illegible]

بنما سواری سرکار [illegible] صوبه برار
و بالاشرط
[illegible]

و دادیده سرکار [illegible] صوبه ایلچپور [illegible]
[illegible]

روزینه [illegible] سرکار بتالبازی صوبه برار و دو شرح الضا
روپیه
از [illegible]
[illegible]

از پرگنه دادیده سرکار بتالبازی صوبه برار [illegible]
[illegible] بتنخواه [illegible]
آصف الدوله سید محمد خان [illegible]
[illegible] تنخواه نماید

[illegible]

نقل پروانہ دو مہری بابتہ اضافہ جاگیر متعلقہ دھاویرہ

نقل

پروانہ دو مہری بمہر صلابت جنگ بہادر و بمہر میر محمد حسین خان بہادر مرقوم بست و پنجم شعبان المعظم

بدیسمکھان و دیسپانڈیان و مقدمان و رعایا و مزارعان پرگنہ بیتالواڑی سرکار مذکور صوبہ برار بدانند مبلغ دو لک و نود و سہ ہزار و نہصد دام از پرگنہ مذبور از محال سرکار حسب الضمن بطریق عہدہ بجاگیر درگاہ قلیخان کوتوال بلدہ خجستہ بنیاد و فوجدار نواح بلدہ مسطور تنخواہ شد باید کہ محال مرقوم را بتصرف گماشتہ خان مشار الیہ واگزارند و بعد ازین کہ سند تنخواہی موافق ضابطہ برسد بدانموجب بعمل آرند

المرقوم صدر شہر مذکور السنہ شرح دستخط آنکہ

مص

شرح دستخط آنکہ
نعمت بیت البقیع

مفرر ضمن از پرگنہ بیتالواڑی سرکار مذکور صوبہ برار از محال سرکار بجاگیر درگاہ قلیخان کوتوال بلدہ خجستہ بنیاد و فوجدار نواح بلدہ مذکور در طلب بلا شرط بطریق عہدہ تنخواہ گردیدہ باید کہ محال مذبور را بعہد خان موما الیہ واگزارند و بعد رسیدن سند تنخواہ موافق ضابطہ بعمل آرند۔

سمت ... ۱۲۰۸
ثبت ... دام

شرح فرد از قرار تاریخ ۲۳ رجب سنه ۱۱۷۳ آنکه
از پرگنه تیال واری سرکار مذکور صوبه بیجاپور جاگیر سرکار
شرح دستخط نواب مستطاب معلی القاب قرین اشتهار
شرح دستخط نواب صلابت جنگ آنکه
میر سید محمد خان بهادر صلابت جنگ
... به درگاه قلیخان تنخواه نمایند الحق

سنه ۱۲۰۸
تخفیف ده سر
الصاب
۱۴

عمه
الصاب
۱۴

حسب ... الدوله بهادر
الصاب

عمه
الراقم ...

شرح سوال از قرار تاریخ ۲۳ شعبان سنه ۱۱۷۳ آنکه
وز کیفیت جاگیر سرکار از پرگنه تیال واری سرکار مذکور صوبه برار از نظر گذشت
دستخط نواب مستطاب معلی القاب قرین اشتهار میر سید محمد خان بهادر
صلابت جنگ شده به درگاه قلیخان تنخواه نمایند
و کیل خان مذکور کوتوال بلده و فوجدار نواح
تجدید سند برای ... التماس دارد

در باب آوردن پروانه دامی از حضور پرنور و تیاری سند مثنی
بمیعاد ششماه و داغنامه و موجودات تابیان بمیعاد چهار ماه
محلکار - تحریر ۲۷ رمضان سنه ۱۱۷۳ بدفتر رسید الحق

هزار و پانصدی ذات ده ماهه
سماء
طلب
[illegible]
اصل
هشت صدی ذات
ماه [illegible] طلب
للعیه [illegible] ۳
بلا شرط
هشتصدی ذات
طلب [illegible]
ماه [illegible] ۱۳
اصل به دستخط
ذوات منقر تاب
[illegible]
طلب
[illegible] ۵
مشروط [illegible]
طلب ماسوا [illegible]
[illegible] ۵

محالی

اینزگینه تا [illegible] سرکار [illegible] صوبه برار جاگیر سرکار [illegible] صدور دستخط شده
بدرگاه [illegible] تنخواه نمایند . ۲۸ رجب [illegible] دستخط و استطاعت
محلی القاب خورشید احتجاب [illegible] میر سید محمد خان بهادر صلابت جنگ [illegible]
[illegible] بدرگاه [illegible] تنخواه نمایند الحق

[illegible]
[illegible] ۳

حصه نظام الدوله [illegible]
[illegible]

اضافه به دستخط مظفر جنگ
[illegible]
طلب [illegible]
[illegible]

افزود بلا شرط [illegible] مستوفیان [illegible] [illegible]
[illegible] بابت [illegible] التالی

مفصلی ذات

[illegible]

طلب [illegible]

[illegible]

بابت [illegible] شرط

[illegible] از [illegible] سال [illegible]

[illegible]

از بابت [illegible] در بلا شرط

[illegible]

[illegible]

از سدس ربیع قوی سل سنه ۱۱۶۰ فصلی

اصل	اضافه
[illegible] دام	[illegible] دام

از محال سرکار	از محال نظام الدوله
[illegible]	[illegible]

اصل	اضافه	اصل	اضافه
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ے بل ولسے	مولیه یاب	بالاپور	اجنه عرف نظام آباد
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ساور کہیڑ حاصل

چلکے حاصل

آماد حاصل

رانجھنے

اصل اضافہ اصل اضافہ اصل اضافہ اصل اضافہ

خواندیس

دکہلہ

اندر ہاری

ویرکالون

پلس کہیڑ خورد

انت کہیڑہ

اصل اضافہ اصل اضافہ

دفعہ محال نظام الدولہ

کمبے حاصل

مال کہرہ حاصل

اصل اضافہ

اصل اضافہ اصل اضافہ اصل اضافہ

کہرانہ

کہرآلہ بشرکت

سیاہہ

بدفعہ محال نظام الدولہ

حاصل

اصل اضافہ

اب کہرہ بشرکت

اصل اضافہ

اصل اضافہ

تحریر فی التاریخ

آصفجاہ نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ سپہ سالار

نقل

قلمی شد آنکہ

سند بمہر نواب مستطاب وبمہر اشجع الدولہ محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ دیوان دکن از فرد بتاریخ سیزدہم رمضان المبارک سنہ ۲۶ ج فصلی

دستک باسم رفعت وعوالی پناہ درگاہ قلی خاں بہادر آنکہ خدمت داروغگی منازل نزول[1] وبیت المال[2] بلدہ خجستہ بنیاد بعد جمعیت طلب بموجب فرد دستخطی کہ شرح آں محرف بقلم آمدہ بعہدۂ آں عوالی پناہ مقرر گشت باید کہ آں بتقید تمام وبتقدیم آں پرداختہ دقیقہ از دقائق حزم وہوشیاری مہمل وغیر مرعی بگذارد

---

[1] منازل نزول۔ بمعنی کروڑگیری یا چنگی (م)

[2] بیت المال۔ اس کا وجود مسلمانوں میں بعہد خلافت راشدہ پایا جاتا ہے۔ زاں بعد اس کا قیام لوازم حکومت سے ہو گیا۔ ہر قسم کی رقمی آمد وخرچ اسی محکمہ سے متعلق تھی مختلف زمانوں میں اس کے نام بھی مختلف مثل دفتر استیفاء، دفتر سیاق، دفتر وجوہ آمدنی رکھے گئے، ہندوستان میں شاہان مغلیہ نے اس محکمہ کو دفتر سیاق و استیفا سے موسوم کیا۔ اس دفتر میں جملہ آمد وخرچ کا اندراج (خواہ از قسم نقدی خواہ اراضی وانعام یا وظیفہ وغیرہ ہو) رہنا ضروری تھا۔ اسناد کی تقسیم اور تصدیق اسی دفتر سے کی جاتی تھی دکن میں حضرت غفرانمآب طاب ثراہ کے عہد میں یہ محکمہ اپنے قدیم شرعی نام بیت المال سے موسوم رہا۔ جس کے صدر خاندوران تھے (جیسا کہ اسناد سے ظاہر ہے۔

موجودہ زمانہ میں ان امور کا تعلق محکمہ فینانس سے (جس کی کرسی صدارت پر عالیجناب نواب سر حیدر نواز جنگ

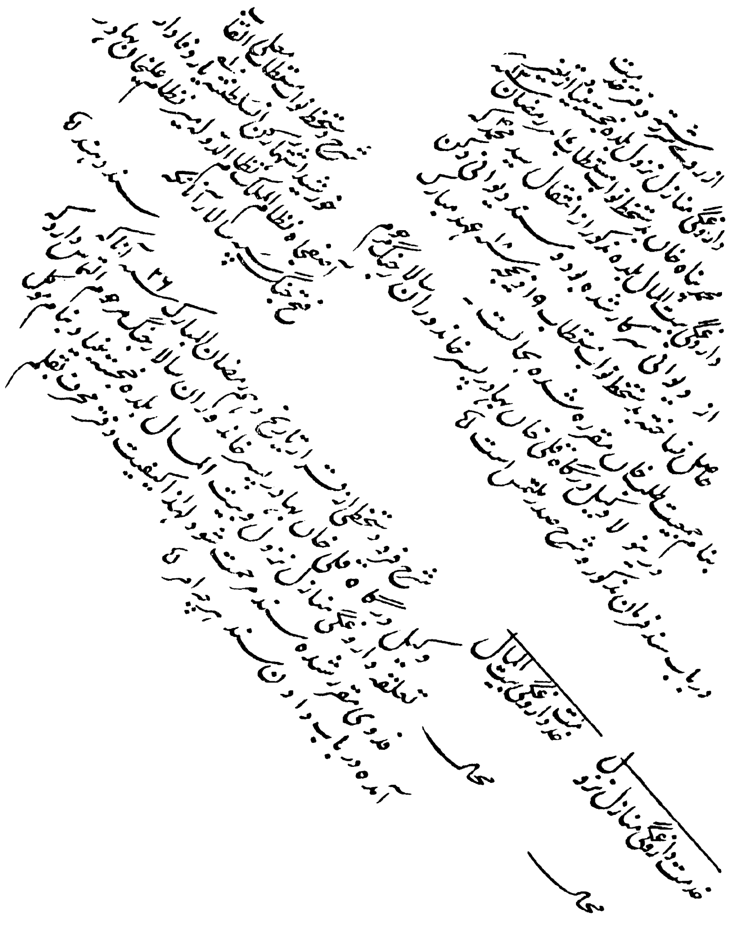

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بہادر جلوہ فرما ہیں (جو اپنی فطری سخاوت کے باعث دکن میں مہاراجہ چندو لعل دیوان دکن کی طرح ضرب المثل ہیں) اس کے تحت دفتر صدر محاسبی و خزانۂ عامرہ سرکار عالی ہیں۔ مگر اب بیت المال کا اطلاق خزانۂ عامرہ سرکار عالی پر کیا جاسکتا ہے۔ (مظفر)

؎ یار وفادار۔ خاندان علیہ آصفیہ کے ارکان کو خطاب بھی شاہان مغلیہ نے عطا فرمایا تھا جو مثل دیگر خطابات کے اس خاندان عالی کا آج تک طرۂ امتیاز ہے (مظفر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقتے نواب درگاہ قلیخاں بہادر سالارجنگ مؤتمن الدولہ برفاقت نواب نظام الملک آصف جاہ بجہاں آباد (درسال یکہزار ویکصد وپنجاہ ویک ہجری) رفتہ بودند خصوصیات آنجا آنچہ بنظر درآمدہ بود بقید قلم آوردہ اند چوں خالے از کیفیت نیست لہذا مسطور میگردد

ذکر قدمِ شریف آب ورنگ گلشن بمیامن برکات قدم شفاعت توام جناب حضرت نبوییت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ گرد آستانش توتیائے ارباب بصیرت است وغبار راہش ضمیر مایۂ اہلِ فطرت، جہت عاصیاں از کثرت سجود آئینہ وار امتیاز دیدہ حاجتمندان بدریوزہ گری خاک جنابش سرمہ طراز بارگاہ کیوان پایگاہش واجب التعظیم وعلی الدوام کافہ انام سرگرم مجرا وتسلیم ست

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود　　سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

روز پنجشنبہ از ہجوم زائران صحن ایں درگاہ قسمے مملو میشود کہ عبور ایں کس تا مقصد مطاف بہزاراں صعوبت دست می دہد و در ماہ ربیع الاول روز و شب ہمیں مجمع است۔ فقراء و زوار از بلاد و امصار دور دست بعزیمت زیارت می آیند۔ چمن چمن گلِ مُراد بدامنِ آرزو میکنند مرض از شربتِ آبی کہ از شست وشوی دارالشفائے قدمِ مبارک نصیب تشنہ لبان تمنا میگردد برائے عافیت میگیرند و تیمناً لجمتہ دور دستاں می برند، سعادت منشاں باحراز مثوبات اخروی در حوالی ایں درگاہ مکانہا بمبلغ خطیر خریدہ، طرحِ مسکنِ آخرت میکنند، چنانچہ اطراف آں چندیں مقبرہ است و قبور غربا از دائرہ حساب بیروں، در ایام عرس شریف درو دیوار ایں مکان از کثرت طائفان نوعے لبریز میشود کہ جا برائے نشستن بہم نمی رسد، مگر از صحن سقف نمایند۔ مطعومات و تنقلات کہ اغنیا بر سبیل نذر دریں ایام ارسال می دارند۔ صرف فقراء و مساکین می شود، و ذخیرۂ چندیں روزہ می گردد۔ سبحان اللہ عجب مکان فیض نشان است کہ انوارِ کرامت و اعجاز از درو دیوار می بارد۔ حوضش کہ در پیشگاہ دروازہ رخصت واقع شدہ۔ ماء المعین کرامت است۔ وعین الحیات سرچشمہ رافت۔ متعطشاں بکام دل ازیں زلال سیراب می شوند بادشاہے کہ در زمان سابق وفات یافتہ۔ بموجب وصیت او قدم معجز شیم را در سینہ اش نصب کردہ اند۔ بزار و بتبرک بر قدم گاہ امام مفترض الطاعۃ، یعسوب المسلمین، امیر المومنین

علی علیہ السلام، از قلعہ بادشاہی بفاصلہ سہ کروہ واقع شدہ۔ زائران با حراز سعادت اخروی روز شنبہ جوق جوق عازمِ زیارت میشوند۔ وگلِ مجرا و تسلیم را زیب گوشۂ دستار اعتقادی می سازند۔ خاک جنابش ذریعہ شفائے دردمنداست وزلال چشمہ سارمرحمتش آبروئے حاجتمنداں۔ اکثرے بہ تحصیل متمنائے مافی الضمیر نذرہا می بندند۔ وبکامِ دل میرسند۔ دوازدہم محرم کہ روزِ زیارت حضرت خامس آلِ عباست۔ ارباب تعزیہ بادلِ محزوں وچشم گریاں برسمِ عزا پُرسی درآں مکان خلدآستان مجتمع می شوند۔ وشرائط زیارت بہ تقدیم میرسانند ہیچ متنفسے نیست کہ دریں روز بہرہ ازیں سعادت برندارد۔ از کثرت سواری وضیع وشریف طرق وشوارع بسان چشم مور تنگ می شود۔ اہل حرفہ بترتیب وتزئین دکاکین پرداختہ۔ اقسام منافع برمی دارند۔ درچوکی خانہ کہ مکان معین ارباب ایمانست منقبت خوانان باآہنگ بلند قصائد عزا می خوانند۔ ومنشور نجات از آنجناب معجز انتساب حاصل می نمایند۔ مصرع "گر عقبیٰ خواہی زیارتش دریاب"۔

درگاہ ملائک بارگاہ حضرت **قطب الاقطاب** ازقلعہ بفاصلہ ہفت گروہ واقع شدہ ومرقدِ مبارک درصحنِ مسجد بے سقف زینت ترتیب یافتہ۔ مطاف زائرانِ خطۂ ہندوستان است۔ ومرجع ومقصد جمیع حاجت طالبان صفائی درو دیوارش یاد ازسواد بہشت میدہد۔ وفضائے برکات آثارش بوسعت آباد رحمت ایما می نماید۔ دراحیان صبح درحوالی قبر مبارکش تجلی

بلاکیف صورت می بندد۔ وکیف عجیبے بر دلہائے زائران طاری میشود۔ ارباب تمنا بعد از ادائے فریضہ صبح بطوافش پرداختہ گلہائے مقصد می چینند۔ و در کمال انبساط و انشراح معاودت میکنند۔ زیارتش در ہمہ روز ہاست۔ بتخصیص روز پنجشنبہ طرفہ ہجوم می شود۔ مردم باستعداد شب روی از دہلی عزیمت میکنند۔ و بعد فراغ زیارت بسیر تنزہات کہ از میامن قدومش ہر طرف سبزہ زار سیت۔ و در ہر جانب چشمہ ساری۔ بتخصیص جھروکہ و حوض شمسی کہ از چشمہ ہائے متبرک انواع تمتعات حاصل می کنند۔ در اطراف مزار فائض الانوارش جمعی از مردانِ خدا آسودہ اند۔ چنانچہ نکہت وجد و حال تا حال بمشام اہلِ یقین میرسد۔ و چاشنی در دیگر کام ارباب ذوق سرایت میکند۔ مکانہائے متبرک در نواح ایں سواد بہشت نشان واقع شدہ اند۔ بتخصیص مسجد اولیا حضرت قطب العارفین خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہٗ احداث کردہ اند۔ ہر کہ در آنجا نماز میخواند۔ حلاوت عبادت را می فہمد۔ غرض کہ از کثرتِ قبور اولیا رشک روضۂ رضوان است۔ در عیدگاہ ایں مکان در ملفوظات نوشتہ اند کہ اکثر اوقات حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تشریف می آرند۔ قبر حضرت قاضی حمید الدین ناگوری ہم ہمسایہ مزار مبارکست و بہادر شاہ ہم بزور طالع در کنف رافت و کرامت جا یافتہ شانزدہم ربیع الاول عرس می شود و عالمے بہ نیت زیارت مستعد می شود و تا دو روز سیرہا میکنند قوالان علی الدوام از دور روبروئے قبر مبارک گاہے ایستادہ و گاہے نشستہ

مجرامی کنند۔ شاہ شہید محمد فرخ سیر یک سمت درگاہ دیوارے از سنگِ مرمر تراشیدہ نصب کردہ شبکہ اش در نہایت نزاکت است و شفافی سنگ در کمال لطافت۔ رباعی

شاہی کہ بعالم علم فقر افراخت | از ہر دو جہاں بگوشۂ عزلت ساخت
در راہ خدا است رہنما قطب الدین | چوں قطب کہ میتواں از و قبلہ شناخت

ذکر سلطان شمس الدین غازی۔ مرقد مبارکش در اطراف درگاہ حضرت قطب الاقطاب دریں غارے واقع است۔ ہر چند کہ از سلاطین اند لیکن بصحبتِ ارباب ذوق و مواجید باریاب بمدارج قصوائے ولایت عروج کردہ اند۔ چنانچہ شرح کمالاتش از ریاض الاولیا، کہ تذکرہ ایست مبرہن می گردد۔ ہوائے زار روضہ اش نمونہ ایست از روضۂ رضوان و سواد سرزمین فیض آگینش انموذج خلد یست بشگفتگی عنوان۔ در موسم برسات از ہجوم سبزہ و ریاحین خود رو رشک گلشن کشمیر است و باعتدال ہوا و کیفیتِ فضا دلچسپ و دلپذیر زائران را در ضمن زیارتش نزہت خاصے دست می دہد و در اثنائے طوافش کیفیت رنگینی مشاہدہ می پیوندد نور اللہ مضجعہ اللھم ارزقنا واغفرلنا۔

حضرت سلطان المشائخ معشوق الٰہی مرقدِ مبارک آنحضرت از دہلی کہنہ بفاصلہ نیم کروہ واقع شدہ زہے روضہ کہ سلاطین را بجنابش التجاست و خواقین را بہ نسیم عتبۂ علیہ اش دلیل مدعا از در و دیوار سراپا انوارش فیضہا ترشح می کند و از سواد خاک پاکش چشمہ سار سعادت میجوشد و دور بارش عظمت و جلال آں آستان زہرہ متکبرین را بگدازی دہد و سطوت قہرمان آں مکان رفیع الشان سرہائے

گردن کشاں را بے اختیار مائل سجود میگرداند۔ کیفیت ہا ازاں مرقدِ فردوس آئین محسوس می شود کہ ناطقہ در ادایش ابکم است ورنگہا ازاں چمنستان جنت آگین مرئی می گردد کہ خامہ در گذاشتن آں مقطوع الفم ہر چہار شنبہ جمہور خواص و عوام احرام زیارت می بندند و قوالان آداب تمام ایستادہ تبقدیم مراسم مجرا می پردازند بتخصیص چہار شنبۂ آخرین صفر طرفہ انبوہے وعجب کثرتے می شود۔ اشخاص دہلی خیلے تقطیع و تزئین کردہ می آیند و بعد حصول زیارت بسیر حدایق کہ در جوار ایں روضہ مبارک واقع شدہ اند می پردازند ارباب محترفہ بہ ترتیب و تزئین جابجا متمکن می شوند و مرغوبات و مطلوبات تماشائیان در ہر جا عرض می کنند از کثرت نغمات مطربان سامعہ گرانی بہم می رساند۔ در ہر گوشہ و کنار نقال و رقاص داد خوش ادائیہا میدہند۔ عرس مبارک چہاردہم ربیع الثانی میشود با ستدام سعادت آستان سدرہ نشان کلاہِ مفاخرت بہوا می فرستند و در اطراف واکناف بسبب کثرت قیام خیام جا تنگی میکند۔ ہمہ شب نوبت بنوبت قوالاں مجرا میکنند و مشائخ وصوفیہ را بوجد و حال می آرند و صحبت بواہیر ہا خیلے امتداد می کشند و طرفہ شور و شغبی برپا میشود ایں فرقۂ علیہ و سائر زوار آں شب را احیا میدارند و بیشتر در اطراف مرقد منور مراقب می باشند و برخے بتلاوت اشتغال می نمایند۔ صبح آں شب طرفہ فیضی دارد و نماز فجر بعجب حلاوتے میسر می آید حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ بپایان قبر گرامی آسودہ اند فاصلہ غیر از چند ذرعہ درمیان

نیست کہ در عرس شریف ایشاں ہم کیفیت خاص دست میدہد و سماع میشود مجاوران در اطراف ایں روضہ خانہ ہا و کاشانہ ہا دارند۔ برائے خود معمورہ ایست و مدار معیشت اینہا بر نذور و وجوہ وکالت است خوشا حال سعادتمندانی کہ در قرب ایں خطہ پاک مکان سکونت دارند علی الدوام تحصیل فیوضات زیارت میکنند

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی مزار انوار ایں بزرگوار از دہلی کہنہ بفاصلہ سہ کروہ واقع شدہ سواد روضہ اش چوں روضۂ رضواں در کمال دلکشائی و فضائے مرقدش بسان خیابان بہشت در نہایت خوش ہوائی اشعۂ کمالاتش ازاں سرزمین چوں نور آفتاب تابانست و لمعہ کراماتش ازاں خطہ دلنشین برنگ پرتو شمع از تہ فانوس نمایاں چراغ حاجتمنداں بشعاع کرامتش روشن است و دل مستمنداں بہ ہوائے توجہش رشک گلشن در واقعہ چراغ دہلی است بلکہ چشم و چراغ تمام ہندوستان زیارتش روز یکشنبہ معین است بہ تخصیص در ماہے کہ دیوالی می آید طرفہ ہجومے می شود۔ و دریں ماہ در ہر یکشنبہ جمیع سکنۂ دہلی سعادت زیارت میروند و در اطراف چشمہ کہ از مضافات ایں درگاہ است خیمہ ہا و سراپردہ ہا ایستادہ کردہ غسل ہا می کنند و اکثری از امراض مزمنہ شفائے کامل می یابند مسلمین و ہنود در تقدیم شرائط زیارت یکسانند از صبح گرفتہ تا غروب آفتاب کاروانہائے زایران متصل می رسد در زیر ہر درختے و در سایہ ہر دیوارے عالمے بہ ترتیب فروش پرداختہ داند

عیش وخوش دلی می دہند سیر عجیبے است و تماشائے طرفہ در ہر جا راگ و رنگست و در ہر گوشۂ و کنار صدائے پکھاوج و مورچنگ عرس مبارک ہم بتوزک می شود بادشاہ جم جاہ محمد شاہ در اطراف مرقد والا احاطہ پختہ ترتیب دادہ اند در صحنش وسعتے است کہ در ہیچ درگاہ شاید نباشد قدس اللہ روحہم واوصل الینا فتوحہم

حضرت شاہ ترکمان بیابانی علیہ الرضوان بکرامات غریبہ مشہور و بخوارق عجیبہ مصروف ثقات اینجا اتفاق دارند کہ پیش از بنائے دہلی درحین کہ صحرائے بحت بود۔ ایشان درجائیکہ آسودہ اند مقیم بودند و برخے معاصر حضرت قطب الاقطاب میدانند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال قبر مبارکش درون شاہجہان آباد است ۔بست و سوم شہر رجب عرس می شود۔ خادمان و معتقدان بآئین مناسب در روز عرس توزکی میکنند از کثرت چراغان و قنادیل صحن فلک نورانی میشود و از وفور گلہا موج نگہت گل درروانی آرام گاہش جمعیت آباد است و روضۂ اش خلد اتحاد از نسیم صحنش انچہ کیفیت بمشام می رسد و از شمیم فضایش نگہت حقیقت بدماغ میخورد جمیع سکنہ اعتقاد خاصے دارند و در مشکلات مہمات استعانت بروضۂ شریفش می برند و ذرخور رسوخ اعتقاد فائز مدعا می شوند۔

حضرت باقی باللہ مرقد مبارک ایشاں مکان متعین و زیارتش بذمہ ارباب ایقان معین نسیم فضایش گلشن اتحاد و شمیم ہوایش خلد آباد از

درو دیوارش بیخودی استقبال می کند و از سرزمینِ فیض آگینش عبرت آغوش می کشاید درعین تموزکہ ہوائے دہلی آتشباز می شود و زمینہا تفتہ می گردد در صحن مزار کرامت آثارش برودت می جوشد ہرگاہ قدم در صحنش میگذارند بر یخ می خورد و بیرون از حرارت آفتاب برشتہ میگردد یکے از خوارق عجیبہ اش اینست سکان شہر بتلاش در جوارش مدفون میکردند کہ بحمایت ہمسایگیش از تب و تاب جہنم محفوظ ماند نور اللہ مضجعہ۔

حضرت شاہ حسن رسول نما قبرش آئینہ جہاں نما است و تربتش چوں خطہ بہشت دلکشا بصفائے اعتقاد اگر زیارتش نمائے بوسیلہ روح پرفتوحش رویتِ جمال محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ممکن و بخلوص نیت اگر توسل جویند حصول مآرب و مقاصد متیقن بہ بست و یکم شعبان المعظم مراسم عرس بتقدیم می رسد وضع تزئین و آرائش بکار می رود۔ صبح عرس جمیع نقالانِ دہلی تا شام بمجرا پرداختہ احتظاظ وافی بزایران میرسانند و عنان معاودت میگردانند۔

شاہ بایزید اللہ ہو جلوہ صفائے مشربش از درو دیوار پیدا است و انوار کرامتش از تربت بہشت صفت ہویدا آ واز عرس مجلس رنگینی منعقد می گردد و حلاوت خاصے بمذاق زایران عاید می شود۔

قدوۃ اصفیا معارف آگاہ شاہ عزیز اللہ قبر مبارک ایشاں

در دہلی کہنہ درمکان مرغوبے واقع است ارادتمندان بمقتضائے صفائے عمارت مختصر رنگیں ساختہ و بہ تعمیر احاطہ آں پرداختہ نسیم فرائش از ہوائے خلد باج میگیرد و روائح ریاحین خیابانش از حدیقہ ارم خراج عشرت گاہ نزد بانست و تماشہ کدہ خلوت طلبان، ہیچ وقتے نیست کہ از خلفائش کسے مشغول بمجرد رسیدن آن مکان بیخودی تمہیدمی کند وجلوہ از خود رفتی بمعائنہ آہنگش می رساند و زمانِ حیات ایشاں عاصی بود کہ کلاغش بآئین محصلان شدیہ فرصت نفس کشیدن نمی داد و ہرگاہ کہ منمعز سر خود از کلبۂ احزاں برمی آورد بصدماتِ منقار مجروح ومشبک می یافت درتمام شہر وجمیع مزارات ملتجی گردید شفاعت ہیچکس در استعفائے جرائمش مفید نیفتاد اکابر عصر باستانہ کرامت آشیانہ اش سراغ رستگاری دادند وبیامن توجہات عالیہ مستظہر گردانیدند۔ بیچارہ را رجوع بخانقاہ فلک اشتباہ کردن ہماں بود وبکام دل رسیدن ہماں خوارق عجیبہ ایشاں از حد وحصر زیادہ است وتاحال استمداد و استعانت از قبر مبارکش باقیست روز عرس سماع خاصی می شود وشیخ وشاب بعتبہ مواحدمی آیند مطاف ومقصد ابرار۔

مرزا بیدل رحمۃ اللہ علیہ تربت موزوں ایشاں در دہلی کہنہ در محوطہ مختصر برنگ معنی خاص در الفاظ رنگین واقع شدہ سیوم شہر صفر عرس می شود تلامذہ اش وجمیع موزونان شہر بعزیمت مستفادہ روحش حاضرمی شوند و دور قبر حلقہ مجلس ترتیب می دہند۔ کلیاتش کہ بخطہ گرامی ترتیب وترقیم یافتہ

مابین حلقهٔ گذاشته افتتاح بشعر خوانی می نمایند. بر عنوانش این رباعی مرقوم است۔

رُباعی

اے آئینۂ طبع تو ارشاد پذیر
درکسب فوائد نمای تقصیر
مجموعۂ فکر ما صلائے عام است
سیری کن وسمتِ تسلی برگیر

بعد ازیں علی قدر مراتب بنتائج افکار خود را نقل مجلس می سازند۔ حلاوت طرفه بحصول می پیوندد و انبساط خاصے بحضار عاید میگردد۔ محمد سعید برادر زاده اش که چوں معنی بیگانه از نسبت معنوی میرزا بیگانه است بتواضع حاضرانِ مجلس و ترتیب شمع و چراغ دماغ خود را می سوزد و باتباع همه معاجین وحبوب اختراعی میرزا که از قبیل کیمیاست و درہمه دہلی انگشت نما صرف معیشت می نماید طاب ثراه وجعل الجنته مثواه۔

عرس خلد منزل بست وسیوم شهر محرم الحرام عرس مذکور ترتیب انتظام می یابد قبرش در جوار حضرت قطب الاقطاب است مهر پرور زوجه خلد منزل باهتمام حیات خاں ناظر از یکماه به تزئین و ترتیب چراغاں بندی که بهیئتِ متنوعه و اشکال غریبه طرح می باید متوجه می شود طراحان و صنعت پیشگان بادشاهی طراحی غریب بکار می برند و هنرهائے عجیب برروے کار می آرند بآئینی سرو چراغاں ترتیب می دهند که سرو شمشاد از خجلت بسان چنار خود می سوزد و نمطی روشنائی مشجر بجلوه می آرند که از

ہر شجرش گلِ آفتاب گل می کند تا دو پاس شب سر از دریچہ مطلع بیروں نمی آرد و آفتاب نفت خود دانستہ غیر از صبحدم متوجہ آفاق نمیگردد بر ہمائے روشنی بہ بروج آسمانی پیام انوار میفرستند و بنگلہ ہائے تجلّی آگین در ہر گوشہ و کنار طرح وادی ایمن میکنند معاشران با محبوبان خود در ہر گوشہ و کنار دست در بغل و عیاشان در ہر کوچہ و بازار بہول مشتہیات نفسانی در رقص حملِ مے خواران بے اندیشہ محتسب در تلاش سبیہ مستی و شہوت طلبان بے واہمہ مزاحمت سرگرم شاہد پرستی ہجوم امارد نوخطاں توبہ شکن زہاد و آہو پسران بعشق بے مثال برہمزنِ بنیاد صلاح و سداد تا نگاہ پرواز کند مائل روئیست و تا چشم وا شود حلقہ فتراک گیسوے سامان نواحش بمثابہ کہ یک عالم فساق بکام دل میرسند و اسباب خباثت بدرجہ کہ یک جہاں فجار کسب تمتع می نمایند تا کسے بحال خود وارسد امردی چشمک میزند و تا چشم چراغ روشن کند زنکہ پیام می فرستند کوچہ و بازار از نواب و خوانین لبریز و گوشہ و کنار از امیر و فقیر شور انگیز مطرب و قوال از مگس زیادہ تر و محتاج و سائل از پشہ افزوں تر قصہ مختصر بایں ترتیب وضیع و شریف ایں دیار ہواجش نفسانی ترتیب می دہند و بمستلذات جسمانی فایز می شوند درچنیں ہنگامہ چشم بستنہا عین مصلحت و بصر نکشودن محض بصیرت ۔

ذکر میر **مشرف** قبرآں اشمع روزگار در جوار معشوق الٰہی در باغے کہ نزہت کدہ

آب و ہوایش استنباط طراوت از ریاض رضواں می کند ترتیب یافتہ از پائین احاطہ اش نہر آبی در نہایت نظر فریبی و بکمال دیدہ زیبی جاریست چوں ہوا و فضایش بہ سبب اکثر حدائق در ترطیب دماغ نزہت طلبان اثر وافی دارد و بسیارے از معاشران و تعیش پیشگاں نظر بر قدر دانی ہوائے برسات درانجا سری میکشند و بزم آرا شدہ سیر فضا و کسب ہوا می کنند خیابانش از گلہائے رنگا رنگ ہموارہ مملوست و نشیمنہایش از کیفیت نسیم بہار و شمیم گلزار لبریز رنگ و بو۔ زاہد خشک مغز ہم اگر بسیرش پردازد تر دماغیہائے ہوا نشئہ کیفیت می بخشد خاکش بر سر محتسب بیخرد ہم اگر بہ نزہت آبادش راہ یابد نشہ پیمایہائے فضایش سرشاری گرداند زہے بیخبر رطوبت ہوایش خواہان نشہ شرابست و سرور رنگینی سوادش بے اختیار مائل صدائے تار و طنبور۔ میر کلو پسرش بہ عجب طمطراقی و طرفہ شانے عرس می کند آئینہائے رنگین و وضعہائے دلنشین ترتیب چراغاں می کند اطراف خیاباں را تختہ بندی کردہ در تابدانہا رنگیں می کرد و شمعہا روشن می کند و بر کنار نہر آب کہ وسعت خاطر خواہی دارد برجہا و بنگلہا مرغوب و بر روش مطبوع بستہ روشنائی می کند و جمیع عمدہ ہائے دربار بادشاہی و ارباب نشاط را دعوت کردہ صلائے عام میدہد چوں خودش جوان است و باہمہ امیرزادہ ہائے رنگیں آشنا برعایت خاطرش ہمہ با ساز و نشاط و سامان انبساط می آیند

ومعشوقہ ہارا باخود می آرند در ہربن ہر درختے و در سایہ ہر نہالے و درکنار ہرچمنے خیمہ ہاے رنگارنگ چوں گلپائے رعنا ایستادہ میکنند وبتجرع میل می نمایند ہمہ شب در ہرجا رقص است و در ہرطرف سرود و طعامہائے الوان وسایر مایحتاج مہمانداری بقدر رتبہ در ہرجا میرسد شبے چوں شب برات مطلع الانوار و صبحے چوں صبح عید ہزار رنگ تہنیت و دلخوش دربازگشت تماشائے غریب و سیر عجیب دست می دہد خیمہ مہمان خانہ بسان خیمہ دل بادل مشرف آب ایستادہ می شود ومحفل منعقد می گردد ہمہ جا مسند ہا وفرش ہامیکنند ولوازم ضیافت آمادہ میسازند رقاصان بلاتعینِ سمت گرم رقاصی ونقالان وقوالان بے تشخیصِ میزبان ومہمان متوجہ نغمہ پردازی فقرا ومشائخ تواجد میگردد واغنیا وارباب تمول را خندہ غرض بے تکلفیہا کارہا دارد وہیچگونہ مزاحمت نیست از مشتہیات و مرغوبات نفسانی ہرچہ آرزو کند مہیا است لیکن تمن یعملے و مایعرفی درکار ۔

ذکر کیفیت چوک سعد اللہ خاں ہنگامہ اش محاذی دروازۂ قلعہ است ومجمعش درفضائے پیشگاہ جلوخانہ سبحان اللہ کثرتے می شود کہ نظر از ملاحظہ محسوسات رنگارنگ دست و پاگم می کند ونگاہ بمشاہدہ تجدد امثال در تماشا و تعداد تمثال مواد تمنا در آئینہ خانہ حیرت می نشیند ہرطرف رقص امارد خوش رو قیامت آباد وہرسو شور افسانہ سنجان محشر بنیاد

راویانِ معتبر مثل ارباب عمائم چندیں جا کرسی ہائے چوبیں از قبیل منا بر نصب کردہ مناسب ہر ماہ و ہر روز مثلاً در ماہ رمضان المبارک فضائل صوم و در ذیحجۃ الحرام مناسک حج وعمرہ و در ماہِ محرم مقدمات روضۃ الشہدا بادا ہائے فصیح تقریر کردہ ذہن نشین عوام می کنند و ایں جماعت را بہ رفت می آرند و مبلغے معتد بہ بایں تقریب تحصیل می نمایند روستا مزاجان بشغف تمام میل بایں مجامع دارند و خام طلبان بذوق مالا کلام بگردش حلقہ می بندند و اکثر ہا تا دو پاس شب ایں وعظ و تذکیر میکنند اہلِ تنجیم و رمال ابلہ فریب ہم معطل نبنشنند قرعہ معرکہ جداگانہ انداختہ از روئے پردہ سرا بر مخفیات درضمایر مغیبات برمی دارند مردم از اقبال و ادبار خود مستفسر می شوند و بمواعیدش دلخوش گردیدہ بقدر استعداد می گذرانند۔ حکمت پیشگان عذر انگیز چندیں جا در فضائے چوک آب پاش کردہ و فرش طون گستردہ اصناف دوا را در خریطہ ہائے رنگیں کہ در حقیقت خاک راہ باشد برروئے دوکان چیدہ خود ہا را محتشم از لباس و چند ہا مقطع سرپیچی می نشینند و خواص ادویہ و منافع آنرا بتقریر رنگین و ادائے دلنشین بوجہے بیان می کنند کہ سفیہاں بریکدیگر سبقت کردہ خاک دوکانش نمیگذارند وسفوف و ایارج و شراب و معاجین و اقراص وحبوب و ضماد ہمہ موجود طالب از ہر جنس کہ استدعا نماید مطلبش حاصل است خصوص جائیکہ ذکر معالجہ حلق و استحکام عضو تناسل و امساک و مداوائے

آتشک و خیارک و سوزاک که مذکور می شود ہنگامہ عجبے است انفار و پواج
جاں کرد و جامہ کردہ ضماد و اطلیہ خرید میکنند استانزور خوش ادائی تقریر مبلغے
گرفتہ بدست یکے نسخہ کیر خر میدہد و بدست دیگرے اجزاے تقضیب الفیل
و ایں قرمساقہا بہ بہجت تمام راہ خانہ خود ہا می گیرند از فلذات کشتہ گرما گرم
ہر چہ خواہش نماید چندیں جا آتش مشتعل و دود ایں نہ فلذات بسوئے
نہ فلک متصاعد سرطان و سانڈہ در لیپ ہا جزو اعظم است ۔ چندیں جا
برشتہ ہا بستہ بخواہشمندان عرض می کنند ۔ نقالان و بادہ فروشان مکانہائے
معین و سمت ہائے متحصن دارند و بوقت حاضر شدہ تمتع میگیرند از آمارد
و نوخطان اطراف و اکناف مملو نگاہ ہمیں کہ بلند شود مہرہ کش صفحہ روئے
است و دست ہر گاہ کہ دراز گردد دست در گردن گیسوے اسلحہ فروشان
از ہر قسم سلاح از نیام علم کردہ جوہر احتیاج کامل می کنند تا خریدارش کہ
باشد و اقمشہ داران اجناس رنگیں بر دست گرفتہ صفحہ ہوا را آئین
شفقے می بندند تا چشم مشتری مائل کدام رنگ گردد تنعمات و تنقلات
را در زیر بغل یکدیگر میفروشند دست دراز کردن لقمہ حوالہ دہن کردن است
میوہ و فواکہ ولایتی و ہندی دوش بدوش قسمت می کند پہلو گردانیدن
ذائقہ را بکام رسانیدن گذر وحوش و طیور طایر حواس را بوحشت آباد پروانہ
میدہد افراط باز و جرہ و کبوتر و بلبل و سایر طیور قسمے است کہ تشخیص آنہا

بپیش ادراک عاجز است مگر کسے کہ منطق الطیر خوانده باشد و بخدمت سلیمان و آصف صحبت داشته باشد چندیں دشت و بیابان ویراں کرده ہر روز اقسام جانوری آرند مشتاقان وحش وطیر بتخصیص جوانان نوخیز و امارد شور انگیز اکثرے درآنجا بصیدمی آیند وصیادان تجربہ کار ازاں مرغزار کمین می کنند قفسہائے رنگین ومصنوع خوشنما تر از قفس عنصری وپنجره بشری برخواہشمند عرض می کنند الحاصل سایر مایحتاج انسانی وتمتعات نفسانی دراں مجمع آماده ومہیا است وازانجا کہ پیشگاه قلعه وعبور مرور امراء عمده است ہمه روز محشرے برپا۔

چاندنی چوک از ہمه چوک ہا رنگین است و از ہمه گذر ہا سراپا تزئین سیرگاه موزونان است وتماشا کده نزہت طالبان اقمشه عمده از ہرباب در راستہائش آماده و ابواب امتعه از ہر جنس برروے مشتری کشاده نوادر روزگار از ہر گوشه اش گرم چشمک زدن ونفایس اعصار از ہریک جنس درصدد دل بردن راسته اش چوں پیشانی نیک بختاں در وسعت آغوش رحمت کشاده ونہرش چوں ماء العین از آب زلال آماده۔ درضمن ہر دو کانے لعل وگوہر بدخشاں بدخشاں و درروئے دست ہر کار گاہے سلک لآلی ومروارید نیساں نیساں یکطرف راسته اش جوہریاں باستغنائے تمام ولیقین مالا کلام تکیه بزبان دلالان ترغیب مشتری میکنند ویک سمت تجار

از اقمشه و سائر مایحتاج در فضائے دکاکین چیدہ بفریاد تمام خریدار تحریص می نماید
کہ بشنود و ر نشنود ما گفتگوئے میکنم روائح عطریات و طیوب اقسام بے فضولی
گفتگوئے عطار و زمزمہ دلالاں و وسایط پیشکاراں بمشام ارباب خواہش پیام
رساں و موج شوخی لطائف ہر جنس بے تمہید بایع آرزوہا راسلسلہ جنبان
بملاحظہ شمشیرہا کہ بشکل ابروئے خمدار بتاں نگاہ تماشا محرف می خورد دست
بقبضہ غافل زدن برہان قاطع مصلحت و بمشاہدہ اقسام کٹارہا کہ باسلوب
زبان مارجویائے حریفیست نگاہ وز دیدن عینک مشورت کارخانہ چینی از اقسام
و انواع بو فوریکہ بملاحظہ اش شیشہ خانہ حوصلہ بر سنگ جرمی خورد حقہ ہائے
شبنشہ مختلف الاشکال ملون و مطلا بآئین مرغوب بر سر دکاکین قسمے چیدہ اند
کہ چشم فلک حقہ باز شاید نظیر آں ندیدہ باشد و گلابی پیالہ ہائے مطبوع
و رنگین باسلوبی در پیشگاہ دوکانہا گذاشتہ اند کہ اگر زاہد صد سالہ باشد بمجرد معائنہ
اش ہوس صہبا بہم رساند اقمشہ دوش بدوش و دست بدست کہ در حقیقت نسبت
از دکاکین حکم ابتذال دارد و بایں خوبی و لطافت کہ شاید در کارخانہ امرا بہم نرسد
و قطع نظر ازیں در فضائے شام جلوہ رنگارنگ ایں الواں متعذر الانحصار شفق
را در خون نیشاند و کیفیتے محسوس باصرہ میگردد کہ شاید از سیر چمن بہم نرسد
در قہوہ خانہ ہا کہ در عین فضائے چوک واقع اند مستعدان سخن سنج ہر روز فراہم
آمدہ داد سخن و بذلہ سنجی میدہند امرائے عالیشان باوجود علوئے مرتبت

ہرے بہ تماشائے ایں چوک میکشند ازبسکہ اشیائے غریبہ و نوادر نفیسہ
ہرروز درینجا بنظر میرسد اگر فی المثل بضاعت قارونی بہم رسد شاید کہ وفا نکند
آمیرزادہ نوجوانی ہوس سیر ایں چوک بخاطر داشت۔ مادرش بعد تمہید معذرت
بے استعدادے لک روپیہ از متروکات پدرش حوالہ نمود کہ ہر چند ازیں مبلغ
نفایس و نوادر ایں چوک تحصیل عنواں کرد لیکن چوں طبعیت عزیز القدر
مصروف ایں معنی است ایں وجہ محقر یرا صرف ضروریات پسند خاطر
باید نمود۔

ذکر حافظ شاہ سعد اللہ علو جلالت و سمو مناقب ایشاں از

اندازۂ تحریر و ترقیم بیرونست و شرح کمالات و بیان نزہت طلبان از
از احاطہ گذارش افزوں خلائق در اعتراف مدارج ولایتش متفق اند و برخے
بمرتبہ قطبیت ایشاں مقر در معاوضہ بصر ظاہر عدالت پیشگان قضا بصیرت
کرامت فرمودہ اند و در سیماوی ہدایت انتمایش انوار ارشاد لفبیہ کردہ
اکثرے طالبان سلوک بمسکن معنویت موطن شاں رفتہ اکتساب کمال می نمایند
وتصفیہ و تزکیہ نفس مشغول ذکر اند مدار صحبت ایشاں مبنی بر سکوت است
خیلے مراقب می باشند وبسلسلہ عالیہ نقشبندی ربطے دارند لہذا بسماع میلے نیست
حق تعالٰے ہمگنان را برکات صحبت فیض منقبت ایشاں نصیب گرداند۔

ذکر شاہ غلام محمد داول پورہ دور باش شکوہ فقر ایشاں صولت اغنیا را

برعشہ می آرد و کلمات عظمت سمایش دولتمنداں را در لرزہ می افگند ثبات قدمش باوجود کثرت توابع کہ در دائرہ توکل مستقیم و استقلال وضعش با وصف افراط فقر و فاقہ در ناز و نعیم جمعی از فقرا و صلحے و جوقے از محتاج وضعفا ہمواره در حوالی نعمت متوالی ایشاں بسر می برند و از صبح تا شام حاضر می باشند و از موائد فتوح ذلہ خاطر خواہی بر می دارند بمقتضائے عدالت ونصفت علی السویہ تقسیم می فرمایند واحدالناس را محروم نمیگذارند بعد یکپاس شب کھچڑے پختہ میشود و باتفاق ہمکناں تناول می فرمایند و بخدمہ اندرون ہم موافق قسمت حصہ می رسد قوالان کہ بفیض المرام مجاورت آستان گرامیش تمتع پذیر فیوضات اند و شریک غالب فتوحات چوں سایہ از شخص جدا نبستند و بہمہ روزگار ہنگامہ وجد و حال گرم می دارند مکان شگفتگی عنوانش خالی از کیفیتے نیست با وضع و شریف وبا اغنیاء وغربا یکساں سلوکست و از سرکار بادشاہی و امرا التماس یومیہ بسرحد مبالغہ رسید لیکن مسموع نگردید از بزرگان زمانہ اندو در فتوحات وجواں مردی یگانہ۔

شاہ محمد امیر از مشائخ نقشبندیہ اند و متوطن شہر اند صیت کمالات وشرح حالات با برکاتش مستغنی البیان است وخامہ در تحریر اوصاف ولایت اتصافش حیران اوقات میمنت سمات مصروف کسب کمال و مزاج ہدایت افتراحش مستغرق ومستہلک وجد و حال غیراز وقت

قیلولہ چشم معنی بینش آشنائیست و التزام صوم دھر و قیام لیل از مبادے صبح تمیز است و اوقات روز و شب منقسم است بہ چندیں قسم برخے بہ طاعات و دعوات و بعضے اذکار و اشغال و از مشاہد و مراقبات غرض تعطیلے در امور معہودہ ملحوظ احدے نگر دید بعد یکپاس شب بدرون محل تشریف بردہ بہ تلقین و تعلیم پسران ارادت بنیان مشغول میشوند و قدرے موافق سنت نبوی استراحت کردہ باز بہ تہیہ نماز تہجد تشریف می آرند و تا یکپاس روز بسکوت می گزارند اوقات شریفش خیلے معمور است و جبہہ مبارکش لبریز تجلی و نور جنانش مرجع اہل نور است و آستانش مقصد و مطاف کشمیریاں اعتماد الدولہ وغیرہ عمدہائے ہمراہیش خود را در حلقہ ارادت محسوب می کنند۔ حضرت نواب صاحب باہم بارہا اکتساب فیوضات صحبت کثیر البرکت کردہ اند نذور معتدبہ گذرا نیدہ۔ دریں ایام طائر روح پرفتوحش بسیر عالم علوی پرواز کردہ پسرانش سجادہ نشین اند اللھم اغفر و ارحم

شاہ پانصد منی از مردم توران است و بعظم جثہ و شکوہ جبہ درویش عظیم الشان از فقرائے فعلیہ جمعی با خود ہمراہ دارد و از امرائے تورانیہ مبلغہائے خطیر برائے دیگجوش میگیرد و شہرت خرسواریش بسرحد تشہیر رسیدہ است و از فرط خواہش ہمیں سواری را پسندیدہ ہر شبے در خانہ مہمانست و ہر روز در مجمعے خراماں درویش صلوٰۃ خوانی از ہمراہیانش

مشہور بہ زرگی عمامہ است و بہ طرز عجیبے می بندد و عمدہا نظر بغرائب دستارش اندرون محل می برند و ایں معنی را وسیلہ تفرج میدانند تحمل کہ در وزن برست آثار برسد سبکباری گردنش موقوف بدر از گنبد نست خدا کند کہ نصیب شود۔

ذکر میر سید محمد جلالت نسب و حسب از چہرہ نمایاں سیمائش چوں شعشہ آفتاب تاباں است و عظمت شکوہ مرتبہ فقر و عرفانش بذروہ عیوق و کیوان صولت و صنعش کہ مسبق از مادہ شجاعت است زہرہ زایران را بگداز میدہد و صدمہ گفتگویش کہ مستنبط از مہابت است جگر مخاطبین را خوں میکند جلال و جبروتش از ہیئت جلسۂ شریفہ اش پیدا است و کمال فقر و قناعتش از در و دیوار تجلی آثار ہویدا در استقامت وضع عدیم البدل و در اعلان کلمتہ الحق باسلاطین و امرا ضرب المثل از زمان خلد مکان ترک منصب کردہ بہ نزہت آباد گوشہ فقر کوس شاہی میزند و باستثنائے تمام نعین مالا کلام اوقات بابرکات بسر می برد دریں بین از سلاطین و امرائے کبار اقسام تضرع و ابتہال دربارۂ قبول سیور غال بعمل آید لیکن بے نیاز بہائے منصب فقیر بگوشہ چشم ملتفت نگردید و از قبول فتوح و نذور ہم ہمیں عالم است مگر از غریبے پسراں و خویشانش در سلک ارباب مناصب انتظام دارند و آرزو میکنند کہ بفرمایش آبروئے دارین حاصل نمایند لیکن میسر نیست محاورۂ شعر لفیش خیلے رنگیں است و گفتگویش

نہایت شیریں ادائے کلامش مبنی بر لطائف و ترش خوے احوال طائفین ناشی از ظرائف باعتراف کمالاتش جمہور سکنہ دہلی متفق اللفظ و المعنی و زبان خاص و عام بمجاہدات معنوی آمالش ناطق و گویا و ایں شعر مولوی نظامی مصداق حال کرامت اشتمال است۔ **نظم**

تا بعہد جوانی از بر تو — بدر کس نرفتہ از در تو

ہمہ را بر درم فرستادی — من نمیخواستم تو میدادی

فقیر بارہا کسب سعادت کردہ و دریوزہ ہمت و التفات نمودہ۔ **بیت**

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

بندگان نواب صاحب یکمرتبہ احرام ملازمت بستہ بودند بسبب بے توجہی و بے اعتنائی و کلمات نصائح بے خط گردیدہ مراجعت فرمودند۔

ذکر مجنوں نانک شاہی کہ در ضعف و نحافت مصداق

نام خود است و بخوش وضعی فقر شہرۂ خاص و عام از جبہہ اش استدراج لایح است و از فحوائے کلماتش علامات برکات فایح تکیۂ دل نشین در نہایت تقطیع و تزئین بر کنار دریا دارد و وقت معینے در خلوت گاہ بر آمدہ ملاقات طلباں را بار میدہد اکثرے از ہنود و مسلمین بداعیہ دیدنش سری بآن تفرج گاہ میکنند و در نہایت توقیر و تکریم باو ملاقی می شوند در حین جلوس او بمرکز معین پرستاراں مورچال طاؤس از دو طرف بہ پرواز می آرند۔

واقسام گلہا و انواع فواکہ و اصناف شیرینی در محاذیش می چینند بہ ہریکے ازیں اقسام بقدر تقسیم میدہد و بہ تمکینی می نشیند کہ حاضر آنرا قدرت نطق محسوس نمی شود و خود ہم بے ضرورت بحرف آشنا نمی شود واز انداز جلسہ اش مبرہن میگردد کہ شغل باطنی دارد بے تکلف در محفلش جمعیتے وسکوتے در امزجہ مختلفہ حاضرین یافتہ می شد وہرکس رغبت بسکوت میداشت۔ مگر قوالان لاینقطع مجرا می کردند وبا انعام مستوفی متخطط میگردند ہنود متمولین بسیار خدمت میکنند و مبلغ خطیر می گذرانند وبعقیدہ فاسد خود نانک وقت می دانند عملہ وفعلہ آں مکان در نہایت رفاہ بنظر می آید جمع کثیرے آبیانتش معیشت دلخواہ میکنند وغیرازیں از محتاجین ہرکہ بسر وقتش واردمی شود بقدر قسمت کامیاب می گردد چوں مسکنش برلب آبست وکشتی ہا پائینش مستعد ہرروز عجب ہجومی می شود وطرفہ تفرجے دست میدہد لیلی منشان میانہ سوار زیادہ از شمار درآنجا می آیند و درسایہ اشجار سواری گذاشتہ تفرج میکنند وتنہا بمجنوں ملاقات می نمایند ومقاصد مستورہ گذارش نمودہ جہت حصول ضمایر استمداد میخواہند زبان حالش ترنم بایں بیت است۔ بیت

شبے مجنوں بہ لیلی گفت اے معشوق بے پروا
ترا عاشق شود پیدا ولے مجنوں نخواہد شد

در برسات حوالی تکیہ اش خیلے کیفیت پیدا میکند و انتعاش عجیبے بہ نزہت طلبان دست می دہد و دہم محرم بتقریب تغسیل شستن اعلام حضرت امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام طرفہ انبوہے می شود و سوادش عجب شکوہے بہم میرساند درصلح کل مکانش قابل گذاشتن و خودش لایق صحبت داشتن۔

ذکر مشایخ مقدمتہ الجیش معرکہ وجد و حال شاہ کمال

درعالم فقر خیلے رنگین و میرزا واقع شدہ اند و در تقطیع لباس و خرقہ پوشی نظیر ندارند ملبوس ایشاں از پارچہ ہائے نفیس باریک ساختہ میشود و در غذا ہم طرفہ تکلف و صفای بکار می برد و باعتبار تناسب و تعادل قویٰ مطبوع طبایع خلایق اند و بوجد و حال و سماع زیادہ از حد شایق و اصطلاحات صوفیہ و استعارات مشایخ بعبارات رنگین و اشارات دل نشین ادا می کنند و در مجامع و عرایس اکثرے حاضر می شوند و از حرکات تواجد ایشاں و سکناتہائے بے تکلفانہ ایشاں نظارگیاں طرفہ حظے بر می دارند و از مناسب خوانیہائے اشعار فارس و ریختہ عجب تمتعے می گیرند۔ از خواندن حلاوتے بسامع می رسد و بے اختیار متلذذ میگردد و در فکر ریختہ مدلول اسم خود واقع شدہ اند صحبت ایشاں غنیمت است و مجلس ایشاں بکیفیت۔

ذکر شاہ غلام محمدؐ

متصل حویلہ دارخانقاہ ایشانست ہر شنبہ مجلس سماع می منعقد شود قوالان جمیع شہر و دیگر ارباب ذوق حاضر می شوند و مستفید می گردند آثار کمالات روحانی

ازناصیہ مبارک لائح است وعلامات ملکات فضائل نفسانی از کلام بہا اُنتسامش فائح بیشتر اوقات بسکوت میگذرد واکثرے مراقب می باشند چوں ذوق مفرطے بسماع دارند درخانۂ تاج خاں قوال کہ پنجم ہر ماہ مجلسے ترتیب می یابد ونامبردہ عقیدت خاصے دارد مقدمش رونق افزای شود بار باب اعتقاد کہ جہت زیارت بخدمتش میروند طرفہ عنایت می فرمایند و بکلمات رنگین و دلچسپ محظوظ می گردانند ملازمتش بطالبان اہم است وصحبتش بہ مسترشدان مغتنم۔

ذکر شاہ رحمت اللہ قدوہ مشائخ شہر اند وبوفور اشتہار در ہمہ عالم علم۔ عمدہ ہائے بمقتضائے صفای عقیدت بیشتر بخدمت ایشاں مربوط اند وسائر الناس بتقریب ارادت درسلسلہ علیہ اش منوط۔ حلقۂ ذکر ہمیشہ معمور است وسماع درمحفل کرامت منزل دستور چہار قبیلہ دارند و ہر زور بنوبت در ہرجا بنوبۃ می فرمایند۔ باوجود کبر سن قوت ہائے جوانانہ از اوضاع گرامیش محسوس می گردد و ہر چندے کہ لبریز کیفیت معنوی واقع شدہ اند لیکن بہ تجرع دوام میل خاطر میفروش می شود۔ غالباً بنا برمصلحت باشد وظاہرا برائے حکمتے۔ در تسطیر سفارش ارباب احتیاج قلم فیض رقمش بے اختیار است و در تحریک سلسلۂ صدارت انامل وجد تسوالمش درکار۔ وجود کرامت آموزش واجب التعظیم

وقدوم میمنت لزومش لازم التکریم۔

ذکر اعظم خاں پسر فدوی خاں برادرزادہ خاں جہاں بہادر عالمگیری از امرائے عظیم الشان است و بمقتضائے رنگینی مزاج و مہارت راگ ممدوح مطربان ہندوستان طبیعتش امارد پسند است و مزاجش بصحبت سادہ رویاں دربند مداخل جاگیراتش صرف اخراجات ایں فرقہ است و ماحصل روزگارش خرچ پا انداز مقدم ایں طبقہ ہرجا از امردی رنگینی خبری یا بد برعایت دلخواہ درکمند رفاقت خود می اندازد و ہرطرف از سادہ روی پیامش میرسد بدامِ احسانش میکشد جمعے ازیں گروہ بحسن سعیش بمنصب مناسب امتیاز یافتہ انیس بساط اند و برخے بمراعات خانگیش اکتفا کردہ رنگ افروز محفلِ نشاط درسواری بشان تمام وتجمل مالا کلام براسپانِ بادپا سواری شوند غرض ہرجا سبزہ رنگی بنظر می آید منسوب بہ اعظم خاں است و ہرکجا نوخطے جلوہ میکند از وابستہہائے آں عظیم الشان، بہ پرتو خال ایں گلرخاں صبح پیری را خضاب میکند، و بوا ہمہ کم فرصتی ہائے زمان فرصتِ حیات در استجلاب وحظوظ نفسانی درشتاب۔

میرزا منو کہ از امیرزادہائے زمانہ است و دریں فن سحرکاریہا یگانہ اکثرے از امرازادہ ہائے احکام ضروری ایں علم از و یاد می گیرند وبشاگردیش فخر میکنند شیرازہ ایں محفل است و باعث انتظام

ایں بزم غلمان مشاکل خانہ اش بہشت شداد است و کاشانہ اش آشیاں مجمع پریزاد ہر نوخط رنگیں کہ با ایں محفل ربط ندارد فرد باطل است و ہر ملیحے کہ بایں مجمع مربوط نیست از حلیۂ اعتبار عاطل مجلسش دار العیار شاہدان است و بزمش محک امتحان گلرخاں نقد قراضہ حسن تا بدار الضرب بزمش رجوع نکند کامل عیار نیست چہ شد کہ مثل طلائے دست افشار است و سیم جمال تا در کوزہ مجمعش گذار نیابد چاندی نیست چہ شد کہ اگر نقرہ خالص است۔

قطعہ

یاراں بخمار خانہ رندے چندند ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ با مردم عیار کم پیوندند
کذا
رندی چند ند و کس نداند چندند ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ بر نسیہ و نقد ہر دو عالم خندند

ذکر لطیف خاں لطف معاشرانش دستور العمل عشرت

طراز انست و ضابطہ ہائے بزمش معمول معاشران از امرا زادہ ہاست ہمتش مصروف بزم آرائیست و جہدش مبذول نغمہ سرائے مہارات راگ بمرتبۂ کہ نعمت خاں اکثر بخانہ اش می آید و طرز نغمہ را مستحسن میدارد و مزہ خواندنش بدرجہ کہ عمدہ ہا تلاش باریابی محفلش دارند و محظوظ میشوند عطائے بے نظیر است و معاشر رنگیں تقریر علی الدوام برنگ چشم سرشار نشۂ سیہ مستی است و بسان ساغر در خدمت بینا لاینقطع سرگرم صہبا پرستی اشعار رنگیں در ضمن صحبتہا میخواند و نقلہائے شیریں را

در احیان نزہت بزم نقل مجلس میگرداند دلجوئیہاے یاراں بمرتبہ ایست کہ ہرکہ یکمرتبہ بہ صحبتش رسید خود را آشنائے دیریں خیال کرد و رعایت خاطر احباب بمثابہ کہ ہرکہ یکدفعہ مربوط گردید تا مدت العمر حق التفات او بذمہ اش ماند تواضعش باہمہ کس بزنگ تواضع مینا با جام برش وخویش باہمہ طبائع گیراے نشہ بشام حقہ ہاے باتکلف باظروف تجرع پیش ہرکدام علیحدہ میگذارند و گلابی ہاے پاشاں باسامان تنقل بے شائبہ مشارکت بمحاذی ہریکے جداگانہ می چیند۔ یاران نغمہ سنج بنوبت داد خوش ادائی میدہند و حریفان خوشنوا بمراتب ترنم سرائی میکنند و دریں ضمن لطیفہ ہم درمیان می آید و بذلہ و بدیہہ نیز چہرہ میکشاید از دو گھڑی روز تا یکپاس شب اجتماع این محفل است ہمیں کہ وقت معہود رسید مشار الیہ ملتفت استراحت است و تفرقہ دار آنجماعت بیشتر نور بائی و دیگر طوائف وخوندہا و نوازندہا و رقاص شیرازہ مجلسش بودند الحال کہ بضاعتہا صرف پا انداز شاہی گردیدہ اینہمہ ہجوم نیست لیکن مردم مخصوص جمع می شوند و یکپاس شب ہمیشہ بہ تعیش میگذرانند۔ ایں شعر اکثر بزبانش میگذرد بایمن یادگاری قلمے گردید۔ بیت

در حریم بزم مستاں دور صبح و شام نیست
گردش جام است اینجا گردش ایام نیست

ذکر کیفیت بسنت در ہر ماہے کہ بسنت واقع می شود غرہ آنماہ در قدمگاہ

جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرفہ مجمعے می شود و عجب ہنگامہ از

صبح آنروز جمیع سکنہ شہر بہ تقطیع و تزئین پرداختہ در راستہہائے آں بہارستان

فیض برنگینی خیابان دو طرفہ فروش ملون گستردہ و بآرایش اماکن جلوہ گر میشوند

و در حوالی صحن آں سعادت کدہ بر یکدیگر سبقت جستہ بساط تفرج و انبساط

می گسترند و چشم براہ قوالان و مجرائیان و زائران می باشند و انتظار می کنند

کہ دریں ضمن در صحن قوالان و نغمہ سرایانِ شہر بتجمل تمام و تزئین مالا کلام

اقسام گلدستہ ہا ترتیب دادہ و ریاحین متنوعہ را در کوزہ ہا گذاشتہ جہتہ نیاز

روحِ مقدس سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات بکمال خضوع و خشوع در ہر

قدم زمزمہ سنجان و در ہر خطوطین ترانہ طرازان بہ تأنّی ہرچہ تمام تر رہ نورد

می شوند و ہمراہ ایں جماعت زائران شیشہ ہائے رنگین گلاب و عرق بید مشک

و عرق بہار و دیگر عطریات لبریز ساختہ تحفہ روی دست میگردانند و بر سر

روئے متوجہان آں کعبہ تحقیق گلاب پاش بعمل می آرند جلوہ شیشہ ہائے

چینی نژاد در دست پری پیکران نازنین شیشہ خانہ حوصلہ تماشائیاں را

بسنگ می زند و عقل مصلحت بیں را فرسنگ بفرسنگ می بردگرد راہ آں

راستہ از کثرت طیوب عبیر خیز است و ہوائے در و دیوار آں مکان فائض الانوار

از وفور روایح عطر انگیز جنوں بے اختیار بملاحظہ ایں حالت مستعد نالہ

و فریاد و اضطراب طبیعت بمشاہدہ ایں جلوہ گراں ہم پلہ گردباد مطربان رنگین و نوخیز بجلوہ ہائے عجیب و اداہائے غریب در فضائے آں شفاعت گاہ صفہائے جداگانہ بستہ با ساز و نوا مراسم مجرا بتقدیم میرسانند و قوالان معمر طرف دیگر شیرازہ بند مجموعہ نیاز گردیدہ جبہ خضوع بخاک وکنار باظہار ضیاعت کہ در حقیقت طاعت میدانند بے تاکید احدے مشغول رقص و سرود اند و زوار تفاوت آثار لاینقطع در اتصال اتحاف و ہدایا ر درود نامعدود از طلوع صبح تا نماز عصر نواسنجان بنوبت مساعی حمیدہ در تقدیم مجرا بکار بردہ بخانہ معاودت می نمایند و گلہائے قبول وتمنا بدامن آرزو می برند و روز دویم بہمیں ضابطہ نغمہ طرازان باساز ونوا بزیارت حضرت قطب الاقطاب میروند و وظائف بندگی مودی ساختہ درحین مراجعت بطواف حضرت چراغ دہلی شمع امید روشن می کنند و روز سوم بجناب حضرت سلطان المشائخ کہ بسبب قرب شہر مرجع جمہور خلایق است وبسبب فرط عقیدت طوائف انام خیلے بطوافش شایق مجلس خاصے منعقد می گردد و بوجہ احسن بزم سماع ترتیب می یابد صوفیہ در وجد و حال گوئی مسابقت از اقران و امثال می ربایند ومشایخ وفقراء تمتع خاطر خواہ حاصل می نمایند۔ تاریخ چہارم نظر برایں کہ مرقد حضرت شاہ حسن رسول نما درعین شہر واقع است وطوائف ارباب نغمات را رجوع

تماشاست طرفہ مجمعی می شود کہ از کثرت اشخاص عبور و مرور زائران متعذر
می گردد وحوالی آں مکان فیض آگین بسبب ہجوم اہلِ غنا وکثرت نقالان
باآں ہمہ وسعتے کہ دارد تنگتر از دیدہ مور می نمایند و روز پنجم سواد پیشگاہ فلک
اشتباہ حضرت شاہ ترکمان بسبب انعقاد ارباب نشاط و حال و اجتماع
اصحاب حسن وجمال رشک انجم و پروین ومحسود فضائے خلد بریں میگردد
چوں اکثرے قوالان عمدہ در جوار آں کرامت آثار ساکن اند باداے حقوق
جوار بیشتر از جاہائے دیگر نازکی و رنگینی ہا بعرض می آرند و سامعاں را
ممنون می گردانند روز ششم بطریق معہود بجانہ بادشاہ و امراء رجوع نمودہ
باستجلاب منافع وحطام دنیوی مشغول می شوند وشب ہفتم ایں ماہ ارباب
رقص بہیئتِ مجموعی بر قبر عزیزی کہ در احدی پورہ مدفونست حاضر گشتہ
قبرش را بشراب ناب می شویند وہمہ شب بے اہتمام متنفسے مرتبہ بمرتبہ
برقص وسرود پرداختہ صدور ایں حرکات را ذریعہ ترویج روحش میدانند
قوالان ہم جستہ جستہ فراہم می آیند مجلس رنگینی می شود مردمِ حسین در آنجا
وارد می شوند طرفہ خلوتے دست بہم میدہد وعجب صحبتے بیسر می آید
غرض بایں تقریب تا شش روز تماشائیانِ عشرت پرست ونظارگیان
سُبک سیر چابک دست داد انبساط میدہند و ذخیرہ احتظاظ برائے
یکسال در یکہفتہ می اندوزند خوشا حال ایشاں۔

ذکر یازدہم میرن نامبردہ ہرچند یکہ بوفور انکسار و وسعت اخلاق
و کثرت تواضع و رعایت مہمان داریہا و ترتیب بزم آرائیہا محسود اقران
خود است لیکن بعلاقہ داروغگی ارباب رقص و نشاط و تقریب امر جمعیت
اہل طرب فی الجملہ مطعون است چوں وزیر الملک بتجرع میلے دارند
و با اہل حسن و جمال و اصحاب غنج و دلال ازانجا کہ توجہ خاطر ایں عزیز
بتقدیم حسن خدمات معزز و محترم است و در تلاش مردم حسین طرفہ دستے
دارد و ہر روز پیکرے تازہ بافسون تسخیر میکند از دیگر مصاحبان کرم خانہ
اش از ہجوم جلوہ گلرخان گلشن آباد است و کاشانہ اش از ورود مہ جبینان
آشیانہ پریزاد ہر جا کہ گل رخساریست مائل صحبت اوست و ہر کسے کہ
نشئہ حسنے دارد شیفتۂ بزم سراپا کیفیت او امارد رنگیں از کلاونت بچہ ہا وغیرہ
در حلقۂ بزمش خیل در خیل و نوخطان دلچسپ از ہنود و مسلمین در دائرۂ
مجلسش جوق در جوق ہر ماہے یازدہم میکند ارباب رقص بے اینکہ
تکلیف نماید از صبح در محفل او خبر گر دیدہ و منت بردل و دیدہ گذاشتہ
برقص و سرود اشتغال می نمایند و ہمیں قسم قوالان و نقالان بے شائبہ موقع
باداے مجرامی پردازند چوں خیمہ ہا متعدد ایستادہ میکنند و فروش رنگیں
گستردہ می شود و براے اہل شہر صلاے عام است مردم خوب خوب چیدہ
چیدہ دراں مجمع میشوند و آنہمہ ہجوم اہل حسن می شود کہ نگاہ از کثرت

اشخاص حسین وا فراط مردم دلنشیں دست و پاگم می کند وچوں نادیدگان خودرا بعیب گرسنہ چشمے می نمایند اسباب طرب برائے ہرکس مفت است وسواد تماشا جہتہ ہرکدام رایکاں اگر مبلغ خطیری درخانہ بخرچ آرند ایں صحبت وتماشا امکان ندارد و ایں کیفیت میسر نمی آید ہمہ شب از وفور شمع وچراغ مجمعش نورٌ علیٰ نور است وفضایش ہمسر وادی طور درصحن آں بزمگاہ تجلی دستگاہ ارباب حرفہ اقسام دکاکین از اطعمہ واشربہ مرغوب وتنقلات دلچسپ چیدہ ماکولات ضروری بنظارگیان عرض میکنند چوں محفل از استطاعت درستی وتوسعہ خاطرخواہی دارد درتقدیم مراسم مہمانداری قصور نمی کند ومردمِ ممتاز ومخصوص را در اماکن متعددہ کہ ہریکے برنگینی فرش وخوش ہوائے رشک دیگر سیت تکلیف نمودہ بطعام وفواکہ وروایح تواضع می نمایند ونشہ سنجاں را بجہتہ تردماغی صحبت وبرطیب مشام بصہبا کشی ہم مختار می گردانند وعطریات بوفور بیش ہرکسے می گذارند غرض در مہمان داری بے بدلست و در بزم آرائی ضرب المثل خانہ اش ہیچو خانہ امرا جلوۂ پری رخانِ جہاں ۔

ذکر دوازدہم ربیع الاول درسرائے عرب کہ از قلعہ

بادشاہی بمسافت سہ گروہ واقع شدہ وبسبب توطن اہل عرب کہ ہمہ موظف بادشاہی اند آب ورنگ دیگر یافتہ و درماہ ربیع الاول

خصوص دوازدہم طرفہ مجمعے وعجیب کیفیتے دست می دہد قریب دو ہزار کس
از اعراب در مسجدے کہ در وسط آں سرا واقع شدہ حوض وسیعے و فضائے
دل کشائے دارد و باش مکرم خاں مرحوم است مجتمع گردیدہ تمام شب
زمزمہ سنج مولود می شوند وقصاید عربی کہ در نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم شعرائے عرب موزوں کردہ اند با آہنگہائے خریں ونشید ہائے
دلنشیں میخوانند ومحققین صوفیہ را بمصداق ایں شعر۔ بلیت

کسانیکہ یزداں پرستی کنند　　باواز دولاب مستی کنند

بوجد وحال می آرند ہر طرف زمزمہ صلوات واز ہر سمت صدائے
تسبیح وتہلیل وبمسامع میرسد تمام شب بایں ہیئت احیامی کنند
وہمیں کہ آثار صبح ظاہر شد بختم قرآن مشغول می شوند چوں ہمگی حفاظ اند
واز قواعد تجوید آشنا سامعہ را طرفہ احتظاظی بہم میرسد وعجب نماز سراپا
حضوری میسر می آید اہل شہر خصوصاً صُلحا واتقیا بمقتضائے مناسب
نظرے بایں صومعہ رسیدہ باکتساب مثوبات اُخروی واحرار مقاصد
معنوی کامیاب مدعا می شوند واستیفائے لذت ذائقہ ہم میسکنند
چوں اہل عرب در تعظیم وتکریم مہمان ضرب المثل اند مقدم ایں اعزہ
را بہ ترحیب مبلغے ساختہ بما حضر خرمائے تر کہ دراں سرا خوب بہم میرسد
استقبال می کنند وشب ضیافت مستوفی از الوان طعام سرانجام میدہند

وپیالہ ہائے کلاں قہوہ خوری کہ گاہے شیرینی ہم داخل میکنند علی الاتصال بہر دم تکلف می نمایند چوں تہوع آور است مہمان دردر وقبول سخت اذیت می کشند فقیر برفاقت خاں صاحب سر دفتر اشفاق کیشاں سید حشمت حال وارد گردیدہ بود معنی ایں شعر را دریں محل صادق یافتہ بود۔ بلیت

روزے بخانۂ عربی مہماں شدم (کذا)
چنداں خورند قہوہ کہ من قہوہ داں شدم

غرض تفاوت منشاں معنی را ہم فال وہم تماشا در آنجا دست میدہد وبرخے بجہتہ دیدن ملیحانِ عرب ہمسری میکشند گو اباس مقطع باموافق ضابطہ نباشد وحسن گرمی واداے دلچسپی بنظر نیاید (کذا) وبراے مخلصے متمسک بایں شعر می شوند۔ بلیت

محقق ہماں بیند اندر اہل
کہ در خوبرویان چین و چگل

صبح کہ عنان معاودت میگردانند بملاحظہ فضا وکسب ہوا عشرتے وبمشاہدہ قبور متقدمین وعمارات عالیہ مندرسہ عبرتے حاصل می نماید۔ فرد

ایں کما خانہ اقامت کدۂ الفت نیست
عبرتے گیر زکیفیت بام و در خویش

اگرچہ دوازدہم ربیع الاول عرس حضرت سرورِ کائنات علیہ اکمل التحیات

درتمام دہلی بسیار بآب وتاب می شود ومجلس ترتیب چراغاں بندی بائین مرغوب بعمل می آید وسماع خیلے بہ کیفیت منعقد می گردد۔ لیکن اسلوب بزم آرائی خان زماں بہادر کہ از امراے عمدہ محمد شاہی است وبوفور حیثیت ہا سلسلہ محامدش تا منتہائے طرز خاصے دارد در دیوان خانۂ عظیم الشان کہ پیشگاہ صفہ اش در وسعت چوں پیشانی نیکبختاں کشادہ است و درضمن صحنش حوضے بماء الحیات آمادہ ایں بزم دلنشیں صورت تزئین می یابد وبقالین ہائے رنگین باج ازفضائے گلشن میگیرد و در وسط این مسکن سعادت موطن صندوق آثار شریف جلوہ پیرا کردہ زایران در سمتہائے اربعہ متمکن می شوند و باستعمال صلوات حلاوتے بکام امید میرسانند بعد از ایں کہ افتتاح آں حقہ سربستہ کہ رشک حقہ فلک شعبدہ باز است۔ درمیان می آید مردم ہر سمت بنوبت بشرف تقرب آں بساط کرامت مناط بدست آویز صلوات بابرکات وتحیات زاکیات باصرہ را گلچین انوار سعادت میگردانند و بملاحظۂ آں متبرکات برائے رستگاری و نجات تحصیل می نمایند تا شام وظائف زیارت وشرائط استعمال سعادت بعمل می آرند وبعد نماز مغرب آں حقہ شفاعت شقہ را مضبوط ساختہ متوجہ سماع می شوند قوالان خوش لہجہ ونغمہ طرازان رنگین زمزمہ کہ منتظر ایمائی باشند بمجرد توجہ ارباب محفل زمزمہ سنج گردیدہ صوفیہ صافیہ

را بوجد بسمل می آرند از ہر طرف شور وشغب بلند می گردد و در ہر سمت بفریاد و افغان از اہل حال سر می زند بہ تعظیم تواجد منشان ارباب مجلس بقیام پرداختہ ہر طرفے سیر میکنند و از ہر حلقہ تمتع فیضے میگزیند از فرط ہجوم وکثرت خلایق انتظام محفل برہم میخورد و بقسمے کیفیت در جمیع طبایع سرایت میکند کہ مطلق العنان می شوند تماشائے غریب و تفرج عجیب بملاحظہ مصنوعات الہی نصیب نظارگیان میگردد۔ بیت

ہر چہ دیدیم از تو خالی نیست
سبزہ شوخست و گل صفا دارد

ذکر کیفیت کسل پورہ کسل سنگھ از عمدہ ہزاریان بادشاہی است

و باعتبار ثروت و دولت در امثال و اقران خود متفاخر و مباہی پورہ در نہایت تقطیع و تکلف احداث کردہ و از ہر قسم طوائف و فواحش بازاری کہ عبارت از مال زادیہا باشد آمادہ نمودہ و ارباب مناہی و مسکرات را بحمایت خود جا دادہ باوجود کثرت جمعیت محتسب در حوالیش راہ ندارد و قدرت احتساب در خود نمی یابد در ہر راستہ مالش آنہا بلباس زنگارنگ خود را بہردم عرض میکنند و در حسیم ہر کوچہ بیوساطت میانجی اشخاص را تکلیف می نمایند ہوایش شہوت آمیز است و فضایش باہ انگیز بہ تخصیص در حوالی شام طرفہ مجمعے می شود و عجب ہنگامہ

در ہر مکانے رقص است و در ہر جا سرود۔ ارباب فسق بے مخالفت و مزاحمت سری دراں کارخانہ کشید و لگل چین خیارک دسوزاک دامن شہوت را لبریز میکنند و چندے بخمیازہ حسرت گذرانیدہ مشغول می شوند غرض طرفہ کارگاہے وعجب تماشا گاہ ہست۔

ذکر کیفیت ناگل متصل سرائے خواجہ بسنت اسد خانی۔ احاطہ

درنہایت صفا و جلا ترتیب یافتہ و صاحب کمالے کہ موسوم بناگل باشد مدفون گردیدہ است وہفتم ہر ماہ نسوان تعشق بنیان دہلی بکمال تقطیع وتزئین مزین ومحلے گردیدہ جوق جوق بتقریب زیارت کہ درحقیقت مدعاے دیگراست سرگرم تفرج می شوند و باشخاص کہ مربوط اند مجتمع گردیدہ داد دل خوش میدہند بیشتر اہلِ تجرید وغریب پیشگان بامید قبول وانتخاب آں جماعہ برنگ گلہائے چمن خود را رعنا زیبا ساختہ بجلوہ گاہ عرض می آرند۔ مصرع

تا دوست کرا خواہد ومیلش بکہ باشد

و از خواص آں مکان نقل می کنند کہ اگر غریب وارد آں نزہت کدہ گردد فوراً بجفت می رسد از کثرت تماشائے سواداں تماشا گاہ کہ وسعت آبادیست تنگتر از دیدہ مور میگردد۔ مردم از صبح عازم آں مکان گردیدہ طرف شام معاودت می نمایند و درضمن بازگشت سیر حدایق وبساتین کہ برسرِ شارع واقع است می فرمایند غرض دل خوشی کارہا دارد وچیزہا

اختراع می کنند تعالیٰ شانہ نصیب جمیع دوستاں و احباب گرداند۔

ذکر ریتی مہابت خاں دراں ریگستاں کہ عرض کیفیت او طولے دارد جوانان رنگین و معرکہ گیران سراپا تزئین تبقریب گرفتن کشتی و اظہار قوت و پہلوانی فوج فوج فراہم آمدہ ہر کدام بہریکے کہ مناسب قوت و صعب داشتہ باشد میگیرند و حرکات عجیب و غریب کہ موجب تفنن نظارگیاں باشد بہ وقوع آوردہ ارباب تماشا را محظوظ می گردانند در ہر گوشہ و کنار صحبتے و در ہر سمت اجتماعی و اختلاطی صورت می گردد و شغفی بدلہا سرایت می کند بعد فراغ ایں حرکات شیرینی ہا تقسیم کردہ ہر یکے بسمتے روانہ می شود و باز بروز موعود کہ یکشنبہ باشد حاضر آمدہ معرکہ آرا می گردد و سیر ایں مکان ہم خالی از لطفے نیست اکثر مردم حسین وارد می شوند و نظارگیاں بتماشائیش گلچیں انبساط می گردند۔

ذکر سخن سازان محافل صاحب کمالے و معنی طرازان جامع شیریں مقالے میرزا جان جاناں نزاکت مزاج بہار امتزاجش کہ پروردۂ آب و ہوائے گلشن معنویت از وسمہ کاری توصیف مستغنی است صبا باميد اینکہ گاہے در کارگاہ مدایحش تار و پود اوراق گل بکار آید سرگرم حسین آرائیست و نامیہ دریں اندیشہ کہ قلم نرگس روزی تبقریب نگارش مناقبش علم افتخار برافرازد مستعد گلشن پیرائے تار سطر کلامش اگر از رگ گل

ترتیب دہند برجاست ومسودات افکارش بر پردۂ چشم بلبل تحریر نمایند فکر طبع رسا صفائی روز مرہ نجابت گفتگویش بشابہ نکہت گل مشام آرائے سامعانست وعذوبت کلامش چوں نسیم بہار شور انگیز جنون طینتاں است ادائے سخن شوخی دارد کہ نافہم مخاطب پے بمعنیش برد برنگ تجددامثال سر از عالم دیگر برمی آرد واندازتکلم عکسے میریزد کہ تا مستمع ہوش بفہمش گمارد بے اختیار شور از نہادش سرمی زند کلام نمکینش نقل گزک محفل متانست ونشہ فکرش صہبائے معنی پرستاں چاشنی دروش طبیعی است وسوزعشقش فطری بعد از تحصیل علوم بتحریک جانبہ شوقِ محبت الٰہی بانقطاع علایق پرداختہ قدم بجادۂ فقر گذاشتہ و درویشے را با میرزائی جمع ساختہ عالمے شیفتۂ صحبت گرامیست تا کرا دست دہد وجہانے مشتاق ہم صحبتے تا طالع کدام کس مساعدت نماید خواندن شعرش مزہ دارد کہ اگر جاں ہارا در جنب صلہ او بتواضع بگذرانند مفت ہمت است ولطف سخنش ناخنے بدلہا میزند کہ نقد رواںہا در کنف تنگش آں صرفہ فطرت اگرچہ تقدس ذات ایں نشہ سنج معنی ازاں رفیع تراست کہ در سلک موزوناں مذکور گردد۔ لیکن چوں زبانش بفکر شعر گل فشانی دارد لہذا قلم گستاخی رقم سری دریں وادی کشید۔ امرائے عالی شان بہ تمنائے ملازمت تدبیرہا بکار می برند وصحبتش میسر نمی آید روز پنجشنبہ در مسجد جہاں نما اکثرے از متر صدان

سعادت حضور دریں جا کامیاب مقصد می شوند در دہلی کہنہ اقامت گاہ شریفیست لیکن چوں طبیعت رنگین بہ تنزہات مائل است و تبدیل مکان ہمیشہ منظور نظر۔ بطریق ندرت صحبت والا کسے را دست میدہد ازانجاکہ بارادت کیشاں صمیم گوشۂ خاطرہست بمقتضائے نوازش چوں معنی بیگانہ بیک ناگاہ ورود فرمودہ کلبۂ محقر منتظراں را نورانی می فرماید۔ اگرچہ اشفاق عمیم ایشان نسبت بہر وضیع و شریف یکساں است و بمقتضائے عنایت توجہ مخصوصی بحال ارادت اشتمال است فقیر اکثرے استفادہ فیوضات نمودہ۔ غریب خانہ ہم بہ نزول مقدم ضیا توام بیت الشرف تجلیات گردیدہ۔

معنی یاب خاں از چیدہائے بادشاہی است رنگینی طبعش بمثابہ ایست کہ اگر بہار دریوزہ گری نماید می تواند گلشن امکان را زیادہ ازیں رنگیں گرداند و شوخی سخنش بمرتبہ کہ اگر نکہت گل نکتہ آموز سبکروحی شود بیشتر از بیشتر مشام آرا تواند گشت در تسخیر غزال معنی ید بیضا دارد و در ادائے لطف سخن اندیشہ رسا غزل بہ سامان تمام میگوید و ادا ہائے طرفہ بکار می برد کہ سامع بوجد می آید۔ سویم ماہ صفر کہ عرس میرزا بیدل مرحوم است جمیع شعرائے دہلی بر مزار ایشاں مجتمع می شوند و دیوان میرزا را درمیان گذاشتہ افتتاح شعر خوانی از انجا می کنند و بعد ازیں بتدریج مسودات اشعار خود را بعرصہ آوردہ از حضار مجلس متوقعہ تحسین می شوند اول کسیکہ شروع بغزلخوانی میکند ہمیں عزیز است و درحقیقت تقدیمش مستحسن ارباب

معنی است شعرش از ابتدا تا انتہا ناخن زن دلہا است و از اندیشہ نکتہ گیراں مبرا مطلعے بآئین یادگاری دریں تذکرہ ثبت می شود و آں اینست ۔ بلبیت

بگلشن چشم شہلا یت چو می آشام می گردد
دکانِ حسنِ خوباں تختہ چوں بادام می گردد

حزیں مہمان دیار ہندوستان بہشت نشا نست و بعلو طبیعت و تقدس فطرت ممتاز سخنوران زمان است اصلش از ولایت ایران است بمقتضائے وارستگیہا و آوارگیہا درعالم سیاحت بلباس ارباب فقر سری بہ دہلی کشیدہ مقدمش ہمہ جا محترم است و قدوم موزونی لزومش درہمہ محافل مغتنم برجادۂ استقامت و انزوا مستقیم است و بجمال استغنا درمہمان سرائے توکل مقیم ارباب استعداد بسرانجام ایحتاج تحصیل سعادت میکنند و اغنیائے معینہ تبقدم حسن خدمت ذخیرہ نیت بذمہ خود میگیرند معاشش درنہایت پاکیزگی و رنگینی است و کاشانہ اش کہ بیت الشرف اخلاص منشان است درکمال موزونی و کیفیت آفریں دراحیان سہ پہر صحن آں مکان بہ صفائی روفت روب و آب پاشی چوں پیشگاہ آئینہ جلوہ پیرائے نظرہا میگردد چوکی ہا مفروش می شود ۔ نکتہ سنجان و موزونان مقررے کہ جزو لاینجزی ایں صحبت اند در خدمت شریفش حاضر شدہ عندلیب آسا بزمزمہ غزلخوانی ترزبان میشوند و از بہار صحبتش گلہائے استفادہ دامن می برند طبیعت رنگینش درنہایت

شوخی و رسائیت وحرکات لطیفش در کمال رعنائے وخوش ادائے شعرش سر مشق ارباب کمال است و سخنش ہنگامہ فروز بزم وجد و حال شمہ از نتائج افکار چمن بہارش بضیافت سامعہ منتظران گل افشاں جریدہ شوق میگردد وآں اینست۔

رباعی

شعلہ شمع مسلسل ز دل آید بیروں
آہ دل سوختگاں متصل آید بیروں
ایں گہر نیست کہ نشمردہ بخاک افشانم
اشک گل رنگ بصد خون دل آید بیروں

سراج الدین خاں آرزو بتحریر کلام انتسامش اوراق گل منت پذیر وازنوائے شعر بلبل بہار چاشنی گیر رنگینی گفتگویش سامعہ را نرگسدان میکند وبہار روزمرہ اش فضائے بزم را چمنستان۔ مسودہ شعرش پہلو بکاغذ زری برند و نازکیہائے خیالش خوں ازرگ اندیشہ می چکاند سفینہ اش ہیکل بازوئے عشاقست وجریدہ اش حمائل ارباب وفاق فروغ انجمن موزونانست وچشم وچراغ محفل نکتہ سنجان جمیع سخنوران دہلی شیفتہ صحبت اند وتمام عمدہ ہائے دارالخلافت آرزومند مواصلت چو در ضمن کمالاتش شیوہ مساوست مضمر است بارباب دول خیلے صحبتش گیرا ست و در جمیع مجامع برنگ ہلال انگشت نما در بزمے کہ ورود مقدمش می شود نوائے تہنیت بلند می گردد و بمحفلے کہ رنگ افروز گشت صدائے مرحبا بہوا می پیچد حصول صحبتش بہ مشتاقان اتفاقی است روز عرس میرزا بیدل مرحوم

بہ نسبت شاگردیش بزم آرا میگردد وعالمے را از صافیخانہ افکار ذلہ چین منت می گرداند مطلعے بہ تزئین ایں گلدستہ یادآوری جلوہ تحریر می یابد

بیت

زبس بردند باخود در لحد ہم رنج مخموری
سزد لوحے مزار میکشاں از شیم انگوری

میر محمد افضل ثابت نشہ کلامش دماغ آرائے ارباب وجد و حال و نتیجہ فکرش سرمشق اہلِ کمال افکار چمن طرازش برنگ نسیم بہار شور افزائے دیوانگانست و گلہائے خیالش ہنگامہ پیرائے جنوں طینتاں برعایت انواع و اقسام دقایق سخن آشنا و بہ تمہید متانت خیال از اہلِ معاصر خود مستثنا جمیع نکتہ سنجان باعتراف استادیش تر زبان اند و بہ بہار کمالات معنویت آمالش گل افشاں بمقتضائے غنائے ذوقی و نجابت فطرتے رجوعے باہلِ دنیا نیست و برسائے نشہ فقر باز کستی با غنیا بکلیہ بے نیازی مسند نشین توکل است و بذروہ بے احتیاجے سامان طراز عرض تجمل شکوہ ہمتش پائے استقامت بدامن درویشے پیچیدہ و خاطر استغنا مظاہرش خود را از رسوم ابتذال کشیدہ غیر از فکر شعر و تالیف کتب صوفیہ التفاتے بامور دیگر نیست نسخہ مفیدے در علمِ تصوف از ہمہ کتابہا انتخاب نمودہ چوں عمر شریفش باتمام آں وفا نکردہ اوقات برخے از تلامذہ اش در تتمیم

آں مصروفیست ارباب کمال ہموارہ در خدمتش حاضر گشتہ تمتع وافی بر میداشتند واین معنی را وسیلہ سعادت می انگاشتند دیوان مرادف ترتیب دادہ ومنت براہلِ روزگار گذاشتہ مطلع دیوانش چہرہ افروز بیاض است ونسیم کلام شگفتگی پیامش نزہت طراز ایں ریاض۔

رباعی

کشد چو صبح وصال تو شمع جان مرا — بہ بر بشہد پروانہ استخوان مرا
نگیں ز صفحہ چو بر خاست نام چہرہ کشود — جدا شدن ز تو پیدا کند نشان مرا

ابراہیم علی خاں راقم از لبش گوشِ خرد گلچین است سخنش نامِ خدا رنگین است۔ نسبت نسب دودمانش بحاجی شفیع خاں عالمگیری میرسد و سخنش چوں عالمگیر است۔ خراج از اہلِ سخن میگیرد فکرش چمن طراز یک عالم بہار است و سخنش بمقتضائے رنگہائے گوہر نثار بدیہہ گوئیہائش بر تامل شعرا تفوق میکند و بذلہ سنجی ہائش گوئی مسابقت از اقران میر باید باوصف کم بضاعتی ہا اسباب معاش خانہ اش از ہجوم مستعدان رشک گلشن است وشکوہ روزگار کہ دلہا خوں کردہ است اصلا بز بانش نیست ہموارہ تر زبان شکر منعمِ حقیقی بودہ با دوستاں سرخوش ہنگامہ اختلاط است وشیرازہ بند مجموعہ ارتباط نمونہ از بہار طبعش بمشتاقان چشمکی می زند وبتقریب یاد آوریہا بزم بیکسی را بخیال آں رنگیں خیال می آراید۔

رباعی

بیکسی گشت کسے میخواہم　　نفسے ہمنفسے میخواہم
نالۂ دل چہ قدر ہرزہ دراست　　آہ فریاد رسے میخواہم

میر شمس الدین مفتون نگہت ذکرش باوصف سادگیہا دماغ آرائے بزم یقین است و بے تکلفیہائے گفتگویش سرشکن ارباب تعین بقدر معاش زمانہ قانع است و باندازہ احتیاج از اہل روزگار مختلط مشق سخنش بطور قدماست و ربط کلامش بطرز قدیم آشنا شعرے دست آویز یاد آوری رقمزدہ کلک انتخاب میگردد و آں اینست ؎

در جہاں کار تعجیل نگیرد صورت
بہ چہل روز سرشتند گل آدم را

میرزا عبدالخالق وارستہ باوجود منصب مناسب و مداخل معتدبہ وارستگیہائے درویشانہ از مزاج بہار امتزاجش محسوس می گردد خانہ در نہایت تقطیع و تزئین بنا کردہ باوصف مرتبت مکان رعایت جمیع مراتب کردہ چنانچہ تفصیلش ازیں رباعی کہ ریختہ کلک رنگیں اوست تراوش می کند۔

رُباعی

ایں خانہ کہ چوں خلد بہار آئیں است　　مانند مکاں دیدۂ نور آگیں است
فوارہ و حوض و نہر گل در نظر است　　ایں تازہ رباعی چہ قدر رنگیں است

در وسط ایں کاشانۂ آئینہ کلانی نصب کردہ و در اطرافش ایں رباعی بقلم چنیں مرقوم نمودہ۔

رُباعی

ایں آئینہ حلب نسب نور نژاد چوں مہر بروئے صبح آغوش کشاد
جاکرد چو درچشم دلش صورت دوست حیرت زدہ شد پشت بدیوار استاد

از فرشہائے ملون و پردہائے رنگیں و ظروف ہائے شیشہ کہ بہ ترتیب درطاقہا چیدہ تماشا خانہ ارباب نظر است ہمیشہ شعرائے رنگیں خیال برنگ پریزادان معنی دراں شبیشہ خانہ درود نمودہ بگفتگو ہائے بامزہ زنگ از دلہا بر می دارند و از تواضعات رسمی کہ قہوہ وحقہ ومعجون وعطریات باشد متمتع میشوند سفاین متعدد از افکار قدما ونازک خیالان حال پیش رو گذاشتہ بہ شعرخوانی مشغول می شوند و داد معاشرت میدہند بافقیر عجب التفاتے وطرفہ اختلاطے داشت ہرگاہ کہ وارد می شدم بوجد می آمد وصحبتہائے ستوفی نگاہ می داشت و زمینہائے اختراعی خود درمیان آوردہ بفقیر تکلیف می کرد مطلعے از مخترعات بہار طبعش رنگ افروز چمنستان یادآوری می گردد وآں اینست۔ بیت

رقیب آخر نماید بر شما ہا جور برما ہم
شما ہائے گلرخاں بندید بر تیلش کمر با ہم

گرامی از شعرائے کشمیر جنت نظیر است و باوصف مولویت از مایدہ

سخنوری چاشنی گیر سفینہ اشعار خود ہمہ وقت در بغل نگاہ داشتہ بحضور سخن فہمان بشدومد تمام باہنگ طرب پیشہ گان کشمیری می خواند و باعتقاد خودش ہمہ دیوان خود را منتخب میداند و بدعوائے تازہ گوئیہا قسمے رگ گردن بلند کہ مشاعرہ را بسرحد مناظرہ میرساند نظر بابرکات اداکثرے از موزونان بفضائے امن آباد سکوت می خرامند و تحسین بکلفت تضمین خود را میدانند مطلعے کہ خوش آیندہ فقیر بود دریں بیاض ثبت گشت۔ بلیت

در چمن تا نہادۂ پا را
رنگ بر رو نماند گلہا را

میرزا ابوالحسن آگاہ ۔ از رفقائے عظیم اللہ خان است و باجمیع شعرا بہ مقتضائے رنگینیٔ طبیعت مختلط و ہمزبان روز عرس قاری دیوان میرزا بیدل است و ہموارہ در فکر سخن مستقل از انجا کہ جوان رنگین و دلچسپ بدل نزدیکست و باہمہ ایں فرقہ بمقتضائے مناسب طبیعے جوشش خاصے دارد و مربوط اختلاط ہاست خالی از انبساط طبیعت نیست و عاری از پیرایۂ رنگین نہ برخے از سخنانش ادائی دارد مطلعے کہ گوش خردہ بود چہرہ آرائے صفحہ تسوید است۔ بلیت

غم و درد تو از آنروز کہ مہمان من است
دل نمک سود کبابے است کہ برخوان من است

حلیما۔ ازعرب زادہ ہاست وطور کلامش بطور اسحاق اطعمہ آشنا۔ خیالش از مائدہ نان و فرنی باآب وتابست و مطبخ طبعش مہیا از سامان آش وکباب از چاشنی سخنش گرسنہ چشمان تسکینے بہم میرسد وبحلاوت گفتگوئے طعامہائے اقسامش تہید ستاں را ذلہ فراہم می آید تلاشہائے نمکین دارد وفکرہائے شیریں ازخوان کلام ہر سخنوری ریزہ چین است و از مائدہ نعمائے سخنوری بہرہ آگیں قریب پنجاہ ہزار بیت از متقدمین ومتاخرین بیاد دارد و در ہر محفل بطنطنہ طنین خود سامعہ راکر میکند مطلعے از افکارش بہ نمک چشی منتظران تواضع کردہ می شود۔ فرد

چوں مگس بر خوان ہر کس می رود

بے تکلف سخت مبرم پیشہ است

ذکر مرثیہ خواناں پسر لطف علیخاں دیوانِ جاوید خاں۔ از جسامت ترکیبش وازضخامت ہیئتش کمال معنوی کردہ نمی شود و خیلے بدتراشش و بد اندام بنظر می آید لیکن در مرثیہ ومنقبت گفتن شان و شکوہے دارد کہ محتشم وقت باید گفت ومولانا حسن کاشی اعتبار باید نمود ومنقبت در ریختہ بطمطراق تمام وساز وسامان مالاکلام می گوید وبنائے مرثیہ بہ عجب سوز وگداز میگذارد معدن اندوہ است وکان الم مخزنِ مصیبت است وگنجینہ غم میرا اہتمام عاشور خانہ جاوید خان است ومراعات

زائران و تعزیہ داران می پرداز د حرکاتش بر حسنِ معنی دلیل است گو حسن صورت نباشد۔

مسکین و حزین و غمگین ہر سہ برادر اند و وے بزبان ریختہ مرثیہ گفتن مہارتے تمام دارند در ہمہ شہر کلام اینہا شہرت دارد و در واقع ہر سہ کس بسیار خوب مرثیہ می گویند و الفاظ الم آورد بمضامین حسرت آگین ایجاد می کنند نواسنجان مرثیہ بخدمت اینہا طرفہ رجوعے است مسودہ اشعارش بہ تلاش بدست می آرند و در امثال اقران افتخار می کنند طرز ہائے عجیب و تلاشہائے غریب در فکر ایں عزیزاں بنظر می آید حق تعزیہ را در کلام خود ادا می کنند و خلوص محبت طیبین و طاہرین بر ہمکنا ظاہر است صاحب مقدرہ کہ معاش و فا کند از مکانہائے معین معین دارند و فکر غیر از منقبت بخاطر نمی رسانند المے از استماع مرثیہ ہایش بارباب تعازی می رسد کہ از روضۃ الشہداء متصور نیست و نہ از وقایع مقبل ممکن، قدر دان مراتب الم و چاشنی گیران مائدہ غم امتیاز می کنند **فرد**

ما ندانیم نسیم و نشناسیم صبا
ہر کہ آرد خبر دوست دل از ما ببرد

میر عبداللہ از تعزیہ داران جناب حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام است مرثیہ ہائے ندیم و حزین را قسمے باہنگ ہائے حزین می خواند کہ

بے اختیار شور از نہاد سامعان بر می خیزد و از کثرت نوحہ و فریاد گوش فلک کر میگردد تشنید رقت تمہیدش در تجدید شیون دخلے تمام دارد و صدائے جاں گزایش در متالم نمودن اثر ما لا کلام مصرعش تمام نشدہ است کہ فقرۂ مستزاد گریہ خلایق موزون نست و بیتش اختتام نرسیدہ کہ بند ترجیع نوحہ باوجود تکرار ہماں تازہ مضمون استادان موسیقی متفق اللفظ اند کہ باین خوبی مرثیہ خوانی قدم بعالم ایجاد نگذاشتہ و بایں مواد تشبیہ و بایں سامان آہنگ سری از کارخانۂ تکوین بیرون نکشیدہ در ماہ محرم مقدسش ہمہ جا واجب الاحترام بنوبت در تعزیہ خانہائے مردم عمدہ وارد میشود و بتقدیم مراسم عزا می پردازد خلایق در اماکن موعودہ بریکدیگر سبقت جستہ ہجوم می نمایند و باستماع نغماتش ذخیرۂ مثوبات اخروی بر می دارند برائے خود از کثرت اعوان و انصار انبوہے دارد و مرافقت جوانان شکیل صاحب جمال شکوہے سوائے ماہ عاشورہ ہم خانہ اش مورد امارد است و اکثرے برائے تحصیل و تحقیق مراتب مرثیہ خوانی آمد و رفت دارند و کلاونت و قوال ہم وارد و واقع می شوند نظر بکمال خود خالی از یقین نیست و بیشتر زبان بتعریف خودش ناطق است برخے بایں وضعش مطعون می دارند لیکن در کار خود یکہ و استاد است۔

شیخ سلطان باوجودیکہ اصلش از پورب است لیکن در ادائے تلفظ مثل فصحائے ہندوستان است و مرثیہ را خیلے آب و تاب می خواند

صدایش خارا گداز است و نشیدش قیامت طراز هر چندیکه بفنون مراتب موسیقی آشنا نیست لیکن در سادگی پرکاریها دارد و باوجود طرح ابتذال ناخن بدلها میزند صدائے او وگریہ خلایق باہم عہد بستہ اندکہ از ہم جدا نباشد بہرعاشورخانہ کہ وارد می شود مردم را محزوں میکند وصورت ماتم میکشد حق تعالیٰ جزائے خیر دہاد۔

میر ابو تراب ۔ طرز مرثیہ خواندنش درد آمیز است و اسلوب ادایش رقت انگیز چوں در فن موسیقی مہارت دارد بسیار بمزہ می خواند و ارباب تعزیہ را باضطراب می آرد قدومش درہمہ اماکن متبرکہ واجب التعظیم است و درودش لازم التکریم۔

میرزا ابراہیم ۔ حزنہائے صوتش جاں را میگدازد و نالہ ہائے دردآلودش زہرہ ساسعا را آب میکند مواد رقت و سامان درد از طرز مرثیہ خواندنش بجوش می آرد وطبایع از فرط اضطراب مرتعش و بیہوش میگردد وقارش درعزاخانہا باید دید و اعتبارش درکاشانہائے مصیبت نشانہ۔

میر درویش حسین از تعزیہ داران جناب خاص آلِ عباست و در تقدیم مراسم شیون بے ہمتا آہنگہائے برجستہ انتخابش پیش ہمہ کس مسلم الثبوت است و ایراد را دخلے نیست ۔ میر عبد اللہ باانیہمہ کمال و تعین زباں را بہ تعریفش گلفشاں می کند و بعد از خود حساب می نماید و در استنباط آہنگ با میر مذبور ہمعنان است و درمقام صوت و صدا باہم

دست وگریباں باستماع مرثیہ اش خلایق خیلے برقت می آیند وشور وشغب از حد بلند می شود از ملتزمان جاوید خانست ومشمول عنایت آں ذیشاں۔

جانی حجام صدائے مرثیہ درد آلودش نشتر بدلہا میزند ونوائے حزیں ماتم اندودش رگ قیفال سامعان میکشاید طرز خواندنش ناخن زن خاطرہاست واسلوب نشیدش خونریز دلہا پرزوریہائے اثر صورت حزینش برسینہ تعزیہ کیشاں الف می کشند وسخت گیرہائے صدائے اندوہ گینش حوصلہ شیبون پیشگانرا حجامت میکند ہرکہ یکمرتبہ باستماع مرثیہ پرداخت تابقیۃ العمر محتاج لفصد نیست وبجوشش خون آشنا نہ سابقاً معشوق امیرے بود وطرفہ حسن وجمالے داشت وطرفہ جاہ وجلالے دستگاہ لک روپیہ بہم رسانیدہ بود چوں سری بناونوش وارد ہمہ درباخت حالا فلک در انتقام است لیکن چوں خوش صحبت است ورنگیہا دارد وامرا زادہ ہا مراعات می کنند وہمیشہ در محافل تجرع ورقص تکلیف می نمایند خیال وجنگلہ راخوب میخوانند وبخوشی اوقات میگذارند۔

صاحب طبع مستقیم محمد نعیم در موزوں کردن الفاظ رقت ناک واستعارات غم اندود سینہ چاک طرفہ دستی دارد و در مرثیہ ہا تضمین غریبے می کند۔ خصوصاً در تضمین مسدس وحشی کہ بلیت

دوستاں شرح پریشانی من گوش کنید
قصہ بے سروسامانی من گوش کنید

ید بیضا دارد از ہر لفظ مرثیہ اش درد میبارد و ہر کلمہ اش خون از دیدہا می چکاند مضامینے در ریختہ می آرد کہ فارسان مضمار فارسی زمین گیر می شوند شعرش چوں ناشی از درد و اندوہ است بمجرد شنیدن طبائع را مقارن غم و الم میگرداند و بے اینکہ بہ آہنگے درست نمایند برقت می آرد در سخنش تاثیر عجیبی است و در کلاش تصرف طرفہ۔

ذکر ارباب طرب۔ نعمت خان بین نواز۔ در ہندوستان وجودش از نعمتہائے عظمیٰ است در اختراع نغمات و ایجاد شعبات ید طولے دارد و با نایکان پیشین پہلو می زند و موجد خیالہائے رنگین است در چندیں زبان تصانیف دارد بالفعل مرجع مغنیان دہلی است و بمقتضائے تمنائے ذاتی غیر از بادشاہ بہیچکس سر فرو نمی آرد و در عہد محمد معز الدین طرفہ ساز و برگ داشت در عرسہائے بزرگان حاضر می شود و خود ہم یازدہم می کند روسا و اعیان شہر ہر ماہے روز یازدہم بخانہ اش ہجوم میکنند بنا بہ کثرت می شود کہ جا بہم نمی رسد۔ لہذا از صبح مردم سبقت می کنند و ایں صحبت تا سفیدہ صبح می کشد و ختم راگہا بر بہاسش می شود در نواختن بین مہارتے دارد کہ شاید در عرصۂ وجود بہتر ازیں خلق نشدہ باشد۔ بلبیت

مطرب ایں بزم از بس راہ دلہا میزند
دست بر طنبور و ناخن بر دل ما میزند

زہے ہین نازنینی کہ تا بردوشش نشست ہوش از دماغ چو صدا از تار برجست کدوہائے بینش در نظرِ باریک بیں چوں شیشہ ہائے بادہ مستی خیز۔ و تارہایش بمثابہ رگ کرد جاں ستاں شور انگیز۔ مضراب ناخنش تا بساز آشنا شود نالہ ہا چو صدائے تار از دلہا جستہ اند و شعلہ صدا تا از حنجرہ بلند شود قالبہا بسان کدو تہی گردیدہ شور تحسینہا بہوا می پیچد و نغمۂ دیگر طرح می گردد و آہنگ آفریں بفلک می رسد و غلغلہ در بزم ناہید می افگند آشنایان عالم آب را در مجمع امکان کدوئے بہ ازیں نظر نہ رسیدہ و مشتاقان نغمہ را آہنگی بہ از آہنگ نعمت خاں بگوشش نخوردہ۔ فرد

عالم آبست می گویم بآواز بلند
آشنائی بادہ را باید کدو برداشتن

برادرش در تمہید آلات طرفہ دستے دارد تا چہار چہار ساعت بچندیں رنگ بہ نغمات مختلف و آہنگہائے بیشی مترنم می شود و بقوت استعداد اعادہ باصل آہنگ می نماید ہوش در تصنع آواز کلہ مغنیاں می پرد و ایں قسم صنعت و قدرت مقدور ہیچکس نیست خواندنش بکیفیت است برادر زادہ اش در نواختن سہ تار عجب مہارتے دارد طرزے تازہ ایجاد کردہ تلاشہائے کہ از سازہائے عمدہ بظہور می آید از سہ تار بتقدیم می رساند از اعجوبہ روزگار است مکرر اتفاق ملاقاتہا شد و صحبت ہائے مستوفی

دست بہم داد مشار الیہ بسیار رعایت خاطر منظور می داشت و بعد از انتشار کثرت ہم تا صبح بیک وتیرہ سرگرم ترنم می بود و فرمایش ہائے راقبول می کرد و بانشراح خاطر مترنم می گردید۔

تاج خاں از قوالان است برنگے نغماتش از عالم بیخودی پیغام میداد و بسان نے کوچہ داری راہ از خودی کشاد رنگینی نغمہ اش از آہنگ بلبل رنگیں تر و نوایش از ورق گل نازک تر سامعہ در وجد بے اختیار بود و فضولیہائے شوق مستدعی تکرار آہنگش چوں خامہ بہزاد ہزار نیرنگ در بغل و الفاظ صوتش با وجود تفصیل چندیں شعبات ہماں فقرہ مجمل طبیعت قسمے انحظاظ حاصل میکرد کہ غیر از نغمہ اش بہ ہیچ چیز ملتفت نمی گردید و بماکولات و مشروبات نمی پرداخت عمداً چندیں مرتبہ بامتحان رسید چوں مذاقش بچاشنی فقر و درد آشنا بود اکثرے درعین ترنم گریہ میکرد غرض کہ دمش گیرا بود و اثرش در دلہا رسا ہفتم ہر ماہ بخانہ اش مجمع بود و اکثرے از فقرا و مشایخ کہ قدردان سمع بودند تشریف می آوردند و جمیع قوالان معتبر حاضر می شدند و بنوبت نغمہ آزمائی می کردند باعتقاد فقیر بر جمیع حاضرین ترجیح داشت پسرانش جانی و غلام رسول از شراب ایں بادہ روحانی حظ وافر دارند و خلف الصدق پدر اند و باہمدیگر اتحاد بمرتبۂ تمام دارند کہ اصلا فرقے محسوس خیال نمی شوند چوں با اینہا ربطے بود اکثر از صحبت ہا انحظاظ برداشت

با فرِ طنبورچی تار طنبورش رگِ جانست که تا به تحریک آمد دلها را رعشه میکرد و نغمہ اش سوہان که دلہائے گراں جاناں بمجرد استماع خراشیدہ میشود حزینے صدائے سازش اکثرے سامعان را برقت می آرد و خودش را بوجد کاسۂ طنبورش از ساغرِ بادہ در چشمِ مستان خوشنما و گردن سازش در نظر ہا رنگین تر از گردن مینا تلاشہائے برجستہ اش را صدائے آفریں مہیا و اداہائے پرداختہ بے ساختہ را پیام تحسین در ہوا میرسد خرِ طنبورش را اگر بر خرِ عیسیٰ ترجیح دہندمی سزد و نغمہ اش اگر شعبۂ لحنِ داؤدی تصور می نمایندمی زیبد در سرکار بادشاہے منتظم است و در امثال و اقران خود محترم۔

حسن خاں ربابی قامتش دریں فن بسان چنگ خمیدہ و در پختگی مشق صبح پیری ہا از جیب عمرش دمیدہ از غایت ضعف سرش چوں تار رباب رعشہ ناک و ہموارہ در غمِ معیشت معین سینہ اش چاک بیچارہ در چنگ فلاکت گرفتار است مگر رب الارباب بامداد او رسد در مستعدان ایں فن رباب نوازی او مسلم الثبوت و کمال مہارت وارد از مشاہیر دہلی است۔

غلام محمد سارنگی نواز تر زبانی سازش سامعہ نواز است و حزینی آہنگ دلخراش خارا گداز۔ کمانچہ اش در ہر کشش تیر ہائے متواتر بجانہا میرساند و مضرابش متصل ناخن بدلہا می زند مشقش در نہایت پختگی و صفایت و نوائے سازش مستمعان را اختلاط وافی ارباب ایں فن مستثنےٰ می دانند

بتوقیرش می پردازند بیشتر با مشایخ مربوط است و بخیال خود نشه فقر دارد صحبتش باہمہ اشخاص گیراست و تعریفش ہمہ جا پذیرا۔

رحیم سین و تان سین از نبائر تان سین اند رسائی استعداد ایشاں بر صحت نسب گواہی میدہد و در واقع مخدوم زادہ جمیع مغنیان اند رسائی حنجرہایش غلغلہ در بزم ناہید می افگند و قدرت نغماتش گرہ برروئے ہوا میزند صد مرتبہ تابع گلوکہ ہر قدر بمد و شد پردازند زورش کمی آں ندارد و آہنگ آئینی موافق کہ ہرچند بترفع صوت پردازند خارج آہنگی صورت نہ بندد درعالم کبت اعجوبہ روزگار اند و در عرصۂ دھرپد مبارز سپہ سالار آمد آمد نشنیدش تعلیم خرام ببلبل بہاران میکند و معاودت آہنگش بمرکز اصول بآواز تلاطم امواج دریا می دہد یکمرتبہ بحسب اتفاق اینہا و حسین ڈھولک نواز کہ نادر العصر بود و حسن خاں ربابی و گھانسی رام پکھاوجی کہ بے نظیر وقت خود اند بہیئت مجموعی مجتمع بودند و ہنگام ابرہم بود طرفہ صحبت رو داد در جنب نغمات ایشاں اصلا شور رعد مسموع نمی شد و در عمارتے کہ طرح صحبت بود چنیں بتخیل میرسید کہ صدائے اینہا سقف را شگافتہ برمی جہد مدتہا مزہ ایں صحبت متمکن خاطر بود۔ مصرع؛ یادا یامی کہ عیش رایگانے داشتیم؛

قاسم علی از تلامذہ نعمت خان اند و اکتساب ایں نعمت از ایشاں کردہ ذلہ وافی برداشتہ اند آثار حسن رشادت از جبین اینہا لایح و نگہت

قبول از شمایم صورت فایح کیت برنگینی تمام می خوانند و سامعان را ممنون می سازند در پیشگاہِ ظل سبحانی در امثال خود امتیاز دارند و امراء بیشتر توقیر می کنند چوں عنفوان جوانی است و نغمہ و صوت در کمال مناسبت مقبول جمہور اند و بر دلہا اثر نغمہ اینہا مترتب می شود یکمرتبہ اتفاق شنیدن شد اشتیاقہا مایل است لیکن بے استعداد یہا حایل۔

معین الدین قوال استاد زمانہ است و در فنون قوالی یگانہ نوع نغماتش چوں گلہائے گلشن کشمیر خارج از دائرۂ شمار و تموج سیل آہنگ چوں دور و تسلسل روزگار متعذر را لانحصار آہنگش برنگ خامہ بہزاد نغمہ را بر صفحہ ہوا تصویر می کشد و غزال برجستہ صدا را بدام نفس در تسخیر می آرد تردید غنا وابستہ گلوئے اوست و تجوید نوا شیفتہ آرزوئے او قصہ مختصر صافی بہ ازیں سامعہ را در عالم امکان نیست خدا گوش شنوا نصیب گرداناد۔

برہانی قوال مطلق غناہائے تصرفش در عالم موسیقی شنیدنی است و آہنگ نغماتش برائے ضیافت سامعہ دوستان تمنا کردنی متنفس از پختگی آنطرف خیال رسیدہ و درہمیں فن صبح پیری از مطلع عرش دمیدہ باشاہ کمال کہ سر دفتر ارباب وجد و حال اند طرفہ ربطے است روز سہ شنبہ مجلسے انعقاد می یابد و دست آویز عجیبے جہت تواجد بدست متصوفہ می آید یکمرتبہ ایں صحبت دست ہم دادہ بود و درہمیں محفل چہل پہل ڈھاڑے

وارد شده بود کہ در جنب صولت صدا ایش آواز کرنائے انفعال می کشد و بشدت آہنگ خارج آہنگش و بر اعضائے حاضران قیام می نمود و ارباب حال متواجد بودند و موقوف نمی کردند۔

برہانی امیر خانی آہنگش باعتدال است و صدا ایش متوسط بمذاق امیر خاں ترنم می دارد و در ادائے نغمات خیلے تمکین بکار می برد و سامعان را منتظر می دارد۔

رحیم خاں جہانی از منتسبان سرکار امیر خان است خیال را بمزہ می خواند و تلاشہا بکار می برد شنید نیست۔

شجاعت خاں نسبتش بہ کلاونت ہائے عمدہ اعلیٰ حضرت می رسد در کبت دعویٰ دارد لیکن اثرے در دلہا نیست و ضعفش متصدیانہ است و دستار را بہ ترتیب و تقطیع می بندد و التزام سرپیچ دارد چشمش ہمیشہ بسرمہ آشنا است لیکن با بے بصران اورا منظور نمیداریم۔

ابراہیم خاں کلاونت یکمرتبہ در مجمعے اتفاق شنیدن شد سامعہ آنقدر محظوظ نگردید کہ اعادۂ صحبت بخاطر بگذرد مثل میر بود لیکن برخے ہندوستان زاہا معروف بودند۔

سواد خاں مشہور مکولہ و سوادہ در وقتے از مشاہیر دہلی بودند الحال چوں دہلی کہنہ اعتبارے نداشتند قدما را بصحبت اینہا شغفے بود۔ لیکن

جوانان این عصر اعتنا به کمال آنها نمی کردند و احترامش در اماثل و اقـران بهاں و تیره بود۔

بولے خاں کلاونت از ملازمان بادشاہست و در جرگہ ناظران شاہی اعتبار دارد خواندنش قدما پسند است۔

گھانسی رام پچھاوجی در فن خود مہارت مالاکلام دارد اگر سازش را بجائے چرم از گلبرگ ترتیب دہند بجاست کہ حرکات دستش چوں برگ گل برروئے ہوا خرام دارد گردش انامل ہا در کمال نازکی چوں طپش نبض مستقیم درنہایت آرمیدگی است و جنبش اصابع از فرط ملایمی برنگ اندیشہ ذوالعقول درعین ہمواری و سنجیدگی۔

حسین خاں ڈھولک نواز نادرہ روزگار و اعجوبہ اعصار است رتبہ نواختن ڈھولک را بدرجہ اقصی رسانیدہ کہ زیادہ بریں متصور نیست اہل ہند متفق اند کہ بہ ازیں ڈھولک نواز از سرزمین دہلی نشو و نما نکردہ در مجمعے بآئین تفاخر نقل می کرد کہ اگر تا شش ماہ در یک مجمع صحبتہا امتداد کشد میتواں ڈھولک را در ہر راگ بطریق شبے نواخت کہ شائبہ ابتذال درآں نباشد و حاضران تصدیق این معنی میکردند و در واقع ید بیضا داشت اگر قرص آفتاب و مہتاب را بجائے خبراش استعمال نمایند سزد و اگر انامل اورا کہ در سرعت سیر کرد از شوخی نگاہ می برد بجواہر گرانمایہ ترصیع

نماید می سنزد بے اندیشه به تشخیص می پرداخت تبدیل گت می کرد و بانال رجوع به تفهیم می کرد رنگ دیگر برروئے کار می آورد۔ زیاہہا صرف تحسین بود و بیاہہا وقت آفریں۔

تہنا که ازجمله تلامذه اوست بلیاقت خلیفت امتیاز دارد و ازطرزمندل ترکتاز است ہرچندے که باو نمی رسد چوں بہتر از و در دہلی نیست نعم البدل می انگارند۔

شہباز دھمد ھمے نواز پدرش در سرکار اعظم شاہ نوکر بود وہمیں ساز را می نواخت بالفعل درتمام دہلی نظیرش نیست صنایعے بکار می برد که از پکھاوج و ڈھولک نواز امکان ندارد و به بعیت خواننده ہرراگے که وقتش باشد در ساز خود می نوازد چنانچه آہنگش مفہوم مستمعان می شود اگرچه بیشتر در طبیعت قبول ایں امر انکار محض داشت لیکن بعد از حصول صحت روایت بتصدیق انجامید۔

نقد نام شاہ درویش سبوچه نواز اعمیٰ مادر زاد است در نواختن سبوچه قسمے تصرفات بکار می برد که از ناصیه پکھاوجی و ڈھولک نواز عرق خجالت می چکد و شیشه حوصله از چابکدستی ہائش تن بشکستن می دہد معاشران بتوقیر تمام سواری به تکیه اش فرستاده می طلبند و صحبتہا می دارند و سازی اختراع کرده که جامع چندیں ساز است ہمصدائے ڈھولک دارد و ہم پکھاوج

د در ضمنش صداے طنبور بر می آید هر چند ے که بصر ندارد لیکن بصیرت دارد۔
نابینائے دیگر بنظر آمد که شکم را موافق قانون و اصول باسلوب ڈھولک و پکھاوج
می نواخت و تلا شہائے نازک بظہور میرسانداکثرے از طوائف بدستیاری
ساز شنکمش رقص می کردند و فتورے در ارکان اصول راه نمی یافت شکمش از
کثرت ضرب چوں بختش سیاه شده بود۔

تقی از عمدہ بھگت بازان است و سرخیل جمیع شعبدہ طرازان ہندوستان
از منظوران جناب سلطانی است و ارباب سرائے خلوتخانہ خاقانی امرائے
عظیم الشان بجمال توقیر دعوت می کنند و خواہان صحبتش می باشند سامان بھگت
از اقمشه و اسلحه مناسب رسم ہر دیار و ہر فرقه درخانه اش موجود و مہیا و
اسباب ہزار رنگ تماشا بفراخور صنعت او درکیسه استعدادش آماده و
پیدا امارد متعدد چوں گلہائے رنگارنگ در گلشن کارگاهش حاضر و سبزان
عنبر ملیجے برنگ ریاحین نورس در چمن زار اکھاڑہ اش مستعد یکطرف فرقۂ
نوخطان بصید دل نظارگیان دام گرفتاری در زیر سبزه پنہا می کنند و بیک
سمت جرگه خوش نگاہان به تیر غمزه دلدوز تماشائیان را نخچیر می فرمایند
صبیحانش یکسر خمیر مایه سفیده صبح فطرت و ملیحانش یکقلم نمک مایده نعمت خانه
قدرت خانه اش جلوه گاه پری خانه است و کاشانه اش رشک آئینه خانه
پیچ و تاب میان نازک کمران برگ گل را تاب می آرد و سلسلۂ زلف

مشکبویان نبض سنبل را در اضطراب ـ سہی قدان از خرام نازنین در انداز
تسخیر دلہا و سیہ چشمان با تمامی سخن گو چوں پیام جانہا ہر جا امردی از حلیہ
مردمی عاطل می شود چشم آرزو روشن است و ہر کجا طفلے ملایم واقع شود
خانہ بمثالش رشک گلشن قبلہ حیرانِ ہر صنف است کہ نسبت کمال را
بدو منتهی میگردانند ورب النوع مخنثان ہر نوع است کہ باضافت
بیعت او کلاہ تفاخر می افرازند سخنِ مختصر رئیس المخنثین است و انیس الفوادِ میان۔
عطائے عدیم المثال شاہ دانیال المعروف بہ سرخی۔ طوطی ناطقہ اش
باوجود نواسنجی بسان بلبل ہزار داستان بچندیں زبان آشنا است و در نقالی
ولطیفہ گوئی باسلوب ندما در عالم مصاحبت بے ہمتا از کثرت مشق و فرط
اختلاط در باب موسیقی درکبت وخیال وغیرہ اقسام ایں فن مہارت خاصے
دارد چنانچہ ماہران ایں پیشہ توقیرش می کنند وچوں دریں حالتِ خود را
بفقیری منسوب می کند و آبا و اجداد خود را مشائخ میگیرد رعایت حرمتش
واجب می دانند کہ خوانندش خیلے بہ پختگی و رنگینی است و درحقیقت باب
مجلس اکابر است و در نشیدہائے قدما نشید صوفی قریب باہزار ہر عالم
یک نمونہ دارد و بایں تقریب ساز و برگ معیشت فراہم می آرد و در
جمیع محافل دخیل است و درہمہ مجامع دلیل با امرازادہ ہائے شہر
مربوط است وچوں مرد متحمل وخوش گوست عقد صحبتش درہمہ جا منوط

هرجا که وارد شد طرفے از جلب منفعت متصور گردید از مغتنمات است وشهید طعامهاے الوان درجنب اشتهاے صافش جوع البقر انفعال می کشد وبملاحظه خوردنش طبائع اذکیا مانع می گردد و در اکل طعام طرفه مکثی دارد و در خواهش حقه عجب اضطرابي خوابيدنش هم از خالی دهشتے نیست وصبح برخاستن وتنحنح درتوضے کردن هم بے وحشتے نه باایں همه نظر برنگینی وصحبت وآرائش مراعاتها بعمل می آید وطبیعت مجوز مفارقت نمی گردد قابل مجلس ولایق محفل۔

ذکر خواصی وانوٹھا از نقالان معتبر دہلی اند و در سرکار پادشاہے منسلک ومنتظم درانشا بمضامین رنگین نشاط آور مستثنا اند و در گذارش نقول تازه ایجاد بے همتا خواندن خیال ورقص وهم عللے دارد در محفلے که اجتماع طوائف باشد نشهٔ رنگینی اینها دوبالاست و دماغ تقریرش اوج کرا سبزه و مزه هم از نونهالان همیں چمن اند و نوبادگان همیں گلشن در رقصها طراز و در ادابا سراپا اعجاز در شوخی وشنگی آب اختلاط وبراے منادمت قابلِ ارتباط کاکلهاے رسائش چوں عمر دراز خوشنماتر و دنباله هاے چشم سیاهش از حد نگاه هم رسا تر قدهایش موزوں وگفتگوهایش همه خوش مضمون۔ فرد

بهر طرف که نگه می کنم تماشائیست
خدا کند که فلک فرصتے دهد مارا

ذکر یاری نقال قلم را از پر طوطی ایجاد باید تا تعریف سبزه خطش که

یکقلم خط نسخ بر صفحه ریاحین می کشد شروع نماید و زنگار را بجا مرکب استعمال باید نمود تا سطری از کیفیت ہائے حسن سبزش بہ تحریر تواند رسید بلیت

حسن سبز آفت جاں بود نمی دانستم
دام در سبزه نہاں بود نمی دانستم

شکوه حسن نہ بمرتبہ کہ نگاہ بے محابا مقابلش تواند گردید وصفائی رنگ نہ بدرجہ کہ نظر در حوالی آں جا تواند گرفت انداز خرامش برنگ شاخ گل از نسیم بہار در خم و چم و عشوہ نگاہش بسان جلوہ پریزادان خیال دردم ہرکسیکہ دوچارش شد چوں پری زده مدہوش است و ہرکہ در کنارش راہ یافت تابقیۃ العمر حسرت آغوش سبزه بہار در جنب سبزه خطش چوں موے خمیر است وگلدستہ چمن در مقابل طلعتش زمیں گیر قطعہ

خوبی حسن خوبی آواز ببرد ہر یکے بہ تنہا دل
چوں شود جمع ہر دو در یکجا کار صاحبدلاں شود مشکل

ہمگی طائفہ اش موزونست و نقالانش سراپا خوش مضموں دوسہ نونہال دیگر ہمدرین چمن مستعد قد کشیدن اند فلک حاسد فرصت نظارۂ کرامت فرماید۔

ذکر معشوقہ ابوالحسن خاں پسر شریف خاں

خمیرمایہ فطرتش ناشے از تمکین است و مزاج سراپا ابتہاج چون صحن گلشن

رنگیں ادائے ہر حرفش منتے بخاطری گذاشت و بہار تبسمش بطرح یک گلشن بہمت می گماشت تکلم سنجیدہ اش از عالم متانت و وقار و روزمرہ صافش جہانے مستنبط از حسن گفتار خواندنش در نہایت خوبی و دلربائی و رقصش در کمال خوش آیندگی و رعنائی و ورودش در کاشانہ میاں محمد ماہ غفرلہ اتفاقی بود ارباب محفل آنہمہ احتظاظ بر داشتند کہ تا حال ہرگاہ ذکرش بر می آمد در حسرت ہنگامہ صحبت او زمزمہ سنج تاسف می شوند۔ گیتے و یک خیالے در سور تہہ مسموع گردید کہ اگر ہمہ عمر اعادہ اش نماید طبیعت را سیری ممکن نیست و استغنا متصور صحبتش نہ چوں تجلی برقی بود کہ تکرار صورت نہ بست۔

ذکر جٹا قوال زیب مجامع ارباب وجد و حال و شمع محفل صوفیہ

تواجد اشتمال نصوص قرآنی را کہ مشتمل بر وحدت وجود است با آہنگہائے حزیں می خواند و متصوفہ را بسان مرغ نیم بسمل مضطرب می گرداند اقوال مشایخ سلف آں قدر مستحضر کہ اگر بترتیب کتاب سلوک پردازد گنجائش دارد واشعار شعرائے صوفیہ آن ہمہ از بر کہ اگر بقید تعین آرد سفینہ ضخیم کہ منتخب و مستنبط جمیع دواوین قدیم باشد می تواند ساخت و وجد و حال فقر فزع نغمہائے اوست و اضطراب دلہا متعلق ساز و نوائے او ممدوح جمیع مشایخ کبار است و محبوب ہمگی فقرا و در خانقاہ شاہ باسط کہ برادر زادہ صمصام الدولہ اند و خود را در فقرا محسوب می کنند و در ہر ہفتہ روز یکشنبہ

صحبت خاصے منعقد می گردد فقرا، واغنیارا در باب تماشا ہجوم می کنند و ہمہ روز
سماع مستوفی دست بہم میدہد واز کثرت اشخاص حسین خانہ ایشاں مثل پر نخیانہ
می شود چوں جبّا از ملازمان ایشاں است بلکہ از تربیت یافتگان ہموارہ ملتزم
آں انجمن فیض نشان است واکثرے بتصانیف ایشاں کہ در فن قوالی طرفہ
مہارت دارند رطب اللسان خصوصیات ایں محافل وجدانی است نہ بیانی

مصرع قلم اینجا رسید و سر بشکست

ذکر رحیم خاں و دولت خاں و گیان خاں و ہڈو اولاً

دلیل کمال اینہا این ست کہ از اخلاف کولہ و سواد اند کہ شہرت خواندگی
ایشاں از فرط وضوح محتاج بیان نیست و در واقعہ ایں ہر چہار برادر
درخواندن خیال نظیر ندارد و بایں نازکی و بایں پرداز می خوانند کہ طبیعت
سامع بے اختیار متلذذ می شود و باعتبار کمال تعینی دارند خصوص دولت خاں
کہ نازک مزاجیہائے معشوقانہ او قیامت می کند پنجم ہر ماہ در خانہ اینہا مجمع
است جمیع قوالان وارباب غنا مجتمع گردیدہ داد خوش نوائے می دہند و چوں
آں ہنگامہ محضر ارباب کمال است سند پختگی حاصل می کنند بعد فراغ دیگراں
نوبت باینہا میرسد خیلے انتظارکش باید گردید تا دولت خاں زباں را بزمزمہ
آشنا گرداند چوں صدایش باریک است و کثرت خلائق مردم تبلاش تقریب او
طرفہ سعیہا بکار می برند تا سامعہ تند نباشد احتمال شنیدن نیست بیشتر مردم بہ تبعیت

اشخاص محفل لفظ تحسین استعمال می کنند و محروم می روند۔ و رحیم خاں کہ در سادگی پرکارے دارد مشقش در کمال پختگی و خوش ادائیست و آہنگش در نہایت خاطر فریبی و دلربائی امرا باشتیاق و بتلاش اینہارا منتظم سرکار خود ہا می کنند و دست بدست می برند و حرکات نا ملایم اینہاکہ از افراط دادن شراب سرزد می شود متحمل می شوند چوں چشم سیاہ مست خوباں ہمہ روز مخموری باشند وغیر از گفتگوئے مینا و جام حرفے ندارند۔ کیان خاں و بڈو کہ برادران خورد اند ایں ہا نیز در عالم خود تلاشہا دارند و از اہل مجلس ذلہ آفریں بر می دارند۔ جمیع مشاہیر دہلی دریں ہنگامہ حاضر می شوند و عرض کمال می دہند مجمع خاطر خواہی است و صحبت دلچسپی۔

الہ بندی امردیست مخطط مشتمل بر تناسب اعضا ترکیبش نہا بسیار خوب می نماید پدرش از مشاہیر قوالان بود خودش ہم خیال را بمزہ می خواند و رنگینی بکار می برد منظور نظر ہاست و مقصود خاطر ہا۔

رحی احمد سیہ فامیست گلویش در نہایت نازکی پہلو بصدائے تار می زند و از فرط تناسب متمیز نمی شود تا قوت ممیزہ درست نباشد فرق از صدائے تار سازش کردن متعذر است و بخیالہائے مروجہ دہلی کہ منصف تبدار نگ است زبانش آشنا است و ناطقہ اش بایں اسلوب مرغوب زمزمہ پیرا۔

امردِ ہنگامہ پیرا میاں ہینگا رنگش چینی است ولباسش یاسمینی

در پیشگاہ قلعہ دار الخلافہ ہر روز بزم آراست و بمدعائے تماشائیاں ہنگامہ پیرا
بملاحظہ رقص او اشخاص معتبرہ تمہید سیر چوک میکنند و بمشاہدہ حسن او تقریب
ابتیاع نفائس و نوادر بروئے کار می آرند و بے تکلف مشتریان خود بلا شائبہ
تصنع در اطراف مجمع او سوار اسپانِ باد پا گشتہ صنع الٰہی را معائنہ می نمایند
حلقۂ اقبال و ہجوم جبول در جوانب ایں سیرگاہ متعذر الانحصار است
وکثرت خلائق از قایمین وقاعدین در دور ایں تماشا کدہ خارج از دائرہ
شمار امور ضروری ابتیاعی را مردم موقوف کردہ مشغول تفرج می شوند و وجہ
خرید ونقد فرصت را از کف دادہ خائن وخاسر بخانہ میروند اداہائے
خرامش خانہ بر انداز عالمے است و التفاتہائے مخصوصش تاراج کن مردے
صباحت رنگش از ملاحتِ باج میگیرد وسبزہ خطش از سبزان چمن خراج
از سفید پوشیہا بمثابہ خوشنما ست کہ گویا در عین شام صبحی دمیدہ یا گل چاندنی
است کہ در فضائے چمن بے اختیار بالیدہ تا غروب آفتاب جلوہ گریہا
کردہ مبلغے معتدبہ تحصیل می نماید وراہ خانہ می گیرد و ہر چندے کہ اعزہ تکلیف
می نمایند بخانہ ہیچ کسے اقدام نمی نماید ہر کہ شیفتہ او باشد می باید کہ بخانہ اش
برود واحتظاظ وافی بر دارد۔

سلطانہ امردیست سبزہ رنگ و درسن دوازدہ سالگی در رقص طرفہ اداہا

وشوخی ہا دارد سحر کاریہائے خوانندش عالمے را مفتون و خلقے را مجنوں کردہ دریں عمر قسمے تحصیل علم موسیقی کردہ کہ مزیدے براں متصور نباشد در غنچگی پہلو بگلہائے شگفتہ میزند وباوجودیکہ پرتو چراغے بیش نیست دعوی ہمسری آفتاب دارد سامعہ از کم وسعتے ہائے خود در حسرتست و باصرہ از کم ظرفیہائے نگاہ در خجالت شبے تا صباحے از صاحبان ما بزم آرا بود صحبت مستوفی دست داد وہمہ شب بعشرت و انبساط گذشت خار خار حسرت اعادہ صحبتش در دلہائے یاران باقیست شوق تحریکے می خواہد در گاہے نام زنکولہ نوازی ہمراہش بود مراحل امر دیرا قطع کردہ چوں تعینے از مزاجش محسوس نمی گردید تامل بہ تفتیش پرداخت معلوم گردید کہ در نواختن زنکولہ ورقص نظیر ندارد ہر چندے کہ ہیاتش مقتضی حرکات رقص نبود لیکن طبیعت بریں آمد کہ عیارش بمحک امتحان رسد. مامور کردند درواقع استغنا و تعینش بجا بود بمجرد تہیہ رقص حسرت ہا وست داد ہمہ تن چشم گردید گاہے در عین رقص صدا از یکرنگ برمی آورد گاہے از دو وگاہے از ہمہ غرض طرفہ قدرتے وعجب مشقے داشت شور تحسینہا بر صدائے زنکولہ اش چربید وصدائے پہہ پہہ آفرینہا اصول را معطل کرد وہمیں قسم مور چنگ نوازی درہمیں طائفہ معائنہ گردید کہ ہمتا نداشت وبرگ کاہ را در دہان گرفتہ مثل بلبل ہزار داستان شروع بنواسنجی کرد و بہزار زبان گویا گردید بے تکلف از نوائے او

بچہچہہ بلبل داستاں سرا ہیچ فرق کردہ نمی شد منطق الطیر مجسم بمشاہدہ رسید۔

سرس روپ بمشاہدہ حرکات دلفریبش چشم تمنا روشن و باندیشہ خرامش صفحۂ خاطرہا رشک گلشن نسایم آہنگش بہار آفریں و شمایم نغمہ اش عطر آگیں رقصش در نہایت رنگینی و محبوبے و خواندنش در اقصامر تبۂ دلچسپی و مرغوبی منتخب ارباب جاہ و جلالست و مستحسن اصحاب وجد و حال شعشعہ حسنش نظر را خیرہ میکند و تصور لمعہ جلوہ اش عقل را تیرہ۔ دریافت صحبتش بے وسیلہ تعرف متعذر است و نیل ملاقاتش تقدیم تواضعات مناسب متعسر تعالے شانہ بسیر خاطر خواہی بار یاب ذوق نصیب گرداند و دست شوق بدامانِ تمنا رساند۔

نور حدیقہ خوش ادائی خمیرمایہ روشنائی نور بائی از ڈومنی ہائے دہلی است رفعت شانش بمرتبہ کہ امرا بدیدنش التجا دارند و برخے بخانہ اش میروند خانہ اش چوں خانہ ارباب دول سامان ہزار رنگ تجمل دربار و کوکبہ سواری عمدہ ہا پر از چاؤش و چوبدار بیشتر سواریش سواری فیل است درخانہ عمدہ ہا کہ وارد می شود یک رقم جواہر رونما تواضع میکنند و مبلغے مقدیہ بخانہ اش می فرستند کہ قبول دعوت می کند رخصتانہ را ازہمیں قیاس باید کرد کہ مزہ صحبتش بمذاقے آشنا شد باعث خانہ خرابی است و نشۂ آشنائیش بدماغے کہ سرایت کرد چوں گرد باد در کشایش بیتابی عالمے بضاعتہارا در سرین کار کرد۔

و خلقے سرمایہ ہا را بغارت ایں ستمگر داد صحبتش تا کیسہ پر است گیر است و الفتش تا نقدی باقیست پذیرا تمکنش با تمکین گوہر ہم ترازو و آب و رنگش آب و رنگ گلشن ہم پہلو سخن فہم بے نظیر است و نکتہ دان خوش تقریر صفائے روزمرہ اش سامعہ را در بوئے بہار غوطہ می دہد و ادائی محاورہ اش زبانہا از گلبرگ می تراشد مصاحبے بایں رنگینی اگر نصیب شود مفت آرزوست و ہمدمے بایں شوخی اگر دست دہد ہرچہ باشد ہمہ از و مراعات مجلس و ادب بمرتبہ کہ چنداں ادیب می باید تعلیم گیرند و پاس خاطر جمیع حضار محفل بمثابہ کہ صاحبان تہذیب اخلاق می باید تلقین پزیرند خواندنش خالی از مزہ نیست مستحسن ارباب موسیقی است جنگلہ را کہ بالفعل رائج الوقت دہلی است خوب مشق کردہ بموافقت جمعے از نسواں کہ ہریکے بیگم و خانم نام دارد بزم آرامی شود و برائے رعایت ہرکدام سفارشہا می کند چوں خاطرش ہمہ جا عزیز است ہرچہ می گوید مبلغے قبول می شود الحاصل دیدنیست نہ شنیدنی فقیر یکمرتبہ استفادہ صحبت کردہ۔

چھمنی از مشاہیر دہلی است و بادشاہ رس و بمقتضائے کسب کمال موسیقی کہ پہلو بصاحب کمالان عصر می زند ہمہ جا معزز و محترم و صحبتش بدو لہا بدل مبلغے لایق از ممتنعات سوائے ایں کمال خوش صحبت و خوش روزمرہ است و سخن در نہایت پختگی می گوید چوں از بہار جوانیش تا شیر صبح پیری

گل کردہ غیر ازیں کہ کسے صرف بہ شنیدن سرود شوقے داشتہ باشد میل نمی کند بادشاہ ہم گاہ گاہے یاد می فرمایند و التفات می کنند نغمہ اش طائر ہوش را بہ پرواز وداع سر میدہد و آہنگش آب رفتہ آرزوہا را باز بجوئی می آرد۔ و ترانہ سنجی زبانش از مقراض گوئے سبقت بردہ اکثرے معاصر او اعتراف بکمال او دارند خالی از اہلیت نیست مراعات آشنائی می کند یک شبے درخانہ اش اتفاق صحبت افتاد تا صبح صحبتہا کوک بود۔

ادا بیگم در دہلی مشہور و معروف اند کہ پایجامہ نمی پوشند و بدن اسفل را برنگ آمیزے ہائے خامہ نقاش باسلوب قطعہ پایجامہ رنگین می کنند بے شائبہ تفاوت گل و برگ کہ در تھان کمخاب بندرومی می باشد بقلم می کشند و در محافل امرا میروند ہرگز امتیاز پایجامہ و ایں رنگ کردہ نمی شود تا پردہ از کارش نیفتد فہم ہیچکس بکنہ صنعت انہا نمی رسد چوں خالی از ندرت و غرائب نیست مرغوب دلہا اند۔

بہینا ئے فیل سوار از مشاہیر رقاصان و رئیس طائفہ دارا نسبت چوبداران نوکر اند با امرا بائین ہچشماں ارتباط است رقعہ ہا در سفارش می نویسند و اینہا درقبول می کنند۔ سابق با اعتماد الدولہ ربط خاصے بود و اینہا بخانہ او می رفتند یکمرتبہ برسم تواضع آلات وادوات تجرع کہ عبارت از گلابے و پیالہ ہا وغیرہ باشد گذرانیدہ بود چوں ہمہ اش ترصیع داشت

هفتاد هزار روپیه قیمت گشت صد قش هذا علی التمول ۔

خوشحالی رام جنی از ملازمان سرکار اعتماد الدوله است طرفه نشانے دارد وعجب تعینے در مجلس که رقص می کرد واکثرے از اعیان شهر مجتمع بودند وهیچکس را درنظرش وقعتے نبود واز فرط استغنا هیچ سمت التفاتے وخطابے نمیکرد وخواندنش بسیار رنگین وحرکاتش درنهایت تمکین بود آساپورا از رام جنی هاست واز شهرت کمال درهمه محافل محترم است وپیش جمیع نغمه سنجان مکرم کبت خوانیش بقاعده کلاونت هائے قدیم درنهایت مضبوطی وزیر وبمش بقانون استادان با قصے غایت مربوطے نغمه اش درهمه حال سرسبز جاوید وآهنگش درهمه جار وسپید بسبب رسائی سن اندکی از دلهائے معاشران یکسوست لیکن بچشم قدردانان نغمه باید دید که چقدر درنظر آنها وقعی دارد حرمت طلب است ومستحق حرمت خواهان عزت است وشایستهٔ عزت ۔

چک مک ومانی در بهار جوانیها طرفه شوخے داشت مطبوع جمهور بود وبادشاه جم جاه فریفتگی داشتند چک مک خطاب داده بودند الحال که قدم که در شیب گذاشته اعتبارش روبه نشیب است درد آهنگش سامعه پرور وشور نغمه اش جنون درسر مبلغها صرف تواضعش می کردند تاشبے میسر می آمد وزرها سبیل راهش می نمودند تاراهِ مدعا وامی شد حالا هم حصول صحبتش بے تواضع مستوفی متعذر است ورابطه آشنایش بے سماجتهائے رسا متعسر ۔

کالی گنگا از معتبر رقاصان است واز فرقه احترام کیشان سیه فامش چو خال گلرخاں زیب افزا است وچوں سواد دیده سیه چشمان مردمک آرا تمکینش بمرتبه که سخن بهزار پیچ و تاب بزبان آشنا می گردد و خرامش بندریجے که تا قدم بدائره مجلس گذارد اضطراب بدلها راه می یابد خواندنش سرمشق نغمه سنجانست و رقصش دستور العمل چابک خراماں خالی از تعین نیست و می سزد سماجتهای طلبند و می کنند۔

زینت و بهجی خوش ادائی هایش در تهیج مواد باه و خیل نازک اندامے هایش هیجان شهوت را کفیل نغمه اش پیام حلاوت میرساند و آهنگش بصفائے منتے بر سامعه میگذارد نغمات راگش با صافی چهره او همرنگ و آهنگش بصفائے رنگ او همسنگ طبایع لطیف را نظر بملاحظه لطافتش میل طبعی و امزجه لطیف را نگاه بمشاهده لطافتش خواهش فطری رقصش غیر از خرامے بیش نیست و بدل نزدیک تراست و تعینش در قبول هم آغوشی ها برجانست و خوش آیند تر هر شبے ردیف آغوش حریفے است و هر روز بهدوش ظریفے و از هجوم استدعا سر رشته قبول صحبت کم است کاش از سوراخے سر بدر می آورد از کثرت تکالیف قافیه و قفش تنگ است خانه اش بدوش یار انست و دعوائے خانه بدوش اورا مسلم و کاشانه اش در بغل معاشران است و ادعائے بغل گیری با و مناسب و متحتم۔ **فرد**

می کشندش چو قدح دست بدست

می برندش چو سبو دوش بدوش

گلاب ازخواندنش رائحہ گلاب بمشام می خورد واز ملاحظہ حرکات رنگینش کیفیت شراب دست می دہد پختگی ہائے وضعش مطبوع وحاضر جوابیش پیش ہمہ کس منظور ومسموع نکتہ فہم است وسخندان خوش نغمہ است ومسلم نغمہ سنجان **فرد**

محو کدام آئینہ سیما شود کسے

آئینہ خانہ ایست دو عالم زروئے تو

رمضانی خیالش چوں صبح عید رمضان زنگ از دلہا می برد ونغماتش درسواد خاطر معاشران اثرہا می کارد درمحفلے کہ وارد می شود حکم عیدگاہ بہم می رساند ومجمعے کہ ورودش واقع می گردد رسم تہنیت بعمل می آید والہ صحبت قدردانست وشایق ادا فہم ونکتہ دان سنش مانع کرم اختلاطے است ہوس پیش پا می خورد وکہولتش باعث خودداری پہلو از تکلف خالی میکند۔

رحمان بائی از دھاڑی زادہ ہاست سیاہی رنگش بمنزلہ تصویر سیاہ قلمی منظور صاحب نظران ورسائی رنگش بمثابہ نشتر فصاد باعث تحریک رگ جاں خال روئے استعداد است وسرمہ چشم اتحاد سوادش چوں شام کشمیر در نظرہا خوشنما وسیاہی نونش چوں سیاہی آب حیات درمردکھا روح افزا

سکناتش شوخے آمیز و حرکاتش فتنہ انگیز بہر محفل کہ وارد می شود خود را از تکلف می دزدد و از دست برد ہوس محفوظ بدر می جہد می گویند نامہ اش سربستہ است و مہرش ناشکستہ ع

خطش نہ کردۂ مانی بہ نقش بہزاد است
کہ ایں سیاہ قلم کار خوب استاد است

پنا بائی از تلامذہ مخصوصہ نعمت خان است و بلبل زبان او غزل خواں اگر قلم زمرد بہ تحریر وصفش مخترع شود می سزد کہ سرسبزی بہار آہنگ وابستہ صدائے اوست و تریاق مار گزیدہائے فراق ساز و نوائے او استقامت اوج گرانی ہائے نغمہ اش بمرتبہ کہ تا نفس بلند شود در حین شد و مد نغمہ صدایش بسان تار شعاعے آفتاب بآسمان می پیوندد و قدرت موشگافیہائے انداز تصرفاتش بشابہ کہ تا فہم سلیم ادراک نماید گرہ بر تار ہوا می بندد آہنگ رسایش بسان اندیشہ ذو العقول فلک پیما و نغمہ بلندش برنگ فکر منجم اوج گرا تقریر دلپذیرش سند معاشرت پیشگان و تمہید گفتگویش دستور العمل عشرت طرازان در ضمن ہر سخن لطیفہ رنگینی مضمر و در ادائے ہر حرف طینتے خاصے مدغم و مستتر حسن ادایش از حسن دیگراں چسپاں تر است و لطف مقالش از غنج و دلال این و آں خوش آیندہ تر سامعہ کہ آشنائے آہنگش گردید از مسموعات دیگر مستغنی است و ذائقہ کہ متلذذ بہ نغمائے

نغماتش گشت از چاشنی نوائے دیگراں منزوی مقدمش درہمہ جا اعزاز اکتساب است وخواندنش درہمہ حال عشرت انتساب ۔

طوطی شاخسار خشنوائی کمال بائی صافی مشققش در موسیقی چوں نامش باقصائے غایت کمال است وترتیبش در رقص خوش ادائی بکمال عظمت وجلال مدتے در محل بادشاہی بزم آرا بود و در حلقہ نوا سنجی سخن سرا دریں ولا کہ از سوانحۂ نادر شاہی مزاج بادشاہ دین پناہ از استماعِ ساز و نوا انحراف ورزیدہ و نغمۂ ارباب نغمہ بیک قلم متروک وموقوف گردیدہ باین تقریب صحبتش میسر آمد والا ممتنعات عقلے بود وخواندنش موافق ضوابط کلاونت بچی ہاست بسیار برنگینی وحزینی میخواند وسامعہ را بدائرہ تواجدی نشاند بیشتر خیال نعمت خان کہ منسوب بہ بادشاہ غازیست استعمال می نماید وابواب انبساط برروئے مشتاقان می کشاید بشابہ مشتاق کہ اگر تکلیف صحبت روز وشب نمایند چوں بلبل بہار غزل خوانست و برنگ قطعہ چمن از تر زبانی خود گلفشاں خالی از تمکین وادا نیست از شوخیہا آشنا ست و باعتبار آداب وآئین در امثال واقران مستثنے ہر کہ طلبید خط مستوفی برداشت ورقم لعقش برلوح خاطر نگاشت ۔

سرمشق رنگین وپختہ روائی او مابائی رنگینی بہار دلپذیرش برنگ نسیم بہار چمن آرائی انبساط و بہار آہنگی نغمات بنیظیرش گلدستۂ بند

ریاحین نزهت محفل نشاط بدیهه گوئیهاء لطیفش در عالم بدایت چون فکر اسیر لبریز شوخی و رنگینی و نقالیهایش بسان نقل شراب در نهایت خوش مزگی نمکینی حرکات و سکناتش همه موزون و مرغوب خرام و ادایش همه خوش اندام و خوش اسلوب در عالم کیفیت کشتی گیر و در فضاے خیال چون خیال نظیر بے نظیر طبیعتش الفت پیراست و مزاجش بوفا آشنا کنور که نهال نوخیز همین چمن است و بموزونی قد رشک سرو گلشن معشوقه صاحبی میان محمد ماه است که سند معاشرت پیشگان اند و سر آمد جمیع بزم آرایان اکبری بدولت خانه ایشان صحبتها منعقد می گشت و احتظاظ وافی محصل می گردید۔

پیناو تنو مقدم این طایفه باعتبار حسن سرشار و کمال وجاهت و حسن غنا و تناسب جوارح و اعضا منظور جناب بادشاهی بود و مورد عنایات نامتناهی اکنون بطور خود ببزم آرائی مشتاقانست و رنگ افروز جبهه تکلیف آرزومندان خرامش همین که بحرکات رقص آشنا گردید شور تحسین و نغمه بلند میگردد و صدایش هر گاه که باوج کشید غلغل آفرین فضائی هوا تنگ می نماید رنگینی روزمره هایش سامعه را بگلگشت بهار میبرد و قسم هاے شیرینیش که در حقیقت جزو محاوره است افسون بیخودی بگوش دلها میخواند خواندن خیال به نزاکتے و اندازیست که حوصله سامعه بفریاد می آید و بے اختیار بهار موکشان بدایره وجد و حال می آرد گرسنه چشمان راگ را از مایده صحبتش سیری و نادیدگان حسن را دام اختلاطش

رہائی نہ علی الخصوص تپو کہ بزور سرپنجہ غنج ودلال بسان طرفہ خود جا نہا را تاب میدہد و با عانت سامان حسن وجمال کہ شوخی فقرۂ منتزاد اوست وقسمہائے رنگین بند بہ ترجیع او نظم دلہا را بہ بندی رساند یادائی کافر ماجرائیہائی نگاہش قلم چون قلم نرگس حیرت ایجاد و بگزارش سخنہایش نال خامہ برنگ نی لبریزہ فریاد یکے از اسار ایش گل دستہ بند رنگینی میرزائی میاں محمد ماہ اند کہ باو الفت ہا و انعقاد صحبتہایش دود از دماغ زندگی برمی آورد و لاعن شئی بے مزہ دارد ؎

رفتیم و نرفت حسرت از دل
چوں آئینہ ایم جلوۂ بسمل

بارے اگر وصال نباشد خیالی وگر خورشید نہ باشد ہلالی۔ وصف العیش نصف العیش۔